PRIME URDU NOVELS
PRIME URDU NOVELS
بیا احمد
زندگی کی
ضمانت تیرا نام
https://primeurdunovels.com/
Imagitor

زندگی کی ضمانت تیرا نام

از بیا احمد

مکمل ناول

یہ کہانی ہے:

شُکر کی:

جِس کے لیے میرا رب کہتا ہے:

ترجُمہ: اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔۔(سورہ اِبراہیم:۷)

صبر کی:

جو میرے رب کو بہت عزیز ہے:

ترجُمہ: بےشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔﴿سورۃ البقرا ۱۵۳﴾

اللہ پر بھروسے کی:

جِس پر بندہ خود اپنے رب سے کہتا ہے:

ترجمہ: مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔۔(سورۃ التوبۃ:۱۲۹)

حسد کی:

جو بندے کو اندر سے کھوکھلا کردیتا ہے

ترجمہ: (میں اللہ سے پناہ مانگتا ہوں) حسد کرنے والے کے شر سے جب وہ حسد کرنے لگی۔۔(سورہ الفلق:۵)

یہ کہانی ہے:

خوشخبری

اگر آپ لکھ سکتے ہیں اور اپنے اندر کے لکھاری کو باہر لانا چاہتے ہیں تو لکھاری آن لائن میگزین آپ کو اپنی صلاحیتوں کو نکھارنے کے لئے بہت اچھا پلیٹ فارم فراہم کرتا ہے۔ لکھاری آن لائن میگزین کا حصہ بنئے اور آج ہی اپنی تحریر (افسانہ، ناول، ناولٹ، کالم، مضامین، شاعری) اردو میں ٹائپ کر کے ہمیں بھیجیں۔ آپ کی کوئی بھی تحریر ضائع نہیں کی جائے گی اور ایک ہفتے کے اندر ہمارے سب ویب بلاگز (ویب سائٹس) اور سوشل میڈیا گروپس اور پیجز پر پبلش کر دی جائے گی۔ مزید تفصیلات کے لئے ابھی رابطہ کریں۔

Wats app No :- 03335586927

Email address :- aatish2kx@gmail.com

Facebook ID :- www.facebook.com/aatish2k11

Facebook Group :- FAMOUS URDU NOVELS AND DIGEST

SEARCH AND REQUEST FOR NOVELS, NOVELS DISCUESSION

زین احمد کی: جو زندگی کی ہر اونچ نیچ پر اپنے رب پر بھروسے کا دامن تھامے صبر اور شُکر کی راہوں پر گامزن ہے۔۔

مریم زین کی: جِس نے زندگی کو آج تک اپنی کم عُمری اور معصومیت سے جانا، لیکن زندگی کی مُشکلوں اور چمک دھمک نے جب جب اُس کے ایمان کو متزلزل کرنا چاہا، زین احمد نے اپنی مُحبت سے اُسے تھاما تھا۔۔

نگینہ کی: جِس کے اندر کا حسد اُسے خود کو جلا کر راکھ کر رہا تھا۔۔

....

"لسٹ دے دو کل سے رمضان ہے، میں لے آؤں گا سب ان شاء اللہ"۔۔وہ چائے کا آخری گھونٹ لیتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"لسٹ کیا بنانی دو چار چیزیں ہی تو آنی ہیں"۔۔حسبِ عادت اُس کی پیاری سی بیوی نے مُنہ بنایا تھا۔۔

"وہ دو چار چیزیں ہی مجھے میسج کردو، آتے ہوئے لے آؤں گا"۔۔وہ اُس کا پھولا ہوا گال چوم کر اللہ حافظ کہتا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ہونہہ! لوگوں کے گھر رمضان کا اتنا سارا سامان آتا ہے اور میں اِن کو دو چار چیزیں میسج کردوں"۔۔ وہ بڑبڑاتی ہوئی اُسی کا چھوڑا ہوا بریڈ کا ٹکڑا مُنہ میں ڈالتی افسوس سے ایک ہاتھ پر اپنا گال ٹکا گئی تھی۔۔

....

"چُپ کر جاؤ ناں بھئی"۔۔وہ اپنے ساڑھے سات ماہ کے گُل گوتھنے سے بیٹے کو گھور کر بولی جس کی ریں ریں جاری تھی۔۔ تبھی بیل بجی تھی۔۔

"السلام و علیکم"۔۔۔وہ حسبِ عادت اُس کا گال چومتا دروازہ بند کر کے پلٹا تھا۔۔

"کیوں رو رہا ہے میرا شہزادہ۔۔؟؟"۔۔زین نے اُس کے ہاتھ سے روتے ہوئے علی کو لیا تب احساس ہوا وہ بُخار میں تھا۔۔

"مریم۔۔اِسے بُخار ہو رہا ہے"۔۔وہ پریشانی سے بولا۔۔

"کب سے مجھے پریشان کیا ہوا ہے آپ کے بیٹے نے۔۔کیا کیا کروں میں۔۔؟؟۔۔یہ کچھ کرنے ہی نہیں دیتا۔۔سارا گھر ایسے ہی پڑا ہوا ہے۔۔میں نے کھانا بھی نہیں بنایا۔۔نہ صبح سے کچھ کھایا ہے۔۔"۔۔وہ بھرائی ہوئی آواز میں بولتی گئی تھی۔۔زین نے علی کو سنبھالتے ایک نظر بکھرے ہوئے گھر پر ڈال کر پھر اُس کے چہرے پر ڈالی تھی۔۔بکھرا بکھرا حُلیہ، عجیب سی اُداسی، دُکھ، آنکھوں میں چمکتے آنسو اُسے بے چین کر گئے تھے۔۔

"یار مجھے کال کر لیتی۔۔جلدی آجاتا ساتھ میں کچھ لے بھی آتا۔۔"۔۔وہ علی کے ماتھے کو چیک کرتا بولا۔۔

"اچھا ابھی اُٹھو اِس کو ڈاکٹر کو دِکھا دیتے ہیں، پھر باہر سے کچھ کھا بھی لیں گے"۔۔وہ اپنی تھکن کی پرواہ کیے بغیر اُس کا چہرہ دیکھتے بولا جہاں اُس کی بات سُن کر کچھ رونق آئی تھی۔۔

"پھر واپسی میں مجھے مارٹ لے جایئے گا، میں رمضان کا سامان خرید لوں گی"۔۔اُس کی بات پر اُس نے اپنی جیب میں پڑے پانچ ہزار کے نوٹ کی قسمت پر افسوس کیا تھا۔۔

....

زین احمد اپنی قسمت پر صابر شاکر رہنے والا بندہ تھا۔۔جس نے اپنی زندگی کو اِس دعا سے جوڑ لیا تھا۔۔

ترجمہ: اے میرے اللہ ہمیں ثابت قدم فرما کہ ہم تیرا ذکر کریں اور تیرا شُکر کریں اور تیری بہت اچھی عبادت کریں۔۔

قرآن زین احمد کے دل میں بستا تھا۔۔

اچھی تعلیم کے ساتھ باپ نے اچھے علاقے میں یہ فلیٹ خرید کر اُس پر احسان ہی کیا تھا۔۔جب وہ بیس سال کا ہوا تو باپ کا انتقال ہوگیا تھا۔۔

اللہ کے کرم سے تیس ہزار ماہانا آمدنی تھی۔۔

اُس کے دل میں ہمیشہ سے عزت و مُحبت کرنے والی بیوی کی تمنا رہی تھی۔۔

ابھی وہ صرف تیئس سال کا ہوا تھا جب ماں ساڑھے اٹھارہ سالہ مریم کو بہو بنا کر لائی تھیں۔۔من موہنی سی مریم کو دیکھ کر زین احمد پہلی نظر میں فدا ہوا تھا۔۔جس کے لمبے بالوں نے اُسے مزید دیوانہ بنایا تھا۔۔

وقت گزرنے کے ساتھ ساتھ اُس کی مریم کے لیے مُحبت میں اضافہ ہی ہوا تھا۔۔

مریم مُتوسط گھرانے سے آئی تھی۔۔تین بہن بھائی۔۔سب سے بڑا فرحان، اُس سے دو سال چھوٹی وہ خود اور اُس سے ایک سال اور سب سے چھوٹی نِدا۔۔جِس سے اُس کی بہت دوستی تھی۔۔

ماں باپ نے اچھی تربیت کیساتھ انٹر تک کی تعلیم تحفے میں دی تھی۔۔

اُسے بھی سانولا سلونا جاذب نظر دراز قد زین احمد دل سے بھایا تھا۔۔

زین اُس کے لیے پرائیوٹ بی اے کرنے کے لیے کورس لے آیا تھا

وہ فطرتاً مُحبت کرنے والا اور خود کو بُھلا کر اپنوں کی پرواہ کرنے والا انسان تھا۔۔جس کی رگوں میں اللہ کی مُحبت خون بن کر دوڑتی تھی۔۔

تو مریم مزاجاً سادہ، معصوم سی، شوہر کی بات کو اولیت دینے والی لڑکی تھی۔۔ہر کام زین سے پوچھ کر کرنا اُس کی مُحبت کا انداز تھا۔۔شادی کی پہلی رات ہی زین نے اُسے عجب طریقے سے حیران کیا تھا۔

....

"یار صبح تو یقیناً کوئی اور نکلے گی"۔۔شادی کی پہلی رات جب زین سجی سنوری مریم کے سامنے بیٹھا، تو اُس کے میک اپ زدہ چہرے کو دیکھتا بے ساختہ بولا تھا۔۔اُس کی شرارت کو سمجھتے ہوئے مریم دھیمے سے ہنسی تھی۔۔

"میں نے عشاء نہیں پڑھی وہ پڑھ لوں باقی باتیں بعد میں"۔۔وہ اُٹھ کر اپنے کُرتے کے بٹن کھولنے لگا تھا۔۔پھر ایک دم اُس سے مُخاطب ہوا تھا۔۔

"آپ نے پڑھی ہے۔۔؟؟"۔۔وہ اپنے اُس عجیب و غریب دُلہے کو دیکھ رہی تھی جو اُسے دیکھے بغیر نماز کی فکر کر رہا تھا۔۔اُس نے ہچکچاتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"اچھا آئیں پہلے اللہ سے مُلاقات کر لیتے ہیں پھر ایک دوسرے سے مِل لیں گے"۔۔وہ اُس سے کہتا واش روم میں غائب ہوا تھا۔۔وہ کچھ لمحے واش روم کے دروازے کو دیکھتی رہی تھی، پھر سر جھٹک کر اپنی چوڑیاں اُتارنے لگی تھی۔۔

تین چار منٹ بعد وہ آرام دہ شلوار قمیض میں اپنی آستینیں سیدھے کرتا نکلا تھا۔۔اُس کے گیلے بال اور چہرہ وضو سے روشن تھا۔۔پُرنُور پیشانی۔۔مریم کی اُٹھی نظریں اُس کے چوڑیوں اُتارتے ہاتھوں کو ساکت کر گئے تھے۔۔اُس پر ایک نظر ڈالتے وہ اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔

"ارے آپ ابھی تک یہیں بیٹھی ہیں۔۔چلیں میں آپ کی مدد کردیتا ہوں ورنہ آپ نے فجر کردینی ہے"۔۔وہ اُس کے ہاتھ تھامتا اُس کی چوڑیاں اُتارنے لگا تھا۔۔وہ شرمائی گھبرائی اُس کے چہرے کو اپنے دل میں اُتار رہی تھی۔۔

"چلیں ہوگیا۔۔اب یہ چہرہ دُھو کر آئیں تو میرے دل کو بھی تسلی ہو"۔۔وہ بڑے آرام سے اُس کا سارا زیور اُتارنے کے بعد کھڑا ہوتے شرارتاً بولا تھا۔۔وہ پھر دھیمی سی شرمیلی ہنسی ہنس دی تھی۔۔

کچھ پل بعد وہ ہلکے پیلے رنگ کے شلوار قمیض میں واش روم سے برآمد ہوئی تھی۔۔اُس کے پاس ہی بچھی جائے نماز پر وہ نیت باندھ گئی تھی۔۔وہ اُس سے پہلے پڑھ کر فارغ ہوچکا تھا۔۔

تقریباً دس منٹ بعد دعا کو اُٹھائے ہاتھ اپنے چہرے پر پھیرتے وہ اُٹھی تھی، شیفون کا پیلا ڈوپٹہ جو پہلے ہی بڑی مُشکلوں سے سر پر ٹکا تھا کندھوں پر آیا تھا۔۔

"ماشاءاللہ، سبحان اللہ، کیا یہ تمہارے اصلی بال ہیں"۔۔زین کی حیرت بھری آواز پر وہ پلٹی تھی۔۔وہ جو یک ٹک اُس کے بہت ہی لمبے سلکی بالوں کو دیکھ رہا تھا۔۔اُس کا دُھلا دُھلایا چہرہ دیکھ کر ٹھٹکا تھا۔۔

"الحمد للہ رب العالمین"۔۔اُس کے من موہنے معصوم سے حُسن، اُس پر اُس کے لمبے خوبصورت بالوں پر زین احمد فِدا ہوا تھا۔۔

"ہر چیز اپنے اصل میں زیادہ خوبصورت ہوتی ہے ناں"۔۔وہ اُس کی پیشانی چُومتا بولا تھا۔۔اب مریم کو سمجھ آیا کہ وہ کیوں اُس کے میک اپ زدہ چہرے پر نظر نہیں جما رہا تھا۔۔

پھر جیب سے سونے کی ہلکی سے انگوٹھی اُس کے حنائی ہاتھ میں ڈالی تھی۔۔

"یار بیوی یہ اتنی مہنگی نہیں ہے، پر یقین کرو زین احمد نے بڑی محنت اور مُحبت سے اپنی بیوی کے لیے اپنی جیب سے بنوائی ہے"۔۔اُس نے شرمیلی مُسکان سے انگوٹھی کو دیکھا تھا۔۔

"میرے لیے یہ انمول ہے"۔۔اُس کے حیا سے لبریز لہجے پر زین کو اپنی رگوں میں سکون دورتا محسوس ہوا تھا۔۔

اور شادی کی پہلی رات ہی زین نے اُسے اُس پیاری سی آیت سے روشناس کروایا تھا جِس کو ہر نماز میں پڑھتے پڑھتے زین احمد کو مریم کے اپنی زندگی میں آنے سے پہلے ہی مریم سے مُحبت ہوگئی تھی۔۔

ترجُمہ: اے ہمارے رب! تو ہمیں ہماری بیویوں/شوہروں اور اولاد سے آنکھوں کی ٹھنڈک عطا فرما اور ہمیں پرہیزگاروں کا پیشوا/رہنما بنا۔۔(سورۃ الفُرقان: 74)

"میں بہت چھوٹا تھا شاید گیارہ بارہ سال کا، مجھے تب بابا نے یہ دعا یاد کروائی تھی۔۔جب سترہ اٹھارہ سال کا ہوا دیکھا کہ آس پاس کے لڑکے گرل فرینڈز بنا رہے ہیں تب میں نے اللہ سے چُپکے سے کہا تھا کہ میں تو آپ سے نیک بیوی مانگتا ہوں، مجھے بس میری آنکھوں کی ٹھنڈک ہی دینا، جو میری اولاد کی نیک تربیت کرے، جو میری ایسی فرمانبردار ہو کہ میرا ہاتھ تھام کر جنت کے راستوں پر میرے ساتھ چلے"۔۔زین نے جُھک کر اُس کی حنائی ہتھیلیاں چُومی تھیں۔۔

....

اُس کے ساتھ رہتے ہوئے مریم کو اندازہ ہوا وہ بہت ہی پیارا انسان تھا۔۔وہ جو مُحبت و احترام اپنی ماں کو دیتا تھا، اُسے بھی وہی عزت مقام دیتا تھا۔۔

پانچ وقت کا نمازی زین احمد کبھی کبھی تہجد بھی پڑھ لیتا تھا۔۔اُس کی گھر میں موجودگی کے وقت اُس کی کوئی نماز قضا نہیں ہوتی تھی۔۔باقی وقت وہ فون پر سختی کرتا تھا۔۔اُس کے باوجود وہ کبھی کبھی ڈنڈی مار جاتی تھی۔۔

....

اُس کی آنکھ کُھلی تو اُسے اپنے پہلو میں نہ پا کر اِدھر اُدھر دیکھ کر اُٹھ بیٹھا، ٹائم دیکھا تو ساڑھے بارہ بج رہے تھے۔۔اُس کے واش روم میں ہونے کا سوچ کر وہ نیم دراز ہی آنکھیں موند کر اُس کا انتظار کرنے لگا۔۔سچ تو یہ تھا زین کو جلدی سونے کی عادت تھی، جس کی وجہ فجر اور کبھی کبھی تہجد تھی وہ اُس کو بھی اپنے ساتھ ساڑھے گیارہ بارہ تک سُلا لیتا تھا۔۔ابھی بھی وہ اُس کا انتظار کرتے بیٹھے بیٹھے سو گیا تھا۔۔

جب اچانک دوبارہ اُس کی آنکھ کُھلی وہ ابھی تک نہیں آئی تھی۔۔وہ موبائل پر ٹائم دیکھتے اب کے اُٹھ کھڑا ہوا تھا بارہ پینتیس ہورہے تھے۔۔وہ واش روم میں نہیں تھی۔۔

"یہ اِس وقت کہاں گئی"۔۔زین نے کمرے کا دروازہ کھولا تھا سامنے کا منظر دیکھ کر اُس کا مُنہ کُھلا تھا۔۔

"نِدو اگر وہ اُٹھ گئے ناں تو میری خیر نہیں ہے"۔۔اُس کی سرگوشی نُما آواز زین کے کانوں سے ٹکرائی تھی۔۔سامنے ٹی وی چل رہا تھا، اشتہارات کے باعث جِس کو میوٹ کیا گیا تھا، لاؤنج کی لائٹ آف تھی۔۔لاؤنج میں ٹی وی کی روشنی جگمگا رہی تھی۔۔اور وہ صوفے پر سُکڑی سمٹی فون کان سے لگائے بیٹھی تھی۔۔

"ہائے اِسی لیے تو بیٹھی ہوں، تم نے قسم سے دل خوش کردیا ہیرو ہیروئین آخرکار مِل ہی گئے، پر اگر وہ اُٹھ گئے ناں نِدو تو۔۔"۔۔اُس کی سوئی وہیں اٹکی ہوئی تھی۔۔

"میں اُٹھ گیا ہوں مریم"۔۔پیچھے سے آتی آواز پر وہ اچھلی تھی نیتجتاً فون ہاتھوں سے پھسلا تھا۔۔نِدا نے جلدی سے فون کاٹا تھا۔۔وہ آنکھیں میچے زبان دانتوں میں دبائے وہیں دبکی بیٹھی رہی تھی۔۔زین نے آگے بڑھ کر ٹی وی بند کیا تھا۔۔

"زین میں نے نیکسٹ اپی۔۔"۔۔وہ زور سے بولی تھی، پر وہ پنکھا بند کرتا اُس کر طرف آ کر خاموشی سے اُس کا ہاتھ تھامے اُسے کمرے میں لے گیا تھا۔۔بیڈ پر لیٹ کر اُس نے ہمیشہ کی طرح اپنا بازو پھیلایا تھا۔۔اِس سارے عرصے میں وہ بلکل خاموش تھا۔۔ایک نظر اُس کی کچی نیند کے باعث سُرخ خُمار بھری آنکھوں میں دیکھ کر ہمیشہ کی طرح مریم نے دھڑکتے دل کے ساتھ اُس کے بازو پر اپنا سر رکھا تھا۔۔

"اب لگتا ہے روز تمہیں ایسے پکڑ کر سونا پڑے گا۔۔کتنا تنگ کرتی ہو مجھے پھر تم صبح فجر کے لیے"۔۔زین نے نیند میں ڈوبی بھاری آواز میں اُس کی کان میں سرگوشی کی تھی۔۔اُسے اپنا دل سنبھالنا مُشکل ہوا تھا۔۔

"زین"۔۔دھیرے سے پُکارا گیا۔۔

"مریم"۔۔زین پر نیند کی خُماری طاری تھی۔۔

"کیا آپ کو کسی نے بتایا ہے کہ آپ کی نیند بھری آواز بہت جان لیوا ہے"۔۔وہ اُس کی بھاری دلکش آواز کے سحر میں جکڑی ہوئی تھی۔۔

"نہیں۔۔کبھی کوئی تمہاری طرح رگِ جاں میں اُترا ہی نہیں ہے۔۔تمہارے سِوا۔۔کبھی کِسی نے زین احمد۔۔کی روح کو اتنا۔۔معُطر۔۔"۔۔رُک رُک کر بولتے بولتے اُس کی آواز بڑبڑاہٹ میں تبدیل ہوتی بند ہوئی تھی۔۔وہ جو سانس رُوکے سُن رہی تھی گردن موڑ کر دیکھا وہ سو چُکا تھا۔۔وہ ذرا سا اُونچا ہوئی تھی۔۔

"میری نیند اُڑا کر خود سو گئے ہیں"۔۔وہ بڑبڑاتی ہوئی اُس کے چہرے پر نظر جمائے جمائے اُس پر جُھکی تھی، اُس کی آنکھ کُھل جانے کے ڈر سے مریم نے ہلکے سے اُس کے گال سے اپنے لب مس کیے تھے۔۔پھر آرام سے اُس کے سینے پر اپنا سر رکھا تھا۔۔

"سونے کا کیا لوگی۔۔؟؟"۔۔اچانک وہ بڑبڑایا تھا مریم نے ایک دم سانس روک کر آنکھوں کو زور سے میچا تھا۔۔

....

"رُکو رُکو جاناں۔۔بھاگ کہاں رہی ہو۔۔؟؟؟"۔۔فجر میں وہ جو آج پہلی بار الارم کی پہلی آواز پر فوراً سے اُٹھنے کو تھی جب زین نے بازو سے پکڑ کر اُسے واپس اپنی طرف کھینچا تھا۔۔وہ پُشت کے بل اُس کے اُوپر گِری تھی اور اُس کا سر اُس کے سینے پر گِرا تھا۔۔زین نے اُسے وہیں قابو کیا تھا۔۔

"وہ نم۔۔ نماز۔۔ نِکل جائے۔۔ گی"۔۔وہ آنکھیں میچ کر مُتوقع ڈانٹ کا سوچتی رُک رک کر بول رہی تھی۔۔زین کے ہونٹوں کو مُسکراہٹ نے چھوا تھا۔۔

وہ کچھ کہے بغیر بند آنکھوں سے اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرنے لگا تھا۔اُس کی خاموشی پر مریم زین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

"میں آٹھ بجے ہی دیکھتی ہوں پر نیچے خالہ کے پوتا ہوا تھا۔۔امّی مجھے اپنے ساتھ لے گئی تھیں۔۔میں دوپہر میں دیکھ لیتی پر نِدو نے کہا کہ ہیرو کو ہیروئین مِل گئی تھی تو۔۔ مجھ سے۔۔ صبر نہیں۔۔ ہوا۔۔ تھا"۔۔جوش سے بولتے بولتے آخر کا جُملہ اُس نے رُک رُک کر پورا کیا تھا۔۔زین کے ہونٹوں پر مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔اور مریم کو لگا تھا وہ کچھ غلط بول گئی تھی وہ ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"زینِ اب آپ دیر کروا رہے ہیں۔۔مجھے وضو بھی نہیں کرنے دے رہے"۔۔وہ بولتی ہوئی واشروم میں گم ہوئی تھی۔۔وہ ہنستا ہوا اپنی ماں کے کمرے طرف بڑھا تھا۔۔

....

"یار مومی میں جنت میں بھی تمہارے ساتھ رہنا چاہتا ہوں"۔۔ایک دن وہ اُس کے ہاتھ تھام کر کہہ گیا تھا۔۔

"پڑھتی تو ہوں۔۔اتنی کوشش کرتی ہوں"۔۔ہمیشہ کی طرح وہ منمنائی تھی۔۔دن میں کبھی دو کبھی تین۔۔یہی حال تھا مریم بی بی کا۔۔

"تمہیں پتا ہے مریم، جب جنت والے دوزخ والوں سے پوچھیں گے"۔۔پھر وہ آیت سُنانے لگا۔۔

ترجُمہ: کہ تم دوزخ میں کیوں پڑے؟۔۔﴿سورۃ المدثر ۴۲﴾

"تو پتا ہے وہ کیا جواب دیں گے۔۔؟"۔۔وہ اُس کے چہرے کو دیکھ کر بولا جو اُس کی بات سُن کو جیسے سانس رُوکے ہوئے تھے۔۔

ترجمہ: وہ جواب دیں گے کہ ہم نماز نہیں پڑھتے تھے۔۔﴿سورۃ المدثر ۴۳﴾

اُس کی بات مُکمل ہونے سے پہلے ہی وہ تڑپ کر اُٹھتی تھی نماز پڑھنے کے لیے۔۔پھر آہستہ آہستہ پانچ وقت کی نماز مریم کی زندگی کا بھی اہم حصّہ بن گئی۔۔

....

زین کے متعلق روز کوئی نہ کوئی انوکھی اور پیاری بات اُسے خوشگوار حیرتوں میں دھکیل دیتی تھی۔۔ جیسے روز صبح جب وہ اُس کے لیے ناشتہ بنا کر اُسے بُلانے کمرے میں جاتی تو اُسے آفس کے لے بلکل تیار پر نفل پڑھنے میں مصروف پاتی۔۔

"زین اِس وقت کیا پڑھتے ہیں۔۔؟؟۔۔جبکہ فجر تو آپ کبھی قضا نہیں کرتے"۔۔وہ مُتجسس ہوئی تھی۔۔

"ہمارے جسم میں 360 جوڑ ہیں اور ہر صبح ہر انسان پر اُس کا صدقہ لازم ہوتا ہے"۔۔وہ جائے نماز رکھتا جوتے پہننے لگا تھا۔۔پھر ہاتھ دھوتا اُس کے ساتھ ناشتہ کرنے باہر آیا۔۔

"حضرت ابوذر رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

"صبح ہوتی ہے تو تم میں سے ہر شخص کے ہر جوڑ و پر صدقہ واجب ہوتا ہے، پس ہر تسبیح (یعنی سبحان اللہ) ایک صدقہ ہے اور ہر تحمید (یعنی الحمدللہ) ایک صدقہ ہے اور ہر تہلیل (یعنی لاالہ الا اللہ) ایک صدقہ ہے اور ہر تکبیر (یعنی اللہ اکبر) ایک صدقہ ہے، بھلائی کا حکم دینا ایک صدقہ ہے اور برائی

سے روکنا ایک صدقہ ہے اور ان سب کے بدلے میں وہ دو رکعتیں کافی ثابت ہوتی ہیں جن کو بندہ بوقت چاشت ادا کر لیتا ہے (مسلم شریف)"۔۔اپنی بات کے اختتام میں زین مُسکراتے ہوئے پہلا نوالہ مریم کے مُنہ کے پاس لایا تھا، وہ جو ہمیشہ کی طرح اُس کی بات کے سحر میں کھوئی ہوئی تھی۔۔ چونکی تھی۔۔پھر مُسکرا کر مُنہ کھول گئی تھی۔۔

"اب ایک راز کی بات بتاؤں۔۔؟؟"۔۔وہ دوسرا نوالہ اپنے مُنہ میں رکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"جب فرض کے بعد تسبیح فاطمہ رض پڑھتی ہو ناں تو اُس کے بعد 33 بار لا الہ الا اللہ اور 33 بار لاحول ولا قوۃ الا باللہ پھر تیسرا کلمہ پڑھ لیا کرو۔۔"۔۔غیر محسوس طریقے سے وہ اپنے ساتھ اُس کے مُنہ میں نوالا ڈالتا اُسے ناشتہ کروا چُکا تھا۔۔

"آج ناشتہ بہت لزیز تھا"۔۔وہ کھڑے ہوتے اُس کی پیشانی چوم کر بولا

"روز جیسا تو تھا"۔۔وہ خالی پلیٹیں دیکھ کر بڑابڑائی تھی۔۔

"امّی لو یو"۔۔لیکن پھر اپنے پیچھے اُن کی موجودگی پر جھینپی تھی۔۔وہ اب اپنی ماں کا ماتھا چُومتا زور سے اللہ حافظ کہتا باہر نکلا تھا۔۔

"اللہ کے امان"۔۔اُس کی ماں زین کو آیۃ الکرسی کے حصار میں بھیجتی تھیں اُن کے دیکھا دیکھی اُس نے بھی یہ عادت اپنا لی تھی۔۔

"چلو اب ہم ماں بیٹی ناشتہ کرتے ہیں"۔۔وہ اُس کے برابر بیٹھی تھیں۔۔وہ جی بھر کر شرمندہ ہوئی تھی۔۔

"وہ۔۔امّی۔۔میں نے ناشتہ۔۔کرلیا"۔۔اُس کے رُک رُک کر بولنے پر وہ مُسکرائی تھیں۔۔

"کرلیا یا میرے بیٹے نے کروایا ہے۔۔؟؟۔۔اِسی لیے تو وہ کہہ گیا تھا ناشتہ آج لزیز تھا"۔۔اُن کے شرارت بھرے لہجے پر اُسے جی بھر کر شرم آئی تھی۔۔

"بلکل اپنے باپ کا پرتو ہے میرا بیٹا۔۔مجھے فخر ہے میرے بیٹے کی تربیت اُس کے جنّتی باپ نے کی ہے۔۔مریم ہمیشہ قدر کرنا اِس کی، اِس لیے نہیں کہہ رہی کہ وہ میرا بیٹا ہے، بلکہ اِس لیے کہہ رہی ہوں، کہ ایسے انسان بہت نایاب ہوتے ہیں"۔۔اُن کی آنکھیں بیٹے کی مُحبت سے چمک رہی تھیں۔۔

....

"السلام و علیکم"۔۔وہ حسبِ عادت دروازے کھولنے پر اُس کا گال چومتا اندر آیا تھا۔۔وہ صبح آفس جاتے اور واپس آ کر کبھی اُس کا گال چومتا کبھی پیشانی۔۔یہ اُس کی عادت تھی۔۔اُن کی شادی کو دو مہینے ہونے کو آئے تھے وہ ابھی تک اُس کی اِس عادت کی عادی نہیں ہوئی تھی۔۔

"کیا کرتے ہیں، امّی دیکھ لیں گی"۔۔اور روز کی طرح وہ مِنمنائی تھی۔۔

"کوئی بات نہیں، میں تو چاہتا ہوں دیکھ لیں، تاکہ تم بھی میری اِس عادت کو دِل سے قبول کرلو"۔۔ وہ بول کر ماں کے کمرے میں اُن کو سلام کرتا اور اُسی انداز میں چہرہ چومتے اپنے کمرے میں آیا تھا۔۔

"آپ کو شرم نہیں آتی۔۔؟؟"۔۔وہ جھینپتی ہوئی پوچھ رہی تھی۔۔وہ اُس کی بات پر ہنسا تھا۔۔

"یار امّی سے بھی تو ایسے ملتا ہوں، اُنھوں نے تو کبھی اعتراض نہیں کیا"۔۔وہ آرام سے بولتا جُھک کر جوتے اُتارنے لگا تھا۔۔مریم نے دونوں ہاتھ کمر پر رکھتے اُس کے سر کو گھورا تھا

"وہ آپ کی امّی ہیں"۔۔زین نے بےساختہ سر اُٹھایا تھا اُس کا انداز دیکھ کر وہ پھر سے ہنسا تھا۔۔

"تو تم بھی تو میرے ہونے والے بچّوں کی امّی بنو گی ناں کبھی تو"۔۔وہ اُس کے پاس آ کر اُس پر جُھکتا ایک گُستاخی کر گیا تھا پھر ایک آنکھ میچتا واش روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

"کیا ہے"۔۔وہ بُدکی تھی۔۔پلٹے بغیر وہ اُس کا سُرخ چہرہ محسوس کر کے بدستور ہنستا واشروم میں بند ہوا تھا۔۔

....

"ایک بات بتائیں کیا آپ کو واقعی شرم نہیں آتی ایسے امّی کے سامنے۔۔"۔۔اُس نے شرم سے بات ادھوری چھوڑی تھی۔۔وہ اُس کے پاس بیڈ پر آکر بیٹھی تھی۔۔اُس کی بات کا مطلب سمجھتے وہ ہنسا تھا۔۔

"اتنی دور سے اتنی اچھی بات پوچھو گی تو کیسے مزہ آئے گا تمہیں سُننے میں"۔۔وہ لائیٹ آف کرتا بیڈ پر لیٹا تھا پھر اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔وہ محجوب سے ہوتی اُس کے بازو پر سر رکھتی اُس کے پہلو میں دراز ہوئی تھی۔۔

"میں بچپن سے بابا کو ایسا کرتے دیکھتا آیا تھا۔۔"۔۔وہ اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرتا بولا۔۔

"مطلب یہ بابا کی عادت ہے"۔۔وہ جوش سے بولتی زبان دانتوں میں دے گئ تھی۔۔اندھیرے میں جُھک کر اُس کا چہرہ دیکھتا وہ مُسکرایا تھا۔۔

"ہاں یہ بابا کی عادت تھی۔۔اور امّی بلکل بھی تمہاری طرح ری ایکٹ نہیں کرتی تھیں شاید میرے ہوش سنبھالنے سے پہلے وہ بھی شرماتی ہوں"۔۔وہ شرارت سے بولا تھا

"بابا گھر آتے زور سے سلام کرتے امّی کو بازو کے حلقے میں لے کر اُن کا ماتھا چومتے تھے، میں نے بچپن سے یہی دیکھا پھر میں اسکول سے آکر اِسی طرح امّی کا ماتھا چومنے لگا تھا"۔۔وہ جیسے پُرانے وقت میں کھو سا گیا تھا۔۔

"ایک دن جب میں کوئی گیارہ بارہ سال کا تھا، امّی نے ہلکے سے اُن کو منع کیا تھا کہ بیٹا بڑا ہو رہا ہے، میں اُسی وقت کمرے سے نکلا تھا اور اُن کے بات سُن لی تھی"۔۔وہ رُکا تھا۔۔وہ اندھیرے میں بھی اُس کی آنکھوں میں چمکتے جگنو دیکھ رہی تھی۔۔

"بابا نے زور سے مجھے بُلایا تھا اور اپنے بازو کے گھیرے میں لے کر کہا کہ میں اِس کے سامنے اُسی لیے کرتا ہوں تاکہ میرا بیٹا سیکھے کہ میاں بیوی کے رشتے کا دوسرا نام مُحبت ہے۔۔تاکہ کل کو یہ بیوی لائے تو اُس کو یہ بات پتا ہو کہ وہ جو اپنا گھر بار اپنے ماں باپ چھوڑ کر تمہارے گھر تمہاری خدمت کرنے آرہی ہے تو اُسے کیسے عزت اور مُحبت دینی ہے"۔۔وہ اب اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"میں نے تمہارے آنے سے پہلے تم سے مُحبت کی ہے مومی۔۔"۔۔وہ اب باری باری اُس کی آنکھیں چُوم رہا تھا۔۔

"بیوی سے مُحبت کرنا سنتِ رسول ﷺ ہے۔۔بس سُنت پر عمل کرتا ہوں اور ان شاءاللہ میرے بچّے اور پوتے پوتیاں بھی مجھ سے مُحبت کرنا سیکھیں گے"۔۔وہ نم آنکھوں سے مُسکائی تھی۔۔

....

اُن کی شادی کو تین مہینے ہی ہوئے تھے ابھی۔۔

"مومی یہ لو"۔۔وہ ابھی آفس سے آیا تھا نہانے کے بعد وہ اُس کے لیے چائے لے آئی تھی۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟؟۔۔یہ کِس لیے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں دو ہزار دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔

"یہ تمہاری پاکٹ منی"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے کپ لیتا بیڈ پر بیٹھ گیا۔۔

"لیکن زین۔۔مجھے کیا ضرورت۔۔سب کچھ آپ کر تو لیتے ہیں"۔۔اُس نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔زین نے اُس کا ہاتھ پکڑ کر نرمی سے اپنے پہلو میں بٹھایا تھا۔۔

"واقعی اب تک سب کچھ میں ہی کرتا آرہا ہوں"۔۔وہ اُس کو شرارت سے دیکھ کر بولا تھا وہ سُرخ پڑی تھی۔۔اپنی بات یا کسی شرارت پر اُسے ایسے شرماتے دیکھ کر زین احمد کر اپنا دل سنبھالنا مُشکل ہو جاتا تھا۔۔پر وہ ایک دم سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"مومی میری سیلری زیادہ نہیں ہے، نہ ہی تم سے بڑے بڑے وعدے کروں گا۔۔پر ان شاءاللہ میری کوشش ہوگی تمہاری ہر ضرورت کا خیال تمہارے کہنے سے پہلے رکھوں۔۔اب یہ پکڑو اِس بار دو ہزار کیوں کہ پہلی ہے، پھر کبھی ہزار، کبھی پانچ سو۔۔پر دوں گا ضرور۔۔ان شاء اللہ"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں پیسے دیتا بولا۔۔

"پر میں اِن کا کروں گی کیا۔۔؟؟"۔۔وہ پیسے ہاتھ میں پکڑے شش و پنج میں مُبتلا ہوئی۔۔

"نِدا کے ساتھ جا کر لان کا سوٹ لے آنا"۔۔اُس نے اُس کی بہن کا نام لے کر اُس کی مُشکل حل کرنی چاہی تھی۔۔

"وہ بھی تو آپ لے آئے تھے، ابھی کچھ دن پہلے"۔۔اب کے زین ہنس دیا تھا۔۔

"ایک کام کرو۔۔جمع کرلو۔۔"۔۔وہ بات ختم کرتا بولا۔۔

"کیسی بیوی ہو تم۔۔یہ نہ دے لڑ کر لو اِس سے۔۔اِس کے بٹوے سے نکالو۔۔اور تم ہو کہ انکار کر رہی ہو"۔۔اُس کی ساس زین سے اپنی دوائیں منگوانے آئی تھیں جب اُن کی کچھ بات کان میں پڑی۔۔زین کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔وہ جھینپتی ہوئی زین کے پہلو سے اُٹھی تھی۔۔

"امّی میری تو حسرت ہی رہی آپ کی بہو مجھ سے جھگڑے"۔۔اُس کو شرارت سے دیکھتا بولا ساس کے سامنے اُس کی بےباکی پر وہ کمرا ہی چھوڑ گئی تھی۔۔

....

"زین میں کبھی کبھی بھول جاتی ہوں نماز، کیا پڑھ رہی تھی یا کون سی رکعات پر تھی"۔۔وہ جائے نماز لپیٹتی شدید اُلجھن سے بولی تھی۔۔وہ بیڈ پر لیٹا اُس کے فارغ ہونے کا انتظار کررہا اُس کو لائیٹ آف کرنے کا اشارہ کرتا اپنا بازو پھیلا گیا تھا۔۔

لائیٹ آف کرتی اُس نے دھیرے سے اپنا سر زین کے بازو پر رکھا تھا۔۔

"مومی تمہیں نماز کا ترجُمہ آتا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ حسبِ عادت اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا پوچھ رہا تھا۔۔

"ساری نماز تو نہیں پر کچھ کچھ چیزوں کا"۔۔وہ دھیرے سے بولی تھی۔۔

"اچھا جب نماز پڑھتی ہو تو اُن کچھ کچھ چیزوں کے ترجمے عربی پڑھتے وقت اپنے دل میں دُہراتی ہو کہ کیا پڑھ رہی ہو۔۔؟؟"۔۔زین کی بات پر اُس نے حیرت سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"جب ہم نماز پڑھتے ہیں تو اصل میں ہم اُس وقت اپنے رب سے ہم کلام ہوتے ہیں، کیسی خاص بات ہے ناں یہ مومی کے ہم اُس پاک ہستی سے بات کر رہے ہوتے ہیں جو سب کی سُنتا ہے۔۔اور

ہم اُس کے سامنے کھڑے رٹو طوطے کی طرح کچھ الفاظ اُس کے سامنے دُہرا کر خوش ہو جاتے ہیں۔۔ جبکہ ہمیں خود کو ہی پتا نہیں ہوتا کہ ہم اُس ذات سے کہہ کیا رہے ہیں، وہ جو ہم سے ہماری ماؤں سے زیادہ پیار کرتا ہے کیا اُس کے ساتھ ہمارا ایسا روّیہ جچتا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس نے شرمندگی سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"کل سے میں تمہیں ثناء سے لے کر سلام تک ساری نماز کا ترجُمہ یاد کرواؤں گا، ان شاء اللہ، تمہاری زبان تو عربی پڑھ رہی ہوگی لیکن تمہارا دل تمہیں بتا رہا ہوگا کہ تم اِس وقت اپنے رب سے یہ کہہ رہی ہو۔۔سُبحان اللہ، پھر تم دیکھنا تمہارا نماز میں دھیان بھی لگے گا اور دلی خوشی بھی محسوس ہوگی"۔۔اُس کی بات پر وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"زین۔۔مجھے اتنی سی چیز بھی نہیں آتی، میں اُس کی بلکل بھی اچھی بندی نہیں ہوں"۔۔وہ رونے لگی تھی۔۔

"ارے میری جان۔۔"۔۔زین نے واپس اُسے اپنی طرف کھینچ کر اپنی بازوؤں میں سمیٹا تھا۔۔

"یہ اتنی سی چیز نہیں ہے۔۔یہ ہدایت کا پہلو ہے، یہ اُس کی مُحبت کا انداز ہے، جو وہ کِسی کِسی کو عطا کرتا ہے، اور تم تو بہت خاص ہو ناں جو اُس نے تمہیں چُنا۔۔ تمہیں آج تک جو بھی عربی میں آیات اور دُعائیں یاد ہیں، درود شریف، آیۃ الکرسی سب کے ترجمے میں کل سے تمہیں یاد کرواؤں گا۔۔ان شاءاللہ"۔۔وہ دھیمے سے اُس کے کانوں میں بولتا اور ساتھ ساتھ اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا اُسے سُلا گیا تھا۔۔زین نے اُسے دو تین دِنوں میں بہت ساری آیات، سورتوں اور دُعاؤں کا ترجمعہ یاد کروادیا تھا۔۔

....

"زین سمندر کی لہریں کچھ کہتی محسوس ہوتی ہیں ناں"۔۔وہ پانی کی لہروں پر نظریں جمائے اپنے ہی دُھن میں بولی تھی۔۔اُس کی بات پر زین نے رُخ موڑ کر اُسے دیکھا تھا۔۔پھر اُس کے ہونٹوں پر شرارتی مُسکان رقصاں ہوئی تھی۔۔وہ دھیرے سے اُس کے بلکل قریب ہوا تھا۔۔

وہ آج اُسے گھمانے لے آیا تھا۔۔۔ابھی ابھی قریبی مال میں دونوں مغرب کی نماز پڑھ کر سمندر پر آئے تھے۔۔پورا سمندر دن کے اُجالے کو خیرباد کہتا ہلکی نیلی روشنی میں نہایا عجیب سا فسوں پیدا کر رہا تھا۔۔

"غور سے سُنو کیا کہہ رہا ہے"۔۔وہ اُس کے کان کے پاس ہلکا سا جُھکتا بولا۔۔

"کیا۔۔؟؟"۔۔وہ جیسے اُس کے ٹرانس میں آئی تھی۔۔ہنوز نظر سامنے جمائے مدھم آواز میں پوچھا۔۔

"کہہ رہا ہے۔۔زین احمد تمہارے پہلو میں کھڑی لڑکی سر تا پیر مُحبت ہے"۔۔اُس کی بات پر مریم نے سمندر سے نظریں ہٹا ہر دھیرے سے گردن اُس کی طرف موڑی تھی۔۔اُس کی آنکھیں مُقابل کی مُحبت سے لبریز آنکھوں سے ٹکرائی تھیں۔۔

"اور۔۔؟؟"۔۔وہ اُس آنکھوں میں اُمڈتے مُحبت کے سمندر میں کھوئی تھی جیسے۔۔

"سامنے کھڑا وجود تمہارا دِل ہے زین احمد۔۔خبردار جو کبھی دل کو پریشان کیا۔۔چین نہیں پاؤ گے کہیں"۔۔زین احمد ہمیشہ کی طرح وقت۔۔جگہ سب بھولا تھا۔۔دونوں کے دِل اِس سمے جیسے ایک ساتھ دھڑکنے لگے تھے۔۔

"اور"۔۔مریم بے خود ہوئی تھی جیسے، وہ مدہوش ہوا تھا، بلکہ وہ اُسے کردیتی تھی ہمیشہ۔۔وہ اُس پر جُھکا تھا

"زین احمد کا دل خوش ہوگا تو زین احمد کی روح راحت پائے گی"۔۔عالمِ بے خودی میں وہ ہلکی سے گُستاخی کر بیٹھا تھا۔۔مریم زین ہوش میں آئی تھی جیسے۔۔

"اللہ اللہ زین۔۔نہ جگہ دیکھتے ہیں نہ وقت"۔۔وہ اُس کے سینے پر اپنے دونوں ہاتھ رکھتے اُس سے دور بھاگی تھی۔۔

جب زین نے اُس کی کلائی تھامے اُسے اپنے طرف ہلکا سا جھٹکا دیا تھا۔۔وہ اُس سے ٹکرانے سے بچنے کے لیے بے اختیار اپنا ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ گئی تھی۔۔

"مجھے جب جب اپنے دل پر پیار آئے میں اُسے اپنے طریقے سے بتاؤں گا"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا بولا تھا۔۔اُس کے پُختہ لہجے میں مریم کو ضد کی جھلک محسوس ہوئی تھی۔۔

"واہ آپ کا دِل نہ ہوگیا وزیرِ اعظم ہوگیا"۔۔وہ کھکھلائی تھی۔۔انداز میں اُسی کی بخشی مُحبتوں کا غرور تھا۔۔

"زین احمد کا دِل، زین احمد کی مرضی"۔۔وہ اپنی پیشانی اُس کی پیشانی سے ٹکراتے بولا۔۔

"ہٹیں۔ناں۔۔لوگ دیکھ رہے ہوں گے"۔۔وہ اُسے خود سے دور کرنے کے لیے ہلکا سا دھکا دے گئی۔۔دور کہیں اِکا دُکا فیملیز نظر آرہی تھیں۔۔وہ مُسکراتے ہوئے اپنے بالوں میں ہاتھ چلانے لگا تھا۔۔

"ویسے زین شادی کی پہلی رات میرے دل میں آپ کے بارے میں ایک بات آئی تھی۔۔"۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے کہہ رہی تھی۔۔

"میرے متعلق۔۔؟؟۔۔وہ اُس کا ہاتھ تھام کر واک کرتا پوچھ رہا تھا۔۔مریم نے بے ساختہ آئی مُسکان نچلے لب میں دبا کر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"کیا بھلا۔۔؟؟"۔۔وہ دوبارہ رُک گیا تھا اور پھر اُس کے سامنے آتا اُس کے دونوں ہاتھ اپنے ہاتھوں میں تھامے پوچھ رہا تھا

"کہ آپ بہت بور ٹائپ بندے ہوں گے"۔۔وہ سر اُوپر اُٹھا کر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔وہ بُہت کم اِس طرح ہنستا تھا۔۔اُس کے ہونٹوں پر ہم وقت ایک نرم سی مُسکان اُس کے چہرے کا حصّہ بنی رہتی تھی اور اُسے دیکھ کر کبھی وہ مُسکان شرارتی اور معنی خیزی میں بدل جاتی تھی، جو اکثر مریم کے لیے الارم کا کام کرجاتی تھی۔۔لیکن اِس طرح قہقہہ وہ شاذ و نادر ہی لگاتا تھا، ابھی بھی وہ اُس کی دلکش ہنسی میں کھوئی تھی۔۔

"اور تمہیں ایسا کیوں لگا۔۔؟؟۔۔میں نماز قرآن پڑھتا ہوں اِس لیے۔۔؟؟"۔۔وہ دلچسپی سے پوچھ رہا تھا۔۔یہ زین احمد کی ذات کا وہ پہلو تھا جِس سے اُس کے ماں باپ اور اُس کے قریبی دوست ہی واقف تھے صرف۔۔جو اُس سے پہلی بار ملتا وہ یہی سمجھتا تھا کہ وہ کوئی بیک ورڈ دُنیا کی بے فکریوں پر ناگواری محسوس کرنے والا انسان ہوگا۔۔اور وہ بھی یہی سمجھی تھی کہ وہ کوئی بہت ہی سخت مزاج بندہ ہوگا، جو بیوی کو صرف اپنی ضرورت ہی سمجھتا ہوگا۔۔لیکن اُس کے ساتھ رہتے ایک ہفتے میں ہی

مریم زین کو اندازہ ہوگیا تھا کہ مریم زین، زین احمد کے لیے لازم ہے، زین احمد کہیں بھی، کسی بھی جگہ، کِسی بھی وقت اُس کے ہوش اُڑا سکتا تھا۔۔

"دیکھو مومی۔۔نماز قرآن پڑھنے کا مطلب یہ تو نہیں ہے ناں کہ انسان اِس دُنیا کو انجوائے نہیں کرسکتا۔۔بلکہ اللہ تو ہمیں خود حکم دیتا ہے اُس کی نعمتوں سے فائدہ اُٹھاؤ۔۔اور سب سے بڑی نعمت ہوئی بیوی، اب بندہ بیوی سے بھی پیار نہ کرے"۔۔وہ شکایتی انداز میں مُنہ بنا کر بولا تھا وہ ہنس دی تھی۔۔

"تمہیں پتا ہے۔۔مجھے بہت سارے گانے بھی آتے ہیں جو صرف تمہارے لیے رکھے ہیں، جیسے"۔۔وہ اب اُس کا ہاتھ تھامے پھر سے چلنے لگا تھا۔۔

"تمہیں زمین پر اُتارا گیا ہے میرے لیے"۔۔وہ گنگنایا تھا۔۔اُس کی سُریلی آواز پر وہ مُسکرائی تھی۔۔

"ویسے میں اتنا بھی شریف نہیں ہوں جاناں جتنا تم نے مجھے سمجھ لیا ہے"۔۔وہ تو مریم زین کو اُس کے ساتھ رہتے اب تک سمجھ آچکا تھا۔۔پر وہ یہ کہنے کی ہمت نہیں کر پائی تھی۔۔

"یو نو میرے پاس کچھ بیڈروم سونگز کلیکشن بھی ہے مائینڈ میں"۔۔وہ مزے سے بولا تھا۔۔

"بیڈروم سانگز۔۔؟؟"۔۔مریم زین بھول پنے سے پوچھنے کی غلطی کر گئی تھی۔۔اُس کی بات پر زین کے چہرے پر مخصوص معنی خیز مُسکراہٹ دوڑی تھی۔۔

"ہاں ناں۔۔کچھ تو میں تمہیں یہاں بھی سُنا سکتا ہوں۔۔ویسے تو وِد آوٹ ایکشن مزہ نہیں آئے گا۔۔پر پھر بھی کوشش ہے"۔۔وہ اب اُس کے سامنے آتا اُلٹے قدموں چلنے لگا تھا۔۔

"ایسے نہ مجھے تم دیکھو۔۔سینے سے لگا لوں گا"۔۔وہ ہاتھ اُٹھائے گا رہا تھا۔۔وہ ایک دم جھینپتی ہوئی پلٹی تھی۔۔

"زین نہ آپ کوئی ہیرو ہیں۔۔نہ میں کوئی ہیروئین"۔۔وہ بولتی ہوئی واپس بھاگی تھی۔۔

"زین احمد کی زندگی کی تم ہی ہیروئین ہو جاناں۔۔تو زین احمد تو ہیرو ہوا ناں"۔۔وہ پیچھے سے زور سے بولا تھا۔۔اُس نے کھکھلاتے ہوئے اور تیز بھاگنے کی کوشش کی تھی۔۔

"ارے سُنو تو۔۔ابھی اور ہیں"۔۔وہ اُس کے پیچھے چِلاتے ہوئے اپنے قدموں کی رفتار بڑھا گیا تھا۔۔

....

"زین بچّے کے بعد اخراجات بڑھ جائیں گے۔۔آپ نے کچھ سوچا ہے۔۔؟؟"۔۔اُن کی زندگی میں اب نیا مہمان آنے والا تھا۔۔وہ اُس کی محدود آمدنی کا سوچ کر اکثر پریشان ہوجاتی تھی۔۔

"یہ سوچنا میرا کام تو نہیں ہے، میں اپنا کام کرتا ہوں اور مجھے یقین ہے وہ اپنا کام کرے گا"۔۔وہ اُس کے لمبے بالوں کو اپنی ناک پر لے جاتا بولا۔۔

"وہ کون۔۔؟؟۔۔آپ کے باس۔۔؟؟"۔۔وہ ٹھٹکی تھی۔۔

"باس۔۔بلکل تمہارا میرا اِس کائنات کا باس"۔۔اُس کی پریشان شکل دیکھ کر وہ سیدھا ہو بیٹھا تھا۔۔

"مومی۔۔ہر آنے والا اپنا رزق لے کر آتا ہے۔۔کوئی دُنیا میں آنے کے بعد کسی پر بوجھ نہیں بنتا۔۔اللہ پر بھروسہ کرنا سیکھو، اپنی سب پریشانیاں، فکریں اُسے دے دو پھر دیکھو دُنیا کتنی خوبصورت ہے۔۔"۔۔اُس کے لہجے میں ہمیشہ کی طرح اللہ پر یقین محسوس کرتی وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔

"پھر بھی زین، انسان ہوں فکر ہوتی ہے۔۔ آپ اتنے مُطمئن کیسے رہتے ہیں"۔۔یہ سوال وہ اُس سے مُتعدد بار پوچھ چُکی تھی اور ہر بار وہ نئے طریقے سے اُسے مُطمئن کرجاتا تھا۔۔

"جِس دن میں نے سورہ توبہ کی آخری دو آیات کو دل سے سمجھا اُس دن میری زندگی کی ساری پریشانیاں ختم ہوتی چلی گئیں۔۔"۔۔وہ اُس کی پریشان صورت دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔پھر بڑی روانی سے آیت پڑھ گیا تھا۔۔اُس کے بعد اُس کا ترجمہ دُہرایا تھا

ترجُمہ: (لوگو) تمہارے پاس تم ہی میں سے ایک رسول ﷺ آئے ہیں۔ تمہاری تکلیف ان کو گراں معلوم ہوتی ہے اور تمہاری بھلائی کے خواہش مند ہیں اور مومنوں پر نہایت شفقت کرنے والے (اور) مہربان ہیں۔۔(سورہ توبہ ۱۲۸)

وہ زین کی آنکھوں میں دیکھ رہی تھی۔۔

"اِس خوبصورت سی آیت میں اللہ تعالیٰ ہمیں بتا رہے ہیں کہ ہماری تکلیف ہمارے پیارے نبی ﷺ کو تکلیف دیتی ہے۔۔اور تم یہ تو دیکھو ناں کہ رؤف رحیم جو اللہ کی اپنی صفت ہے اللہ ہمیں بتا رہا ہے کہ رسول ﷺ بھی مومنوں کے لیے شفقت کرنے والے مہربان ہیں، میں خود کو مومن نہیں سمجھتا لیکن ہوں تو آپ ﷺ کی اُمت سے ناں۔۔بس یہی بات دل کو سُکون دے جاتی ہے۔۔اب اِس کے بعد کی آیت سُنو"۔۔وہ سب کچھ بھول کر اُس کو سُنے گئی جو ہمیشہ کی طرح اُس کے دل پر پھوار برسا رہا تھا۔۔

ترجُمہ: پھر اگر یہ لوگ پھر جائیں (اور نہ مانیں) تو کہہ دو کہ مجھے اللہ کافی ہے، اس کے سوا کوئی معبود نہیں، اسی پر میرا بھروسہ ہے اور وہی عرش عظیم کا مالک ہے۔۔(سورہ توبہ ۱۲۹)

وہ اب اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

"جب میں نے اُس عرشِ عظیم پر بھروسہ کر لیا، جب ایمان لایا کہ اُس کے سوا میرا کوئی نہیں، جب میرا رب خود کہہ رہا ہے میں تو رؤف رحیم ہوں پر میرا رسول ﷺ بھی مومنوں کے لیے رؤف رحیم ہے تو کیا میرا رزق کے لیے پریشان ہونا اُس سے اور اُس کے رسول ﷺ سے بےوفائی نہیں ہوگی۔۔؟؟"۔۔اُس کی باتیں ہمیشہ مریم کو رُلا جاتی تھیں۔۔

....

سب ٹھیک تھا۔۔اُن کی زندگی بھی ٹھیک ٹھاک جارہی تھی۔۔ساس کوئی کام نہ کرنے دیتیں۔۔وہ خود ہی ہاتھ بٹا دیتی تھی۔۔پھر اُن کی زندگی میں علی احمد نے خوشیوں کے رنگوں میں مزید اضافہ کیا تھا۔۔ساس نے اُسے پلنگ پر بٹھا دیا تھا۔۔

لیکن اچانک جب رضائے الٰہی سے ساس کا انتقال ہوا تو علی صرف سوا مہینے کا تھا۔۔اتنے چھوٹے بچے کے ساتھ گھر کو سنبھالنا اُسے صحیح معنوں میں زندگی مُشکل لگنے لگی تھی۔۔وہ حتی الامکان کوشش کرتا کہ مریم پر کام کا بوجھ نہ ہو۔۔

رات کو علی کو فیڈ کروانے کے بعد وہ مریم کو سونے کا کہہ کر خود علی کو لیے لیے جاگتا تھا۔۔کبھی کبھی وہ اُسے فجر تک جگائے رکھتا۔۔

کبھی وہ اُس کو اپنی جگہ لٹاتا تو وہ ہاتھ پاؤں پھیلا لیتا تھا اُس کے جاگ جانے کے ڈر سے کتنی راتیں اُسے باہر صوفے پر سونی پڑتی تھیں، مریم جب صبح نماز کے لیے اُٹھتی اُسے صوفے پر سوتا دیکھ کر شرمندہ ہوجاتی۔۔

"مریم یہ میری بھی اُتنی ہی ذمہ داری ہے جتنی تمہاری، تم ماں ہو تو میں باپ ہوں۔۔اور یہ ہمارے وجود کا حصّہ ہے، اِس کی ہر تکلیف، اِس کی ہر خوشی، ہر کامیابی میں ہم دونوں کا برابر کا حصّہ ہے"۔۔

اُس کے ہر کام کو بانٹ کر وہ پیارا شخص اُس کی شرمندگی ذائل کر دیتا تھا۔۔

اصل زندگی کا امتحان تو تب شروع ہوا جب پڑوس میں طرحدار سی نگینہ آکر رہنے لگی۔۔

تیس سالہ نگینہ ہر وقت برانڈڈ چیزوں سے تیار رہتی۔۔پھر آہستہ آہستہ اُس کا مریم کے گھر آنا جانا ہوا۔۔اور یہاں سے اُن کی پُرسکون زندگی میں ہلچل مچنا شروع ہونے لگی تھی۔۔

....

وہ سونے کے لیے بیڈ پر لیٹا تھا۔۔ساتھ میں پانچ مہینے کا علی سویا ہوا تھا جب وہ بال باندھتی تکیہ سے ٹیک لگا کر بیٹھ گئی تھی۔۔زین نے گردن موڑ کر اُسے دیکھتے اُس کی غائب دماغی کو نوٹ کیا تھا۔۔

"زین آپ اتنی عبادت کرتے ہیں کیا پایا ہے آج تک اپنے رب سے۔۔؟؟"۔۔اُس کے سوال پر وہ ٹھٹکا تھا۔۔پھر ایک دم اُٹھ کر تکیے سے ٹیک لگائی تھی۔۔

"امّی بابا کے دور میں آپ خود بتاتے ہیں گھر میں خوشحالی تھی۔۔بابا کے جاتے ہی آپ کو تعلیم ادھوری چھوڑ کر جاب ڈھونڈنا پڑی، آپ کے پاس ایک بھی اچھے کپڑے جوتے نہیں ہیں"۔۔وہ بولتی چلی گئی تھی۔۔

"تمہاری نظر سے دیکھوں تو واقعی شاید کچھ نہیں پایا۔۔لیکن یہ بتا سکتا ہوں کہ کھویا کیا ہے"۔۔اُس کی بات پر مریم نے آنکھیں پھاڑ کر اُسے دیکھا تھا۔۔

"غصّہ، مزید کی لالچ، جھوٹی انا، ڈپریشن۔۔اِدھر آؤ"۔۔علی کے اُٹھ جانے کے ڈر سے وہ اُس کا ہاتھ تھامے اُسے کمرے سے باہر لے گیا تھا۔۔وہ میکانکی انداز میں اُس کے ساتھ باہر صوفے پر آ کر بیٹھی تھی۔۔

"جب بابا کا انتقال ہوا میں صرف بیس سال کا تھا، میرا بی سی ایس کا رزلٹ آیا تھا نیا نیا۔۔اور بہت زبردست آیا تھا۔۔بابا کی خواہش تھی میں بہت زیادہ پڑھوں کم از کم ایم سی ایس کروں لیکن گھر کے حالات دیکھتے مجھے جاب کرنی پڑی تھی۔۔"۔۔وہ غور سے اُس کی باتیں سُن رہا تھا۔۔
"پھر اللہ کے کرم سے سر فیصل حیات نے میری بی سی ایس کی ڈگری پر بھی مجھے اپنے پاس جاب پر رکھا شروع میں دس ہزار، میرے رزلٹ کو دیکھ کر اُنہوں نے مجھے کہا کہ مجھے آگے پڑھنا چاہیئے۔۔ اللہ نے مجھے قابلیت دی تھی۔۔ کمپنی میری پڑھائی کے آدھے اخراجات دینے لگی، کچھ میری سیلری۔۔ صبح کالج واپسی میں آفس، میں نے ایم ایس سی کرلیا۔۔میں نے سوچا بھی نہیں تھا مومی۔۔میری سیلری پندرہ سے بیس پھر تیس ہزار ہوگئی"۔۔اُس کی آنکھوں میں نمی دیکھ کر مریم کی آنکھیں بھی نم ہوئی تھیں۔۔

"مجھے فرصت ہی نہیں یہ دیکھنے کی کہ میرے رب نے مجھے کیا نہیں دیا کیونکہ میری نظریں ہٹتی ہی نہیں جب میں دیکھتا ہوں میرے رب نے مجھے جو دیا میری اوقات سے بڑھ کر دیا"۔۔وہ اپنی چھلک پڑنے والی آنکھیں صاف کرتا بولا۔۔

"میں کیوں نہ اُس کا شکر گزار بنوں مومی، تمہیں پتا ہے اُس نے مجھے بیش بہا خزانے سے نوازہ ہے، اُس انمول موتی کا جو میں سوچ بھی نہیں سکتا تھا۔۔پر اُس نے نوازہ"۔۔وہ اُس کی بھیگی آنکھوں میں دیکھ کر مُسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔

"ایسا کیا دیا اللہ نے آپ کو۔۔؟؟"۔۔وہ چمکتی آنکھوں سے پوچھنے لگی تھی۔۔

"تم۔۔میری جان"۔۔زین نے اُسے اپنے ساتھ لگایا تھا وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"ہمارے پیارے نبی مُحمد ﷺ نے ارشاد فرمایا: میں تمہیں مرد کا سب سے بہترین خزانہ نہ بتاؤں ؟ وہ نیک عورت ہے"

"اور الحمداللہ میری بیوی میری بہت فرمانبردار ہے"۔۔زین نے اُس کی بھیگی آنکھیں چومی تھیں۔۔

"پر میں آپ کے جتنی اچھی اور نیک نہیں ہوں"۔۔وہ شرمندگی سے رودی تھی۔۔

"تم میرا کہا مانتی ہو، میری خدمتیں کرتی ہو، مجھے گُناہ سے بچاتی ہو، میں جب تمہیں دیکھتا ہوں اندر تک شاد ہوجاتا ہوں۔۔مجھ سے مُحبت کرتی ہو، جب میں نہیں ہوتا گھر میں میرے مال اور میری عزت کی حفاظت کرتی ہو۔۔یہ ساری خصلتیں نیک بیوی کی ہی ہیں۔۔"۔۔اُس نے اُس کی ساری خصوصیات ایک ایک کر کے گنوائیں تھیں اب کے وہ دل سے مُسکرائی تھی۔۔

"اور میں بھی کوئی فرشتہ نہیں ہوں مومی، ایک احساسِ جُرم میرے دل کو بھی بے چین کیے ہوئے ہے، نجانے کب وہ بخشے گا"۔۔مریم نے حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"آج میں تمہیں بتاتا ہوں، کیسے ساری زندگی کے لیے خالہ بتول مجھے اپنا مقروض بنا گئیں، لیکن پھر تم کبھی مجھ سے اُن کے بارے میں کچھ نہیں پوچھو گی"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر سنجیدگی سے باور کروا رہا تھا مریم نے جاننے کے تجسس میں زور سے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

....

"ہمارے پُرانے محلے میں خالہ بتول اور اُن کے شوہر خالو رئیس رہتے تھے۔۔میں تب سات آٹھ سال کا تھا۔۔اُن کی ایک ہی بیٹی تھی جو کہ دو تین سال کی تھی، خالو کی آمدنی اتنی زیادہ نہیں ہوتی تھی۔۔خالہ ہر روز مجھ سے گھر کا سودا منگواتی تھیں"۔۔وہ رُکا تھا۔۔

"میں اُن کے سودے میں ڈنڈی مار کر پانچ روپے لے لیتا تھا پھر اُن پیسوں سے کبھی چپس کبھی آئسکریم، میرے مزے ہوگئے، سارے حساب میں پانچ روپے جوڑ ہی لیتا تھا کسی نہ کسی طرح"۔۔ زین کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"پھر ایک دن اُنھوں نے میرے ہاتھ پر چھ رُوپے الگ سے رکھے۔۔

بیٹا آئسکریم چھ روپے کی ہوگئی ہے، کل لینے گئی تھی میں مُنی کے لیے"۔۔اُس کی آنکھوں سے آنسو نکلنے کو بیتاب تھے۔۔

"مجھ سے کچھ بولا ہی نہیں گیا۔۔امّی بابا کی تربیت سے زیادہ اُن کا خوف، میں نے خالہ کے پاؤں پکڑ لیے، اُنھوں نے مجھے گلے لگایا۔۔پھر الگ سے ہمیشہ کبھی پانچ روپے، کبھی دو، کبھی چھ روپے دینے لگی تھیں۔۔میں نہیں لینا چاہتا تو رودیتی تھی۔۔ مجبوراً مجھے لینے پڑتے۔۔پتا ہے میں اُن پیسوں کا کیا

کرتا۔۔"۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔مریم نے آنسوؤں بھری خوبصورت مُسکراہٹ کا نظارہ اپنے دل میں اُتارا تھا۔۔

"میرے پاس ایک باکس تھا، اُس میں وہ پیسے رکھتا جاتا۔۔ایک دن اُنہوں نے مجھے بتایا کہ اُنہوں نے اپنی بیٹی کا اسکول میں داخلہ کروانا ہے، میں جلدی سے اُٹھا تھا اور اُس پیسوں سے بابا کے ساتھ جا کر اُن کی بیٹی کے لیے اسکول بیگ لے آیا"۔۔وہ اُس پل کو یاد کیے مُسکرایا تھا۔۔

"لیکن کل اُنہوں نے مجھے رُلا دیا موی۔۔میں ہر مہینے کی طرح اُن کے گھر راشن دینے گیا تو اُنہوں نے کہا کہ بیٹا تمہارے پانچ رُوپوں کا قرض تو کب کا اُتر گیا ہو گا ناں"۔۔وہ اُس کے گھٹنوں پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔وہ بھی رودی تھی

"موی میں نے اتنے سال اُن کی مدد کبھی اُن پانچ روپوں کے عیوض نہیں کی، میرا رب جانتا ہے اِس بات کو، لیکن آج اُن کی بات نے میرا دل دہلا دیا"۔۔وہ رو رہا تھا۔۔اُس کے بالوں پر ہاتھ پھیرتے ہوتے مریم روتے میں مُسکرائی تھی۔۔

"زین کبھی کبھی ہمارے اپنے کیے گئے گُناہ ہمارے لیے آخرت کا زادِ راہ (سفر کا سامان) بن جاتے ہیں"۔۔اُس کی بات پر زین نے اُس کے گھٹنوں سے سر اُٹھا کر اُس کی طرف سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا۔۔

"جیسے ہماری چھوٹی چھوٹی نیکیاں ہماری زادِراہ بن جاتی ہیں ناں اسی طرح آپ کا احساسِ جُرم آپ کے لیے زادِراہ بن گئی"۔۔اُس کی عقلمندانہ بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"دیکھیں آپ کے ساتھ رہ رہ کر مجھے بھی بڑی بڑی باتیں آگئی ہیں"۔۔وہ اپنی ہی بات پر حیران ہوتی اُس کی آنکھیں صاف کرنے لگی تھی۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"بلکل میں بھی حیران ہوں"۔۔اُس کی آنکھوں کو چومتا زین نے اپنے مخصوص مُحبت بھرے انداز میں اُس کی بھیگی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔

مریم نے رشک سے اپنے ہمسفر کو دیکھا تھا، جس کے ساتھ رہتے ہوئے اُسے اللہ کا قُرب حاصل ہورہا تھا۔۔اور زین نے ممنونیت سے اپنی بیوی کو دیکھا تھا جس نے پل میں اُس کے دل کا بوجھ ختم کیا تھا۔۔دونوں کی ذات کو اللہ نے ایک دوسرے کے لیے سُکون کا باعث بنایا تھا۔۔

....

ابھی کچھ مہینے پہلے کی بات تھی۔۔جب وہ آفس سے آنے کے بعد پھر کہیں باہر جانے لگا تھا۔۔آج کل وہ دیر سے آتا تھا اُس کے پوچھنے پر زین نے بتایا کہ وہ اوور ٹائم کر رہا ہے۔۔

"ارے کہاں جارہے ہیں ابھی تو آئیں ہیں، اتنے تھکے ہوئے ہیں"۔۔وہ اُس کے چہرے پر تھکن کے آثار دیکھ کر اُس کے پیچھے پیچھے آئی تھی۔۔جو گھر کے آرام دہ چپل پہنتا 'ابھی آتا ہوں' کہتا نکل گیا تھا۔۔

واپسی دس منٹ بعد ہوئی تھی۔۔

"یہ لیں"۔۔وہ لال شربت کا ٹھنڈا ٹھار گلاس اُس کے آگے کرتی بولی۔۔

"جزاک اللہ خیراً کثیرا بیوی"۔۔وہ گلاس خالی کرتا شدتِ مُحبت سے زور سے اُس کا چہرہ چومتا بولا۔۔وہ جھینپی تھی۔۔

"یہ تو بتائیں گئے کہاں تھے۔؟؟"۔۔وہ اُس کے برابر بیٹھتی بولی۔۔وہ جُھک کر اپنے پیروں کو دبانے لگا تھا۔۔پھر پُشت کے بل لیٹا تھا۔۔

"جوتا پھٹ گیا تھا وہی موچی سے ٹھیک کروانے گیا تھا"۔۔اُس کی بات پر اُس نے بےاختیار اپنے مجازی خدا کے پیروں کو دیکھا تھا۔۔نم آنکھوں سے وہ فوراً اُٹھ کر باہر آئی تھی۔۔اُس کا جوتا دیکھ کر اُس کے آنسو چھلک پڑے تھے۔۔وہ اُس کا اتنا خیال رکھتا تھا۔۔سارا مہینہ کم آمدنی کے باوجود اُس کی خوراک کا خیال، علی کے پیمپرز، ہر دو تین مہینے بعد اُس کا نیا سوٹ، کبھی صرف شرٹ پیس۔۔اِن سب کے لیے اب وہ اپنے آرام کی پرواہ کیئے بغیر اوور ٹائم کر رہا تھا۔۔

کچن میں جاکر اُس نے پانی گرم کیا تھا، نیم گرم پانی میں تھوڑا سا نمک ڈالے وہ ٹپ میں لیے اُس کے پاس آئی تھی۔۔جو ہنوز اُسی پوزیشن میں آنکھوں پر بازو دھرے لیٹا تھا۔۔

مریم نے اُس کے قدموں میں بیٹھ کے نرمی سے اُس کے پاؤں پانی میں ڈالنے چاہے تھے۔۔جب وہ جھٹکے سے اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ ایک پاؤں پانی میں ڈالے اُلجھن سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ابھی دیکھیں کیسے فوراً سے آپ کی تھکن اُترتی ہے"۔۔وہ اُس کا دوسرا پاؤں بھی پانی میں ڈالتی بولی، پھر پانی میں ہی اُس کے پاؤں دبانے لگی تھی۔۔جب زین نے بازو سے تھام کر اُسے اُٹھایا تھا۔۔

"نہیں مومی۔۔پاگل ہوئی ہو"۔۔وہ اُس کے پاس بیٹھ کر بےاختیار اُس کے شانے میں مُنہ چھپائے رودی تھی۔۔

"جب ذرا سا پھٹا تھا تو نیا لے لیتے، اتنی تکلیف سہتے رہے"۔۔زین نے مُسکراتے ہوئے ایک ہاتھ سے اُسے بازو کے حلقے میں لیا تھا جب کہ دوسرے ہاتھ سے اُس کا سر سہلایا تھا۔۔

"ایسی فضول خرچی ابھی افورڈ نہیں کرسکتا تمہارا میاں"۔۔اُس کی شرارت سے کہی گئی بات پر وہ حسبِ توقع بُرا مان گئی تھی۔۔ایک جھٹکے سے اپنے آپ کو چھڑاتی وہ رُخ موڑ گئی تھی۔۔

"آپ اب اوور ٹائم نہیں کریں گے بس"۔۔وہ ضدی لہجے میں بولی۔۔

"اچھا ناں یار اگلے منتھ کی سیلری سے نیا لے لوں گا ان شاء اللہ اور ویسے بھی آگے رمضان ہے بس تب تک"۔۔وہ اُس کو بہلانے میں کامیاب ہوا تھا جو کہ زین کا خیال ہی تھا۔۔

....

اگلے دن اُسے آفس میں مریم کی کال موصول ہوئی تھی، وہ پڑوس کی خالہ کے ساتھ ذرا بازار تک جانے کی اجازت لے رہی تھی۔۔گہرا سانس بھرتا اُس نے اجازت دے دی تھی۔۔لیکن دل میں ایک خیال نے چٹکی لی تھی کل وہ اُسے بتا چکا تھا کہ ابھی ہاتھ تنگ ہے اُس کے باوجود۔۔

"ہوسکتا ہے خالہ کا کام ہو"۔۔وہ اپنا سر جھٹکتا اپنے کام میں مصروف ہوا تھا۔۔مریم کی یہ عادت زین کو بہت پسند تھی۔۔نیچے خالہ کے فلیٹ بھی جانا ہوتا وہ کال کر کے اُس سے اجازت لیتی تھی۔۔ واپسی میں اُس کے استفسار کرنے پر وہ 'خالہ کو کام تھا' کہہ کر ٹال گئی تھی۔۔

....

اُس سے اگلی صبح مریم نے اُس کے سامنے نئے چم چماتے جوتے رکھے تھے۔۔

"مومی یہ کیا یار۔۔پیسے کہاں سے آئے۔۔؟؟"۔۔وہ جوتا اُٹھائے ستائشی لہجے سے پوچھ رہا تھا۔۔

"وہ میرے اپنے تھے"۔۔وہ جو دل و جان سے اُس کی خوشی کو محسوس کر رہی تھی اِس سوال پر دھیرے سے بولی تھی۔۔زین نے سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"آپ جو ہر مہینے مجھے کبھی پندرہ سو کبھی دو ہزار دیتے ہیں وہ میں جمع کر کر کے خرچ کرتی ہوں"۔۔ اُس کی بات پر وہ اُٹھا تھا۔۔

"اور اب کے اُس جمع شُدہ پیسوں سے کیا لینا تھا تم نے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے جُھکے سر کو دیکھتا سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔یہ جوتے کم از کم بھی ڈھائی تین ہزار سے کم کے نہیں تھے۔۔

"لان کا فینسی سوٹ، جو اب آپ مجھے عید پر دلائیں گے"۔۔وہ اُس کے بازو سے لگی لاڈ سے بولی تھی وہ اُس کی چالاکی پر زور سے ہنسا تھا۔۔

اور اب پچھلے ایک مہینے سے وہ مریم میں تبدیلی محسوس کر رہا تھا۔۔جو اُسے اُلجھائے دے رہی تھی۔۔

....

انسان جب کسی کو کسی چیز میں خود سے بہتر دیکھتا ہے تو سمجھتا ہے کہ اِسے اللہ نے اُس سے بڑھ کر نوازہ ہے۔۔وہ کم عُمر تھی تھوڑی نا سمجھ۔۔ سمجھانے والی ساس رہی نہیں تھیں۔۔زین کوشش کرتا تھا اُس کے کم سِن ذہن میں مُفید باتیں ڈالنے کی جو آگے اُس کے اپنے اور اولاد کے کام آتی۔۔ لیکن اُس کے آگے بھی نگینہ تھی۔۔جو کبھی کسی برانڈ کا سوٹ پہنتی، کبھی بالوں کو کسی رنگ میں رنگتی،تو کبھی خوبصورت سا زیور اُس کے تن پر سجا ہوتا۔۔

"یہ دیکھو۔۔ناصر لائے ہیں رِنگ۔۔میری سالگرہ تھی ناں پرسوں"۔۔اُس کے ہاتھ میں چمکتی انگوٹھی پر ایک نظر ڈالتی اُسے مُنہ دکھائی میں دی جانے والی اپنی ہلکی سی انگوٹھی یاد آئی تھی۔۔جو اُسے دل و جان سے پسند آئی تھی۔۔

"ارے تمہارے ہاتھ خالی ہیں، یار مردوں سے ضد کرنی پڑتی ہے، سونا تو ہر عورت کا حق ہوتا ہے، لیکن خیر مجھے تو وہ بھی کرنے کی ضرورت نہیں پڑتی"۔۔وہ تفاخرِ سے بولی تھی۔۔

اگلے دن اُس کی تشریف آوری ہوئی تو وہ کہیں جانے کو تیار تھی۔۔

"مریم میرے ساتھ پارلر چلو گی۔۔؟؟"۔۔وہ جو علی کو تھپک رہی تھی حیرت سے اُسے دیکھنے لگی۔۔

"اپنے بال دیکھو جھاڑ ہورہے ہیں"۔۔اُس نے بےساختہ اپنے لمبے سلکی بالوں میں ہاتھ پھیرا تھا۔۔

"اور اُف اپنی سکن دیکھی ہے تم نے کتنی رف ہورہی ہے"۔۔نگینہ نے ایک نظر اُس کے چمکتے چہرے پر نظر ڈالتے کہا۔۔

"نہیں! میں نہیں جاسکتی آپ کو پتا تو ہے۔۔میں پارلر وارلر نہیں جاتی"۔۔وہ اُس کے میک اپ اور برانڈڈ سوٹ میں چمکتے روپ سے نظریں چُراتی دھیمے سے بولی تھی۔۔

"تمہیں تو اللہ ہی سمجھائے بیوقوف لڑکی"۔۔وہ اُس کے اُلجھے بکھرے حُلیے پر ایک تحقیر آمیز نگاہ ڈالتی پلٹی تھی۔۔

....

چونکا تو وہ تب تھا جب وہ اُس سے بالوں کو کٹوانے کی بات کر رہی تھی۔۔

"زین میں بال کٹوا لوں تھوڑے سے"۔۔اُس کی بات پر وہ سیدھا ہوا تھا۔۔

"ہر گز نہیں۔۔اتنے اچھے ہیں۔۔شکر کیا کرو"۔۔وہ اُس کے لمبے سلکی بالوں کو اپنے چہرے پر گراتا بولا۔۔

"تھوڑا سا اسٹائل۔۔"۔۔وہ منمنائی تھی۔۔

"یقین کرو مجھے تم ایسے زیادہ اچھی لگتی ہو"۔۔اُس نے اپنے بال اُس کی گرفت سے چھڑائے تھے۔۔

"بنگال کا جادو چلایا ہے تم نے اِس بندے پر۔۔سارے کے سارے زین احمد کو اپنے قبضے میں ہی کرلیا تم نے"۔۔وہ اُس کی مُحبت کو محسوس کرتی کھِکھلا کر ہنسی تھی۔۔

"اچھا پھر میں فیشل کروا لوں، دیکھیں میری اسکن کتنی رف ہورہی ہے"۔۔اُس نے نگینہ کے الفاض اُس کے سامنے دُہرائے تھے وہ ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"تمہاری اِسکن اگر رف ہے تو دُنیا کی ساری لڑکیاں تمہارے جیسی چمکتی ہوئی رف اسکن مانگنے لگیں گی"۔۔وہ اُس کی چمکتی ہوئی ناک کو چھو کر بولا۔۔مریم نے اُس کا چہرہ پیچھے کرتے خفگی سے رُخ موڑا تھا۔۔وہ سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"اِدھر آؤ۔۔"۔۔اُسے ہاتھ سے پکڑ کر وہ شیشے کے سامنے لایا تھا۔۔مریم نے اپنے عکس پر ایک نظر ڈالی تھی۔۔وہ کچھ غلط بھی نہیں کہہ رہا تھا،

بلکل سیدھے سلکی بال پوری کمر ڈھانپے ہوئے تھے۔۔زندگی میں کبھی بھنوئیں نہ بنانے کے باعث چہرہ معصومیت سے چمک رہا تھا۔۔

"ضرورت ہے کسی چیز کی۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے پیچھے کھڑا جُھکتے ہوئے پوچھ رہا تھا۔۔وہ زین کی آنکھوں میں اپنا عکس دیکھ کر دھیمے سے مُسکرائی تھی۔۔

"اور ویسے بھی تمہاری ساس جو تمہیں آئے دن نیا ماسک، کبھی کوئی اسکرب بنا کر دیتی تھیں، کیا اُن سے کوئی کمی رہتی ہے جو تمہیں پارلر جانا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کی بات پر وہ زور سے ہنسی تھی۔۔اُس کی ساس کبھی بیسن میں عرقِ گلاب اور لیموں مکس کر کے اُسے دیتی، کبھی چاولوں کا آٹا اسکرب کے طور پر ہتھیلی پر دیتی تھیں۔۔اور وہ ہر چیز لے کر زین کے پاس پہنچ جاتی تھی۔۔

"آپ بھی لگائیں، آپ لگائیں تو میں بھی لگاؤں گی"۔۔مجبوراُ زین کو ابھی تک بُھگتنا پڑتا تھا۔۔

....

پھر ایک دن مریم نے اُس کے سامنے کام کی زیادتی کا رونا رویا تھا۔۔

"مومی ایک کام کرو تم بس علی کو سُلا کر کھانا بنا لیا کرو، گھر کی صفائی میں کردوں گا آفس سے آنے کے بعد"۔۔زین کے لہجے میں کوئی طنز نہیں تھا اُس کے باوجود وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔

"امّی کا کمرہ یوز ہوتا نہیں، اُسے ہم سنڈے کے سنڈے صاف کر لیا کریں گے۔۔باقی رہا کچن، لاؤنج اور ہمارہ بیڈ روم، تم جھاڑو لگا لیا کرو، ڈسٹنگ میں آنے کے بعد کرلیا کروں گا اور روز صبح نہانے سے پہلے میں باتھ روم بھی دھو دیا کروں گا"۔۔وہ اُچھلی تھی۔۔اُس کی حیرت دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا

"تمہیں پتا ہے کہتے ہیں باتھ روم صاف کرنے سے بندے کا غرور ختم ہوتا ہے"۔۔کبھی کبھی وہ مریم کو اِس دُنیا کا لگتا ہی نہیں تھا۔۔

"پیارے نبی مُحمد مُصطفیٰ ﷺ بھی تو اپنا کام خود کرتے تھے۔۔بیوی کا ہاتھ بٹانا زن مُریدی نہیں سنتِ رسول ﷺ ہے سمجھی"۔۔اُس نے اُس کے سر پر چپت ماری تھی پھر مزید گویا ہوا تھا۔۔

"ہمارے پیارے نبی مُحمد مُصطفیٰ ﷺ نے فرمایا:

کامل مؤمن وہی ہے جس کا اخلاق اچھا ہو اور تم میں سب سے بہتر وہ ہیں جو اپنی بیویوں کے بارے میں سب سے بہتر ہوں (ترمذی)"

میں کچھ تم سے اِس سُنت کی وجہ سے مُحبت کرتا ہوں کچھ اپنے دل کے ہاتھوں مجبور ہو کر"۔۔وہ عقیدت سے اُس کی ہتھیلیاں چُوم کر بولتا اُسے رُلا گیا تھا۔۔

اپنی ماں کے جانے کے بعد اُس کی پوری کوشش ہوتی تھی وہ مریم کا ہاتھ بٹا دے، کبھی رات کے برتن دھو دینا، کبھی کمرے کی ڈسٹنگ کردینا، کھانا گرم کر کے میز پر لگانا۔۔کپڑے وہ دونوں ساتھ ہی دھوتے تھے۔۔وہ زیادہ سے زیادہ مریم کو آرام پہنچانے کی کوشش کرتا تھا۔۔اور گھر آنے کے بعد علی کو وہی سنبھال لیتا تھا۔۔

مریم اُس کے آنے سے پہلے صفائی کردیتی تھی۔۔بس ایک بات پر وہ پریشان ہوا تھا وہ تھی مریم کی ناشکری۔۔وہ ذرا ذرا سی بات پر ناشُکری کرنے لگی تھی۔۔

....

"مریم یہ شرٹ کِس برانڈ کی ہے۔۔؟؟"۔۔بلیو کلر کی انگرکھا اسٹائل لان کی شرٹ جس کے دامن پر اورنج اور یلو کلر کا خوبصورت سا ڈیزائن تھا اور جس کے ساتھ اُس نے بلیو اسٹریٹ ٹراؤزر اور پیلا کرش ڈوپٹہ پہنا تھا۔۔بلیو کلر اُس کی شفاف دمکتی رنگت پر اُٹھ رہا تھا۔۔

اُس کے پوچھنے پر مریم نے ایک نظر اپنے کپڑوں پر ڈالی تھی پھر زور سے ہنسی تھی۔۔

"کیا میں نے کوئی لطیفہ سنایا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے ہنسنے پر ناگواری سے بولی تھی۔۔نگینہ کے لہجے میں ناگواری محسوس کر کے اُس کی ہنسی کو بریک لگے تھے۔۔

"نہیں نہیں سوری لیکن یہ کسی برانڈ کی شرٹ نہیں ہے، یہ تو میں نے منگل بازار سے خریدی تھی ساڑھے چار سو کی"۔۔اُس نے اپنی شرٹ پر ہاتھ پھیرے تھے۔۔

"نہیں بتانا تو نہ بتاؤ۔۔لیکن تمہیں مجھ سے جھوٹ بولنے کی ضرورت نہیں ہے"۔۔وہ اب کے غصّے سے بولی تھی۔۔

"ارے نگینہ جی سچ میں یہ منگل بازار کی ہی ہے۔۔زین مہینے میں کبھی چار، کبھی ساڑھے چار سو کی شرٹ دلا دیتے ہیں، کبھی میچنگ ٹراؤزر لے لیتی ہوں کبھی وائیٹ یا بلیک سے کام چلا لیتی ہوں اور میرے پاس کچھ کلر کے پلین کرش کے ڈوپٹے ہیں، جو اکثر مُختلف شرٹس کے ساتھ میچ ہوجاتے ہیں"۔۔وہ ہنستے ہوئے بول رہی تھی۔۔نگینہ نجانے کیوں اُس کے چہرے پر سے نظریں نہیں ہٹا پائی تھی۔۔

"اور رہی بات اِس زبردست سی سِلائی کی تو میری بہن نِدا ماشاءاللہ بوتیک کی سی صفائی ہے اُس کے ہاتھوں میں"۔۔اُس کے چہرے سے چھلکتا سکون نگینہ کو بے سکون کر گیا تھا۔۔

"ہونہہ! مڈل کلاس والے طریقے۔۔اب یہ شرٹ دیکھو جو میں نے پہنی ہے پورے پانچ ہزار کی ہے"۔۔وہ اپنی شرٹ پر ہاتھ پھیرتی بولی تھی۔۔مریم نے اُس کے کپڑوں پر ایک نظر ڈالی تھی۔۔

"اچھی ہے۔۔آپ پر تو ہر چیز ہی اچھی لگتی ہے"۔۔مریم نے وہ بات بولی جو نگینہ اور زین کا دل اُس کے لیے سوچتا تھا۔۔واضح فرق تھا دونوں کی سوچ میں۔۔

نگینہ کا دل مارے حسد کے مریم کی زندگی سے ہر خوشی اور سکون چھین لینا چاہتا تھا۔۔

جبکہ زین احمد کے خوبصورت دل کے لیے اِس چہرے، اِس وجود کی خوشی اور سکون سب سے زیادہ اہم تھا۔۔

....

وہ وقتاً وقتاً اُس کی شرٹس دیکھ کر اُسے نئی شرٹس لینے پر آمادہ کرتی رہی تھی۔۔

"زین آپ یہ شرٹ ایک سال سے پہنتے آرہے ہیں، اب تو آپ کی سارے کپڑے اپنا اصل رنگ بھی کھو چکے ہیں"۔۔وہ مُنہ بنا کر بولی تھی۔۔

وہ جوتے پہنتا مُسکرایا تھا۔۔

"میری بیوی بچّہ خوش رہیں میرے لیے یہی کافی ہے"۔۔وہ اُس کی پیشانی چومتا بولا پر اُس کی نم آنکھوں میں تیرتی خفگی دیکھ کر ہنستے ہوئے اُسے ساتھ لگا گیا تھا۔۔

"یہ بھی کوئی زندگی ہے۔۔بس ترستے رہو"۔۔اُس کی ناشکری پر وہ حسبِ عادت ناراض ہوا تھا۔۔

"مریم"۔۔آواز میں تنبیہہ تھی۔۔وہ سنبھلی تھی۔۔

"میرا دل چاہتا ہے، آپ اچھے اچھے کپڑے پہنے، اچھے جوتے، سن گلاسس لگائیں بلکل ہیرو والی ڈریسنگ کریں"۔۔اُس کی معصومانہ خواہش پر وہ ہنسا تھا۔۔

"مطلب میں اچھے کپڑے پہنوں گا تو تمہیں ہیرو لگوں گا، ایسے نہیں۔۔؟؟"۔۔لہجے میں شرارت تھی۔۔

"آپ بہت پیارے ہیں ماشاءاللہ سے، بس میرا دل کرتا ہے ایک بار آپ کو فُل سوٹ میں دیکھوں"۔۔اُس کے لہجے میں اپنے لیے محبت محسوس کرتا وہ مُسکرایا تھا پھر اُس کا ہاتھ تھام کر بیڈ پر اپنے سامنے ساتھ بٹھایا تھا۔۔

"مریم کبھی میرے لیے اللہ سے کچھ مانگو تو ایمان کی زندگی اور ایمان پر خاتمہ مانگنا۔۔اور یہ کہ اللہ تمہارے زین کو اتنی طاقت دے کہ اُس کے بیوی بچّوں کی کوئی جائز خواہش حسرت نہ بننے پائے۔۔"۔۔اُس کی بات پر وہ اثبات میں سر ہلاتی آنکھوں میں نمی لیے اُس کے کندھے سے لگی تھی۔۔پھر زیرِلب آمین کہا تھا۔۔کیا تھا یہ شخص۔۔

"لیکن پھر بھی اِس منتھ کی سیلری سے ہم آپ کی شاپنگ کریں گے"۔۔وہ اُس کے کندھے سے سر اُٹھائے اپنی آنکھیں صاف کرتی دھونس سے کہہ گئی تھی۔۔جواباً وہ اثبات میں سر ہلاتا اُس سے نظریں چُرائے واش روم میں غائب ہوا تھا۔۔

اُس کی ضد سے مجبور ہوکر وہ اُس کے ساتھ جاکر اپنے لیے دو شرٹ ایک جینز لے آیا تھا۔۔

اُس نے یہ پیسے رمضان کے لیے رکھے تھے جو کہ ایک مہینہ بعد تھا پر وہ مریم کی پیار بھری ضد پر مجبور ہوا تھا۔۔

....

"مجھے رمضان میں پہننے کے لیے نیا سوٹ دلا دیں زین پلیز"۔۔وہ منت بھرے انداز میں بولی۔۔

"یار رمضان میں کون نیا سوٹ پہنتا ہے"۔۔اُس نے جائے نماز لپیٹتے کہا۔۔

صبح پہلا روزہ تھا۔۔

"نگی۔۔۔کیا سوٹ لائی ہے وہ برانڈ سے زین۔۔آپ دیکھیں گے ناں اُسے، تو آپ بھی چونک جائیں گے۔۔اتنی پیاری لگ رہی تھی وہ"۔۔وہ علی کو تھپکتے مشہور برانڈ کا نام لیتے بولی تھی۔۔

"استغفراللہ! مریم سوچ تو لیا کرو کیا بول رہی ہو"۔۔وہ ناگواری سے بولتا دوسری سائیڈ پر آکر اپنی جگہ پر لیٹا تھا۔۔وہ ہنسی تھی۔۔

"میں تو آپ کو اُس سوٹ میں اچھی لگوں گی ناں"۔۔وہ اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتی شرارت سے بولی تھی۔۔

"تم کب مجھے اچھی نہیں لگتی ہو بتاؤ۔۔؟؟"۔۔۔وہ اُس کی ہتھیلی چومتا بولا۔۔

"پھر وہ سوٹ۔۔"۔۔وہ ٹھنکی تھی۔۔

"یار بیوی۔۔میری جیب بھی دیکھ لو ایک بار"۔۔اُس کی بات پر مریم کا مُنہ بنا تھا۔۔

"اللہ نے ہمیں بنایا ہی اِسی لیے ہے کہ ہر خواہش سے پہلے اپنی جیب دیکھیں"۔۔وہ اپنا ہاتھ چھُڑا کر بولی۔۔پھر کروٹ بدل کر لیٹ گئی تھی۔۔

"یار ایسا نہیں کہا کرو ناشکری اللہ کو پسند نہیں ہوتی۔۔ہم بہت سوں سے اچھے ہیں مومی"۔۔کُہنی پر اُونچا ہو کر زین نے اُس کا رُخ اپنی طرف کرنا چاہا۔۔بیچ میں علی تھا۔۔

"ہاں بس اِدھر زبان سے کچھ نکلا نہیں اُدھر آپ نے ناشکری کا تانہ دیا نہیں۔۔"۔۔وہ اُس کا ہاتھ جھٹکتی نم لہجے میں بولی۔۔

"ان شاءاللہ! رمضان کے بعد اوور ٹائم کروں گا پرامس۔۔اب ناراضگی ختم کرو ناں۔۔آج پہلا رمضان ہے اور بیوی ناراض ہوکر سوئے اللہ بھی راضی نہیں ہوگا مجھ سے"۔۔وہ جُھک کر اُس کا گال

چومتا بولا تھا۔۔وہ مُسکرائی تھی۔۔اُس کی مُسکراہٹ پر ہمیشہ کی طرح ایک طمانیت بھرا احساس محسوس کرتا وہ اپنی جگہ پر لیٹا تھا۔۔

"اللہ آپ سے کبھی ناراض ہو ہی نہیں سکتا"۔۔انداز میں واضح یقین تھا۔۔اندھیرے میں گونجتی اُس کی آواز پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"اچھا جی وہ کیوں۔۔؟؟"۔۔۔اُس نے مُسکرا کر پوچھا۔۔

"الحمداللہ شوہر کے معاملے میں تو میں خوش نصیب ہوں۔۔نمازی، پرہیز گار بندہ ملا ہے مجھے وہ بھی اتنا خوبصورت"۔۔اُس کے لہجے میں مان بھرا غرور تھا وہ اب ہنستا ہوا اپنی آنکھوں پر بازو رکھ کر اپنے رب سے ہم کلام ہوا تھا

"اے اللہ یہ جو پیاری لڑکی جسے تُو نے میرے نکاح میں دے کر مجھے اِس کا ذمہ دار بنایا ہے۔۔کبھی اِس کے سامنے مجھے شرمندہ نہ کرنا میرے مولا۔۔میری جیب ہمیشہ حق حلال کی کمائی سے بھری رکھنا اور اِس کا دل ہمیشہ حلال سے مُطمئن رکھنا۔۔آمین"۔۔اپنے رب سے باتیں کرتے کرتے نجانے کب وہ سویا تھا

....

"مومی اُٹھو تہجد پڑھ لو"۔۔وہ علی کے اُٹھ جانے کے ڈر سے جلدی الارم بند کرتا اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔۔رات کے تین بج رہے تھے۔۔اُسے ٹس سے مس نہ ہوتے دیکھ کر وہ گھوم کر اُس کی طرف آیا تھا۔۔

"مومی یار اُٹھو نہ تھوڑا سا ذکر کرلو، نفل پڑھ لو"۔۔وہ اُس کے بال سہلاتا بولا۔۔

"ہمم۔۔ہٹیں ناں زین۔۔سارا دن آپ کا بیٹا تنگ کرتا ہے اب آپ آگئے ہیں، چار بجے اُٹھائیے گا سحری کے لیے"۔۔وہ کروٹ بدلتی بگڑے تیوروں سے بولی تھی۔۔

وہ گہرا سانس لیے سیدھا ہوا تھا۔۔پھر وضو کرتا باہر لاؤنج میں عبادت میں مصروف ہوا تھا۔۔

پونے چار بجے وہ شرمندہ شرمندہ کمرے سے باہر آئی تھی۔۔

وہ قرآن شریف کی تلاوت میں مصروف تھا۔۔اُس کے بکھرے بکھرے حلیے پر ایک نگاہ ڈالنے کے بعد وہ دوبارہ تلاوت کرنے لگا تھا۔۔وہ اُس کے برابر آکر بیٹھی تھی۔۔

"پراٹھے بنا دوں ابھی۔۔؟؟"۔۔وہ بکھرے بال سمیٹی کچن کی طرف بڑھی تھی۔۔رات کو سالن زیادہ بنا دیا تھا اُس نے۔۔جب وہ اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"وضو کر کے آؤ دو نفل پڑھو، جاؤ شاباش"۔۔وہ نرمی سے بولا تھا۔۔

"کیا ابھی ٹائم ہے۔۔؟؟"۔۔وہ خجالت و شرمندگی کے ملے جُلے تاثرات سے پوچھ رہی تھی۔۔

"اللہ کے پاس جانے میں کبھی دیر نہیں ہوتی۔۔میں جب تک سالن گرم کر دیتا ہوں"۔۔وہ نرمی سے اُس کے ہاتھ کو تھپتھپاتا بولا تھا۔۔اُس کے چہرے کو دیکھتی وہ تشکر سے مُسکراتی اُٹھی تھی۔۔وہ ہمیشہ اُس کا کام ہلکا کر دیتا تھا۔۔

"آپ کیسے کرلیتے ہیں، تین بجے سے اُٹھے ہوئے ہیں، صبح آپ نے آفس بھی جانا ہے۔۔اور ابھی بھی نماز پڑھ کر آپ پھر قرآن پڑھیں گے، تو سوئیں گے کب۔۔؟؟"۔۔وہ نماز پڑھ کر اب سونے کو جارہی تھی جب اُس کو دوبارہ قرآن کھولتے دیکھ کر حیرت و رشک سے پوچھ گئی تھی۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"ایک بات بتاؤ مومی۔۔؟؟ تمہیں اگر کوئی کہے کہ ان مخصوص دنوں میں ایک پر دس چیزیں فری ملیں گی تو کیا کرو گی تم۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے من موہنے چہرے کو ملائمت سے دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

"ضرور لوں گی وہ ایک چیز۔۔چاہے وہ بہت مُشکل سے ہی کیوں نہ ملے"۔۔وہ بغیر سوچے سمجھے جلدی سے بولی تھی۔۔

"بس پھر میری جان میں بھی وہی کررہا ہوں۔۔میری یہ چھوٹی سی عبادت جس میں بقول تمہارے مجھے اپنی نیند، آرام و سکون کی قربانی دینی پڑ رہی ہے تو میرا ایمان ہے وہ میرا رب اپنے انمول خزانوں سے اِس سے سو گُنا بڑھ کر میری جھولی بھر رہا ہے"۔۔وہ کہہ کر مُسکرایا تھا۔۔پھر قرآن کھولنے لگا تھا وہ چُپ چاپ اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"تم جاؤ سو جاؤ۔۔صبح میں خود آفس چلا جاؤں گا"۔۔وہ سر ہلاتی اُٹھی تھی۔۔

"اور ہاں آج سے تم نے بھی قرآن شروع کرنا ہے ترجمے کیساتھ"۔۔وہ کچھ بھی کہے بغیر کمرے میں گھسی تھی۔۔وہ گہرا سانس لیے قرآن کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

....

"آپ اپنی زندگی سے خوش ہیں زین۔۔؟؟"۔۔نفل پڑھ کر وہ اُٹھا تھا جب بیٹھی ہوئی مریم نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔اُس کے سوال پر وہ گہرا سانس لیتا دوبارہ بیٹھا تھا۔۔

"الحمداللہ بہت خوش ہوں۔۔وہ جِس حال میں رکھے، اور الحمداللہ اُس نے بہت سوں سے سُکھی اور مُطمئن رکھا ہے"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں تیرتی اللہ کے لیے ناراضگی شکوہ محسوس کر گیا تھا۔۔اِس

لمحے زین احمد کے ذمے اللہ نے بہت بڑی ذمہ داری ڈالی تھی کہ وہ کیسے اپنی جان سے پیاری بیوی کو مُطمئن کرتا ہے۔۔

"میں مانتی ہوں ہم بہت سوں سے بہتر ہیں لیکن اللہ نے ہمیں دل دے کر کہہ دیا اب خواہشوں کی طرف مت دیکھنا۔۔ مجھ سے نہیں ہوتا زین، جو چیز مجھے چاہیئے ہوتی ہے وہ اُسی وقت کسی اور کو مِل جاتی ہے، دل میں شکوہ اُٹھتا ہے تو آپ کہتے ہیں میں ناشکری ہو گئی ہوں"۔۔وہ اُس کے گھٹنے پر سر رکھے رودی تھی۔۔زین کی آنکھیں نم ہوئی تھیں پر اُسے رونا نہیں تھا۔۔

"میری جان۔۔خواہشیں ہماری غلام ہوتی ہیں، ہمیں اُن کا غلام نہیں بننا، جو اپنی خواہشوں کا آقا بن گیا ناں وہ جنت پا گیا، اور جو خواہشوں کا غلام بن گیا وہ سمجھو برباد ہو گیا"۔۔وہ اُس کے بالوں میں ہاتھ پھیرتا بولا۔۔

"تو آپ کے دل میں خواہشیں جنم نہیں لیتیں سچ بتائیں۔۔؟؟"۔۔وہ اب سر اُٹھا کر اُسکی آنکھوں میں دیکھتی چیلنجنگ لہجے میں پوچھ رہی تھی اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"انسان ہوں یار ہوتی ہیں خواہشیں بھی، لیکن پھر میں اسی پل اُن خواہشوں کو اپنی دعا بنا لیتا ہوں تو بس دل سکون سے بھر جاتا ہے"۔۔وہ اپنے پوروں سے اُس کی آنکھیں صاف کرتا بولا۔۔

"دُعا بھلا کیسے۔۔؟؟"۔۔وہ معصومیت سے بولتی اُس کے کندھے پر اپنا سر رکھ گئی تھی۔۔

"اگر کسی کی کوئی چیز دیکھ کر دل کہتا ہے کہ کاش یہ میرے پاس بھی ہوتی، تو اُس پل میں جہاں کہیں بھی ہوتا ہوں اُسی دل میں اپنے رب سے ہمکلام ہو جاتا ہوں وہ فوراً آن لائن آجاتا ہے"۔۔وہ اپنی ہی بات پر ہنسا تھا۔۔

"کیا کہتے ہیں آپ اللہ سے اُس وقت۔۔؟؟"۔۔اُس نے اُس کے کندھے سے سر اُٹھائے بغیر اُس کی آنکھوں میں دیکھا تھا۔۔

"اے اللہ میرا یہ دل بڑا بے ایمان ہے۔۔مجھے تیرے خلاف کرنے کی کوشش کررہا ہے۔۔اگر یہ چیز میرے حق میں بہترین ہے تو اپنے کرم سے مجھے عطا کردے اگر نہیں ہے تو میرے اِس بے ایمان دل کو سمجھا دے جو مجھے تجھ سے بےوفائی پر مجبور کر رہا ہے، اب یہ تیرا کام ہے تو اِس کو کیسے مُطمئن کرتا ہے"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔

"پھر ہوجاتا ہے مُطمئن۔۔؟؟"۔۔اُس کے سوال پر اُس نے چُٹکی بجائی تھی۔۔

" الحمداللہ یوں"۔۔مریم نے اُس کا اطمینان اپنے دل میں اُترتا محسوس کیا تھا۔۔اپنی آنکھیں صاف کرتی وہ مُسکرائی تھی۔۔ایک گہرا سانس لیتے اُس کے بالوں پر اپنے لب رکھتا وہ اُس لمحے اپنے رب سے ہمکلام ہوا تھا۔۔

"میرے اللہ۔۔یہ لڑکی میرا دل ہے۔۔میرے بے سکون دل کو ہمشہ تُو نے سُکون بخشا ہے۔۔یا اللہ میرے دل و جان کو خواہشوں کی میلے میں بھٹکنے سے بچا۔۔آمین۔۔اے اللہ میرے دل کو سکون بخش دے، آمین"۔۔آمین کہتے اُس نے پورے سُکون اور محبت سے اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے اُس کی پیشانی چومی تھی۔۔وہ دل سے مُسکرائی تھی۔۔

....

"تمہاری ایج کیا ہے مریم۔۔؟؟"۔۔وہ اپنے نئے نئے رنگے ہوئے بالوں پر ہاتھ پھیرتی اُس کے معصوم چہرے کو دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔آج تیسرا روزہ تھا۔۔

"ٹوئینٹی۔۔یہ آپ کو اچانک میری ایج پوچھنے کا خیال کیوں آیا۔۔؟؟"۔۔اُس نے زین کو اُبلا ہوا آلو کھلاتے ہنستے ہوئے چہرے پر آئے اپنے بکھرے بالوں کو ہاتھ کی پُشت سے پیچھے کیا تھا۔۔تبھی علی نے مزید کھانے سے انکار کرتے مُنہ پھیرا تھا۔۔

"الے میلی جان میلا بے بی بس ایک"۔۔وہ اُس کو بہلاتی اُس کے مُنہ کے پاس نوالہ لے گئی پر علی کو اب نہیں کھانا تھا اُس نے ہونٹ بھینچے نفی میں سر ہلایا۔۔اُس کی اِس معصومانہ ادا پر وہ قہقہہ لگا گئی تھی۔۔پھر اُس کا چہرہ چومتی اُسے اپنی گود میں اُٹھایا تھا۔۔ماں بیٹے کے پیار کے اِس منظر پر نگینہ نے ایک پل کو بھی نظر نہیں ہٹائی تھی۔۔

"جسٹ ٹوئینٹی! تمہاری ایج کی لڑکیاں کالج یونی میں پڑھتی ہیں، اور تم خود کو دیکھو بچّہ پال رہی ہو"۔۔وہ عجیب انداز میں بولی تھی۔۔اُس کے لہجے میں کچھ تھا وہ چونکی تھی۔۔

"زہر لگتے ہیں مجھے ایسے مرد۔۔۔مطلب ایک تو ننھی بچّی سے شادی کرلی، اُوپر سے کچھ تو خیال کرتا ایک دو سال رُک جاتا تمہیں ٹھیک سے بڑا تو ہونے دیتا"۔۔وہ استہزائیہ انداز میں بولی تھی۔۔اُس کا چہرہ سُرخ ہوا تھا۔۔

"زین ایسے نہیں ہیں۔۔ہم دونوں ایک دوسرے سے بہت مُحبت کرتے ہیں اور وہ مجھ سے صرف پانچ سال بڑے ہیں۔۔اور یہ۔۔۔"۔۔وہ ناگواری سے بولتے بولتے علی کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"یہ ہم دونوں کی جان ہے۔۔الحمداللہ۔۔اللہ کا کرم ہے یہ ہمارے لیے"۔۔وہ بیٹے کا مُنہ چومتی بولی تھی۔۔

"اب میں تمہیں کیا سمجھاؤں۔۔ناصر تو کہتے ہیں ابھی بچّے کی ذمہ داری نہیں ڈالوں گا تم پر"۔۔اُس کی لہجے میں چھلکتے غرور کو محسوس کر کے مریم نے سر اُٹھایا تھا۔۔

"اور خود کو دیکھو کیا حال کر دیا ہے تمہارا اِن باپ بیٹے نے۔۔شادی کی پہلی اینیورسری پر زین نے تمہیں بچّے کا تحفہ دیا اب دوسری اینیورسری پر دوسرے کی تیاری نہ کر لینا"۔۔وہ قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔۔لہجے میں رقابت تھی۔۔

"مجھے تو لگتا ہے دو تین سالوں میں تم نے لائن لگا دینی ہے"۔۔وہ مریم کو بُت بنا چھوڑ کر استہزائیہ انداز میں ہنستی اپنے گھر چلتی بنی تھی۔۔

نگینہ کی باتیں کچھ پل کو اُس پر اثر کرتی تھیں لیکن پھر زین کی محبت، اُس کا اخلاق ہمیشہ جیت جاتا تھا۔۔پر پتھر پر مُستقل گرتا پانی بھی پتھر میں سوراخ کر دیتا ہے، یہ تو پھر سادہ سی مریم کا دل تھا۔۔

....

آج جمعہ تھا وہ چار بجے گھر آیا تھا۔۔

"تم نے سورۃ الکھف پڑھی تھی مریم۔۔؟؟"۔۔وہ پھل اُسے تھماتا استفسار کر رہا تھا۔۔اُس نے زبان دانتوں تلے دبائی تھی۔۔

"نہیں پڑھ پائی، آپ کا یہ لاڈلا ہر چیز میں ہاتھ ڈالتا ہے"۔۔وہ شرمندہ ہوئی تھی۔۔

"اِسے مجھے دو، جاؤ فوراً سے ترجمے کے ساتھ پڑھو"۔۔وہ اُس سے علی کو لیتا بولا۔۔مریم کو اُس کے تھکن زدہ چہرے کو دیکھ کر افسوس سا ہوا تھا۔۔اب یقیناً علی نے اُسے سونے نہیں دینا تھا۔۔

سوا پانچ بجے وہ وضو کرتا علی کو لیے باہر آیا تھا، وہ علی کے ساتھ کچھ وقت سو گیا تھا۔۔

"مومی اِس کو کسی چیز میں مصروف کر کے نماز پڑھ لو میں جماعت کے بعد آتا ہوں پھر ساتھ میں قرآن پڑھتے ہیں"۔۔وہ علی کو اُسے تھماتا دروازے کی طرف بڑھا تھا۔۔لیکن پھر رُکا تھا۔۔

"اور ہاں چار سُنت ضرور پڑھنا"۔۔وہ پلٹ کر باہر نکل گیا تھا۔۔

....

"مریم تمہیں کتنی بار کہا ہے سورۃ الکھف مِس مت کیا کرو"۔۔وہ رات کو اُس کی کلاس لے رہا تھا
"تمہیں پتا ہے ناں کتنی فضیلت ہے اِس سورہ کی۔۔حدیثِ رسول ﷺ ہے
جو اِس سورہ کو جُمعے کے روز پڑھتا ہے دوسرے جمعے تک وہ اللہ کے نُور میں رہتا ہے۔۔"
"اتنی بڑی ہوتی ہے"۔۔وہ منمنائی تھی۔۔
"تم جب میرا کہا پیار سے مان لیتی ہو مومی تو مجھے اتنی خوشی ہوتی ہے، اور اب یہ سورۃ الکھف ہی لے لو تم کہتی ہو بڑی ہے اُس کے باوجود میرے ایک بار کہنے پر تم ہمیشہ پڑھ لیتی ہو ہے ناں۔۔؟؟"۔۔اُس کے پوچھنے پر اُس نے دھیمے سے اثبات میں سر ہلایا تھا
"مجھے خوشی ہوتی ہے پر تھوڑی کم"۔۔اُس کی بات پر مریم ہنوز سر جُھکائے بیٹھ رہی تھی۔۔
"تو سوچو ہم جب اللہ کی عبادت پورے دل سے کرتے ہیں تو وہ کتنا خوش ہوتا ہو گا۔۔اور جب ہمارا حال یہ ہوجائے کہ ہم کسی کے منت کرنے پر اُس کو یاد کریں جو بادشاہوں کا بادشاہ ہے۔۔جو ہماری دُعائیں کسی کی سفارش کے بغیر قبول کرتا ہے، یہ اُس کے ساتھ بےوفائی نہیں ہے۔۔؟؟"۔۔زین نے ایک نظر اُس کے جُھکے سر کو دیکھتے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"مومی تمہیں اِس دُنیا اور قیامت کے دن اللہ کا پورا نُور چاہیئے ناں۔۔؟؟"۔۔اُس کی بات پر مریم نے اثبات میں سر ہلاتے اُسے دیکھا تھا۔۔

"تو میری جان اُسے بھی ہمارا پورا دل چاہیئے ہوتا ہے اپنی مُحبت کے لیے، یہ بٹا ہوا دل ہمیں اکثر اُس کے سامنے شرمندگی سے مار ڈالتا ہے اور تمہیں پتا ہے ہر کسی کو نہیں ہوتی یہ ندامت"۔۔وہ رُکا تھا۔۔

"جِس کے دل میں وہ اپنی تھوڑی سی بھی مُحبت جگا دے ناں پھر اُسے خود سے مُحبت کرنے کے لیے اُس بندے کا پورا دل چاہیئے ہوتا ہے، یہ اُس رب کی باتیں ہیں جو اللہ الصمد ہے، بے نیاز ہے"۔۔ اب کے وہ مُسکرائی تھی۔۔

"مریم زین اپنے دل میں زین سے زیادہ زین کے رب کی مُحبت ڈالو، یہ بات اُسے پسند نہیں کہ بندے کے دل میں اُس سے زیادہ کسی انسان کی مُحبت بس جائے"۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"کیسے۔؟؟"۔۔اُس نے اُلجھن سے پوچھا

"زین کی ناراضگی کے ڈر سے نماز نہیں پڑھو بلکہ اِس لیے پڑھو کہ زین کا رب خوش ہوگا"۔۔زین نے مُسکراتے ہوئے کہا

....

"تمہیں پتا ہے مومی۔۔اِس بابرکت مہینے میں صرف ایک نفل کا ثواب فرض برابر ہوجاتا ہے، تو سوچو سُنت اور فرض کے درجے کہاں ہوں گے"۔۔وہ عشاء کے بعد اُسے اپنے ساتھ لیے بیٹھا تھا وہ غور سے اُس کی باتیں سُن رہی تھی۔۔

"مجھے یہ علی کچھ کرنے ہی نہیں دیتا۔۔آپ تو باہر مسجد میں پڑھ لیتے ہیں"۔۔وہ خفگی سے بولی تھی۔۔

اُس کے لہجے میں خفگی محسوس کرتا وہ ہنستا ہوا اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"تمہیں سورہ المزمل کا ترجمہ یاد ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کے پوچھنے پر وہ مُسکراتے ہوئے نفی میں سر ہلا گئی تھی۔۔

"میں آپ کے جنتی اللہ والی نہیں ہوں ناں"۔۔اُس کے لہجے میں شرارت محسوس کر کے وہ پھر ہنسا تھا۔۔

"گناہگار بندہ ہوں بیوی۔۔یہ کہہ کر مجھے مزید گناہگار مت کرو"۔۔وہ بھی غیر سنجیدگی سے بولا تھا پھر سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"سورہ المزمل میں اللہ رب العزت ارشاد فرماتے ہیں۔۔جتنا ہوسکے اُتنا قرآن پڑھ لو۔۔پھر مزید فرماتے ہیں۔۔دن کو تمہیں اور بھی کام ہوں گے۔۔مثلاً روزگار، سفر، تو تم رات کو قرآن پڑھ لیا کرو اور پتا ہے وہ پھر کہتا ہے جتنا تم پڑھ سکو"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔اور وہ بھی بنا پلک جھپکائے اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

"تمہارا چھوٹا بچّہ ہے ناں تم اُس کو ذرا سا کھلونوں میں مصروف کر کے یا سُلا کر جتنا ہوسکے پڑھ لیا کرو چاہے ایک رکوع لیکن ترجمے کے ساتھ اور عصر سے پہلے تو میں آجاتا ہوں میں دیکھ لوں گا اِس کو، اب تو تمہارے سارے بہانے مجھے یاد ہوگئے ہیں"۔۔وہ اُس کے سر پر چپت مارتا بولا وہ شرمندگی سے ہنسی تھی۔۔

....

صبح وہ اُس کے ساتھ اُٹھی تھی تہجُد کے لیے۔۔

"کیا پڑھوں زین۔۔؟؟"۔۔وضو کرنے کے بعد وہ اُس کے سامنے جا کھڑی ہوئی تھی۔۔

"سب سے پہلے تو تہجُد کے نفل۔۔دو، چار، چھ، آٹھ، بارہ جتنے تم پڑھ سکو"۔۔وہ کہہ کر نیت باندھ گیا تھا۔۔چھ نفل پڑھ کر وہ پھر اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"زین اب۔۔؟؟"۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

"سب سے افضل ذکر لا الہ الا اللہ ہے اور سب سے بہترین دعا الحمداللہ"

"تم اپنی ساری زندگی کے لیے میری ایک بات مان لو تم نے ہمیشہ ہر روز پہلا کلمہ پڑھنا ہے کم از کم دن میں سو بار۔۔کسی بھی نماز کے بعد کر لو یا جب علی کے ساتھ ہوتی ہو"۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"کوشش کرو زیادہ سے زیادہ تیسرا کلمہ پڑھ لو نہیں تو ایک تسبیح، اِس کلمے کی بہت فضیلت ہے۔۔پھر درودِ اِبراہیمی۔۔"۔۔وہ بول رہا تھا جب وہ ہلکی آواز میں چیخی تھی۔۔

"وہ۔۔وہ تو اتنا بڑا ہوتا ہے زین ایک تسبیح پر تو اذان ہوجائے گی"۔۔اُس کی بات پر وہ اُس کی طرف مُڑا تھا۔۔

"مومی میں نے کب کہا ایک تسبیح پوری پڑھنی ہے۔۔؟؟۔۔فرض نماز کے علاوہ عبادت کی کوئی قید نہیں تم زیادہ اُس کا ذکر کرو گی، استغفار کرو گی، قرآن پڑھو گی یا کم کرو گی، یا اپنی مصروفیات کو دیکھتے کرو گی اِن سب کا تعلق تو تمہارے دل سے ہونا چاہیئے ناں۔۔میں تمہیں سو بار بولوں پڑھو اور تم مارے باندھے پڑھو کیا اللہ کو تمہاری ایسی عبادت اچھی لگے گی۔۔؟؟"۔۔اُس کی عجیب شکل دیکھ کر

زین نے گہرا سانس لیا تھا۔۔پھر اُس کے دونوں ہاتھ تھام کر اُس کی طرف پوری طرح مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"اتنا مُشکل نہیں ہے مومی۔۔بات بس دل کی ہے۔۔اللہ اور بندے کا تعلق دل سے جُڑا ہوتا ہے۔۔ ہمارا دل اللہ سے جتنی مُحبت کرتا ہے، یہ دل اُتنا ہی اپنے رب کو یاد کرتا ہے"۔۔اُس کی آنکھوں میں اُلجھن دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"میری جان اتنا مت سوچو۔۔دن میں تمھاری مصروفیات ہیں ناں۔۔؟"۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"بس پھر یہ وقت پورے اخلاص کے ساتھ اپنے رب کے حوالے کردو۔۔پھر دیکھنا کتنا سُکون ملتا ہے۔۔کیونکہ اِس وقت وہ اپنے بندے کیساتھ سامنے بیٹھ کر مُلاقات کرتا ہے۔۔بس بندہ اور اللہ"۔۔ اب کے مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"تیسرا کلمہ پورا پڑھنا مُشکل لگ رہا ہے تو ایک ایک کر کے پڑھ لو، ایک تسبیح سبحان اللہ کی، پھر ایک الحمداللہ، ایک اللہ اکبر، لا الہ الا اللہ اور ایک تسبیح لاحول ولا قوۃ الا باللہ پڑھ لو۔۔ایک ہی وقت میں کتنے سارے درخت لگوا لوگی جنت میں اپنے نام کے"۔۔وہ اُس کے سر پر چپت مارتے بولا۔۔

"زین مجھے جنت میں بھی آپ کے ساتھ گھر چاہیئے۔۔"۔۔وہ بے اختیار اُس کے بازو سے لگی نم لہجے میں بولی۔۔

"ان شاءاللہ ہمارا اللہ کرم کرے گا ہم اپنے بچّوں اور ماں باپ کے ساتھ ایک دوسرے کا ہاتھ پکڑ کا جنت میں جائیں گے۔۔آمین"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بولا۔۔

....

آج پھر تہجد میں وہ دونوں ساتھ ساتھ عبادت کر رہے تھے۔۔وہ اُس سے چھوٹے چھوٹے سوال بھی کرتی جاتی تھی۔۔

"آپ فجر کی سنت اور فرض کے بیچ میں کیا پڑھتے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ قرآن پڑھ رہا تھا جب اُس کے سوال پر مُسکرایا تھا۔۔پھر قرآن بند کرتا مکمل طور پر اُس کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

"فرشتوں کی پسندیدہ تسبیح"۔۔وہ مزے سے بولا تھا۔۔وہ فوراً سے بولی تھی

"سُبحان اللہ وَ بِحمدِہٖ سُبحان اللہ العظیم"۔۔مریم کے تیزی دکھانے پر وہ مُسکراتے ہوئے ترجمہ پڑھنے لگا تھا۔۔

"پاک ہے میرا رب اور ہر تعریف اُسی کی ہے، پاک ہے میرا رب بڑی عظمت والا"۔۔جب وہ اللہ کا ذکر کرتا تھا تو اُس لمحے ہمیشہ مریم کو اُس کا چہرہ اتنا پُرنور لگتا تھا کہ وہ اُس پر سے اپنی نظریں ہی نہیں ہٹا پاتی تھی۔۔

"یہ دو کلمے مومی کہنے میں کتنے آسان اور ہلکے لگتے ہیں ناں پر قیامت کے دن ہمارے میزان میں اِن کا وزن سب سے بھاری ہو گا، یہ تسبیح مجھے بہت پسند ہے سو بار فجر میں پڑھتا ہوں روز اور سو بار عصر میں"۔۔وہ بتاتے بتاتے نفل پڑھنے کے لیے کھڑا ہوا تھا۔۔وہ نم آنکھوں سے اُسے دیکھے گئی تھی جب وہ بھی اچانک اپنی جگہ سے اُٹھی تھی اور بےاختیار اُس کا گال چومتی اُس کے ساتھ لگی تھی۔۔وہ حیران پریشان رہ گیا تھا

"زین آپ بہت اچھے ہیں"۔۔اُس کی بات پر وہ سکتے کی کیفیت سے نکل کر مُسکرایا تھا

"اچھا ہوں تبھی تو مجھے تم ملی ہو، کیونکہ میں روز اُس سے اچھا مانگتا ہوں"۔۔وہ اُس کا سر چومتا بولا تھا۔۔

"اچھا اور کیا کیا مانگتے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ سر اُٹھا کر اشتیاق سے پوچھنے لگی۔۔

"میں بس روز اِس آیت میں اپنا دل لپیٹ کر اُس کے سامنے رکھ دیتا ہوں بس پھر اُسے کچھ گنوانے کی ضرورت ہی نہیں پڑتی کیونکہ مجھے پتا ہے اِس آیت سے وہ مجھے جو دے گا وہ میرے لیے دونوں جہاں میں بیسٹ ہوگا"۔۔اُس کے لہجے میں ہمیشہ کی طرح کامل یقین تھا۔۔

"کون سی آیت۔۔؟؟"۔۔وہ سوال کر رہی تھی۔۔

ترجمہ: اے ہمارے رب، عطا فرما ہمیں دُنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمیں آگے کے عذاب سے۔۔(سورہ البقرہ۔۲۰۱)

وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا آیت کے ساتھ ترجمہ بھی پڑھ گیا تھا۔۔

"ملے گا ناں تمہارے زین کو بیسٹ۔۔؟؟"۔۔وہ ابرو اُچکا کر سوالیہ انداز میں پوچھ رہا تھا۔۔اُس نے مُسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

....

ظہر میں علی کو گود میں لیے وہ اذکار میں مصروف ہوئی تھی۔۔

"مومی تم ہر نماز کے بعد تھوڑا تھوڑا ذکر کر لیا کرو۔۔اِس طرح تمہارا دل بھی سکون میں رہے گا، اور تمہارے دل پر جو بوجھ ہے ناں کے تمہیں عبادت کا ٹائم نہیں ملتا وہ گلہ بھی نہیں رہے گا"۔۔زین کی بات پر عمل کرتی وہ تھوڑا تھوڑا کر کے ہر نماز کے بعد کچھ نہ کچھ پڑھ لیتی۔۔اِس طرح ہر ذکر

میں وہ بچّوں کی طرح خوشی محسوس کرتی تھی۔۔علی سو گیا تھا تو وہ قرآن پڑھنے بیٹھ گئی۔۔پھر زین کی بتائی گئی تسبیحات پڑھنے لگی تھی۔۔

"رحمت کا عشرہ ہے ناں ویسے تو درود شریف رحمت مانگنے کے لیے انمول ہے پر تم ساتھ میں یہ دعا بھی کثرت سے پڑھو۔۔"

ترجمہ : اے ہمارے رب ، مجھے بخش دے اور مجھ پر رحم کر ،اور تو سب بہتر رحم کرنے والا ہے۔۔ (سورۃ المؤمنون۔۱۱۸)

اُس طرح وہ اُس بہت ساری آیتیں اور دُعائیں یاد کروا چُکا تھا۔۔جیسے ایک دن اُس نے نُوٹ کیا زین جب بھی واش روم جاتا واش روم کے دروازے پر ایک دو پل رُک کر کچھ پڑھ کر اندر جاتا تھا۔۔

اُس کے پوچھنے پر زین نے بتایا کہ وہ واش روم جانے کے دُعا پڑھتا ہے۔۔

ترجُمہ: اے اللہ عزوجل میں ناپاک جنوں (نرو مادہ) سے تیری پناہ مانگتا ہوں۔۔

"اللہ کی سب سے شریر مُخلوق واش روم میں موجود ہوتی ہے، اور ظاہر ہے وہاں انسان بے پردہ ہی ہوتا ہے تو وہ انسان کے جِسم کے ساتھ چھیڑ خانی کرتے ہیں جِس کے باعث انسان روحانی بیمار ہوجاتا ہے۔۔ڈپریشن تو عام بیماری ہے آج کل۔۔اللہ تعالیٰ کی اِس شریر مخلوق سے بچنے کے لیے یہ دُعا بہت برکت والی ہے۔۔جب بندہ یہ دُعا پڑھ کر واش روم جاتا ہے تو اُس شریر مُخلوق اور ہمارے درمیان پردہ آجاتا ہے وہ ہمیں نہیں دیکھ پاتی"۔۔زین نے اُسے یہ دُعا بھی یاد کروائی تھی۔۔اور پھر اُس نے شادی کے شروع کے دِنوں میں یہ بھی نوٹ کیا کہ وضو کر کے واش روم سے آنے کے بعد زین کچھ پڑھتا تھا۔۔

"سب سے پہلے تو دوسرا کلمہ پڑھتا ہوں۔۔

اَشھَدُ اَن لا اِلٰہ اِلا اللہ وحدہُ لا شریکَ لہُ ،واشھَدُ اَن محمداً عَبدُہٗ ورسُولُہ۔۔

ترجُمہ: میں گواہی دیتا ہوں کہ اللہ کے سوا کوئی معبودِ برحق نہیں ،وہ اکیلا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اور میں گواہی دیتاہوں کہ محمد ﷺ اللہ کے بندے اور رسول ہیں۔۔

پھر یہ دُعا۔۔

ترجُمہ: اے اللہ آپ مجھے بہت توبہ کرنے والوں میں اور بہت پاک رہنے والوں میں شامل فرما۔۔

زین اُس کی زندگی میں اُس نُور کی مانند روشن ہوا تھا جس کی روشنی میں اُسے اللہ دِکھنے لگا تھا۔۔

....

آج گیارواں روزہ تھا، وہ دونوں آج پھر تہجُد میں رب کی رحمتیں سمٹ رہے تھے۔۔دن جیسے پر لگا کر اُڑ رہے تھے۔۔

"مومی عشرہ مغفرت کی دعا آتی ہے تمہیں۔۔؟؟۔۔"۔۔وہ قرآن کو بند کرتا پوچھ رہا تھا۔۔مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ہمم۔۔اتنے سارے استغفار ہیں"۔۔اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

ترجُمہ: میں اللہ تعالی سے بخشش طلب کرتی ہوں اس کے علاوہ کوئی معبود بر حق نہیں ہے، وہ زندہ جاوید اور ہمیشہ قائم رہنے والی ذات ہے، اور میں اسی کی طرف رجوع کرتی ہوں۔۔۔

"میں یہ پڑھتی ہوں اور اِس عشرے میں بھی یہی پڑھتے ہیں ناں"۔۔وہ خوشی خوشی بتانے لگی تھی، اُس کے بچوّں جیسے انداز پر زین ہنسا تھا۔۔

"بہترین ہے۔۔آج تمہیں ایک انمول خزانہ بتاؤں۔۔؟؟ ان شاءاللہ جس کے پڑھنے سے دین و دُنیا کی کامیابی ہمیشہ کے لیے تمہارا مُقدر بن جائے گی"۔۔مریم نے سر ہلایا تھا۔۔

"جب بھی دُعا مانگو اپنے لیے دُعا مانگنے کے بعد سب سے پہلے اپنے والدین کے لیے دُعا مانگو، اُن کی مغفرت اور رحمت کی دُعا چاہے وہ حیات ہوں یا نہ ہوں"۔۔اُس کی بات پر مریم کی آنکھیں جھلملائی تھیں۔۔وہ جب سات کی تھی تب اُس کے ابو جی اِس دُنیا سے چلے گئے تھے۔۔

"مومی تمہیں حضرت اِبراہیم علیہ السلام کی دُعا آتی ہے"۔۔مریم نے بھیگی آنکھوں سے دُعا دُہرائی تھی۔۔

ترجمہ: اے میرے رب! ان دونوں پر رحم فرما جیسا کہ انہوں نے بچپن میں مجھے (رحمت و شفقت سے) پالا تھا۔۔(سورۃ الِاسراء ۲۴)

اُس کے دعا پڑھنے پر زین کو خوشی محسوس ہوئی تھی۔

"پتا ہے اللہ اپنے نبی ﷺ سے فرماتا ہے

ترجمہ: اپنے گناہوں کی بخشش مانگا کریں اور مومن مردوں اور مومن عورتوں کے حق میں بھی۔۔ (سورہ محمد ﷺ: ۱۹)

"سوچو اِس طرح دُنیا میں جتنے بھی مومنین ہوں گے اُن کے لیے دُعا کرنے سے ہمارے نامۂ اعمال میں کتنی نیکیاں لکھ دی جائیں گی ہے ناں۔۔؟؟"۔۔کبھی کبھی مریم اُس پر سے اپنی نظریں ہٹا نہیں پاتی تھی۔۔ابھی بھی وہی ہوا تھا۔۔اُسے یک ٹک خود کو دیکھتا پا کر وہ ہمیشہ کی طرح مُسکرایا تھا۔۔

"مومی تم نے ابھی جو عشرہ مغفرت کی دعا بتائی وہ تم ضرور پڑھا کرو، پر یہ خوبصورت آیت سُنو"۔۔

وہ اب روانی سے آیت پڑھ رہا تھا۔۔

ترجُمہ: اے ہمارے پروردگار! مجھے بخش دے اور میرے ماں باپ کو بھی بخش اور دیگر مومنوں کو بھی بخش جس دن حساب ہونے لگے۔۔(سورہ اِبراھیم: ۴۱)

"اِس آیت کو اپنی زندگی میں ہمیشہ کے لیے شامل کرلو مومی۔۔بلکہ جب کبھی خود کو مُشکل میں پاؤ اِس کی کثرت کرو۔۔پھر دیکھنا زندگی کیسے بدلتی ہے"۔۔وہ دوبارہ سے قرآن اُٹھاتا بولا۔۔

"ہمارے ماں باپ کا ہم پر بہت حق ہوتا ہے مومی، کیا ہم اپنی ذات کو، اپنے بچّوں کو ایک لمحے کے لیے بُھلا کر سب سے پہلے اُن کے لیے ہر نماز میں دعائیں نہیں کرسکتے۔۔؟؟"۔۔وہ مُسکراتے ہوئے پوچھ رہا تھا وہ آنکھوں میں آنسو لیے کُھل کر مُسکراتے ہوئے اثبات میں سر ہلا گئی تھی۔۔ تبھی علی کے رونے کی آواز آئی تھی۔۔وہ اُٹھنے کو تھی جب وہ اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"یہ لو۔۔تم نفل پڑھو میں دیکھتا ہوں اپنے دل کے ٹکڑے کو"۔۔وہ قرآن اُسے تھماتا جلدی سے اندر گیا تھا۔۔

اور وہ اُس بہت ہی پیارے شخص کو جاتے ہوئے دیکھتی رہی تھی۔۔

....

وہ ابھی ظہر پڑھ کر بیٹھی تھی۔۔جب بیل بجی تھی۔۔ٹائم دیکھا دو بج رہے تھے۔۔نگینہ تھی۔۔

"پانی پلانا مریم ذرا"۔۔وہ صوفے پر ٹکتے بولی۔۔

"آپ نے روزہ نہیں رکھا۔۔؟؟"۔۔وہ کولر سے گلاس بھرتی بولی۔۔

"اتنے رکھے ہیں۔۔اب تھوڑا بریک، تھک گئی ہوں یار ہمت نہیں ہے"۔۔وہ گلاس لیتی بولی۔۔

"مریم یہ گرم ہے"۔۔وہ گلاس کو مُنہ سے ہٹا کر ناگواری سے بولی تھی۔۔

"اوہ سوری میں بھول گئی تھی۔۔اصل میں کولر شام کو بناتے ہیں رمضان میں، رُکیں میں فریج سے دیتی ہوں"۔۔وہ اُس سے گلاس لے کر شرمندگی سے بولتی فریج سے پانی نکال کر اُسے تھما گئی تھی۔۔

"مریم اِس زمانے میں کولر کون یوز کرتا ہے اب تو ڈسپینسر کا دور ہے۔۔قسم سے آسانی ہوگئی ہے۔۔ تمہیں زین نے بچّے کے علاوہ بھی کوئی ڈھنگ کی چیز تحفے میں دی ہے یا صرف ذمہ داریاں"۔۔وہ صاف سُتھرے گھر کو دیکھتی بولی۔۔

"زین بہت اچھے ہیں نگینہ جی"۔۔وہ ہولے سے بولی تھی۔۔درحقیقت اُسے اُس کا زین کے بارے میں اِس طرح بولنا اچھا نہیں لگا تھا۔۔

"میں بھی کِن باتوں میں لگ گئی۔۔میرے ساتھ پارلر چلو گی۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے ڈوپٹے میں چُھپے وجود کو اُلجھن بھری نظروں سے دیکھتی بولی۔۔

"پارلر۔۔؟؟۔۔نہیں بھئی۔۔میں ان سب سے دور رہتی ہوں"۔۔وہ ڈوپٹہ اُتار کر بولی۔۔

"حُلیہ دیکھا ہے اپنا۔۔؟۔۔یہ بال اتنے لمبے بلکل سیدھے کوئی اسٹائل ہی نہیں ہے"۔۔وہ اُس کے لمبے گھنے چمکیلے بالوں کو دیکھتی حسد سے بولی تھی ہمیشہ کی طرح مریم کی سادگی اُس حسد کو محسوس نہیں کرپائی تھی۔۔وہ ہنسی تھی۔۔

"فِدا ہیں وہ جناب اِن پر"۔۔وہ اِک ادا سے بالوں کو جھٹکا دیتی بولی۔۔

"ہونہہ! یہ مڈل کلاس مرد بس اپنی بیویوں کے لمبے بالوں پر، اچھا کھانا بنانے پر، گھر صاف رکھنے پر، اُن کے بچّے پالنے پر فِدا ہوتے ہیں اور اُن کی معصوم بیویاں اُن کی چالاکی کو نہ سمجھتے ہوئے اُن پر قُربان جاتی ہیں۔۔ارے عقل کی اندھیوں آنکھیں اور دماغ کھولو اور دیکھو سوچو کچھ۔۔وہ تمہارے بالوں پر اِس لیے مرتا ہے تاکہ تم اُس سے پارلر کے، کام والی کے خرچے کی ڈیمانڈ نہ کردو"۔۔وہ حقارت سے بولتی گئ تھی۔۔وہ سُن سی کھڑی رہ گئ تھی۔۔

"زین۔۔زین ایسے نہیں ہیں"۔۔اُس کے گلے سے پھنسی پھنسی آواز نکلی تھی۔۔

"کیا تمہارا دل نہیں کرتا اِن بالوں کو اسٹائل دینے کا، آئی بروز بنوانے کا، فیشل کروانے کا۔۔؟؟ سچ بتاؤ مریم کیا تمہارا دل نہیں کرتا کہ تم خوبصورت دِکھو۔۔؟؟"۔۔اُس کے کھوئے کھوئے خوبصورت چہرے کو ایک نظر دیکھ کر وہ استہزائیہ ہنسی تھی۔۔

"خرچے سے بھاگ رہا ہے بس۔۔ورنہ خوبصورت بیوی کسے نہیں پسند ہوتی۔۔خیر تم پوچھ لینا کل میں ضرور تمہیں لے جاؤں گی پارلر تیار رہنا۔۔"۔۔وہ اُس کے دُھواں دُھواں چہرے پر ایک نظر ڈالتی گھر سے نکلی تھی۔۔

....

"کیا ہوا ہے آج میری مینا کچھ خاموش ہے"۔۔وہ آفس کے آنے کے بعد بھی سارا ٹائم اُس کی خاموشی نوٹ کرتا رہا تھا اور اب تہجُد کے وقت وہ چُپ چاپ اُٹھ کر وضو کر کے نفل پڑھنے لگی تھی۔۔ورنہ وہ کچھ نہ کچھ پڑھنے کے لیے اُس سے پوچھتی رہتی تھی۔۔

"کچھ نہیں!"۔۔خود پر قابو پاتی وہ اُس کو دیکھے بنا بولی تھی۔۔اُس نے شدت سے مریم کے ٹالنے والے انداز کو محسوس کیا تھا۔۔

"میری طبیعت ٹھیک نہیں ہے"۔۔اُس کا لہجہ نم ہوا تھا۔۔

"مومی روزہ رکھ لو گی۔۔؟؟"۔۔وہ رسانیت سے پوچھ رہا تھا۔۔

"جی"۔۔وہ آنسو روکتے بولی۔۔اُس کو مُشکل میں دیکھ کر زین قرآن کھول گیا تھا لیکن اُس کی طرف دیکھنے سے بمُشکل گریز برتا تھا۔۔وہ شام میں اُس سے پوچھنے کا ارادہ رکھتا تھا۔۔

....

"مومی آئسکریم کھاؤ گی"۔۔وہ اُسے کھانے پر باہر لے آیا تھا۔۔ صبح اُس کا اُترا چہرہ، اُس کی آنکھوں میں آنسو دیکھ کر وہ سارا دن بے چین ہوا تھا۔۔ایک بات زین نے نوٹ کی تھی وہ جب سے آیا تھا، وہ سارا وقت مریم کی نظروں کے حصار میں رہا تھا۔۔وہ اُس کے چہرے میں جیسے کچھ کھوج رہی تھی۔۔اُس نے پوچھنا مُناسب نہیں سمجھا تھا۔۔

"زین مجھے سحری بھی کرنی ہے"۔۔وہ اُسے گھور کر بولی تھی وہ ہنسا تھا۔۔وہ ایک کپ پھر بھی لے آیا تھا۔۔

"اُف اپنے سپوت کو دیکھیں"۔۔اُس کے ہنسنے پر وہ علی کی طرف مُتوجہ ہوا تھا جو اپنے ہونٹوں کے ارد گرد لگی آئسکریم کو اپنی ننھی زبان سے چاٹنے کی کوششوں میں تھا۔۔ کبھی زبان کو اوپری ہونٹ کے اوپر ناک کے نیچے پھیرتا کبھی نیچے ہونٹ پر۔۔اِس ساری کاروائی میں وہ بہت پیارا لگ رہا تھا وہ ہنستی چلی گئی تھی۔۔ماں کو ہنستا دیکھ کر علی بھی قہقہے لگانے لگا تھا۔۔اُن کے ہنستے چہروں کو دیکھ کر دل

میں بے ساختہ اُن دونوں کی دائمی خوشیوں کی دعائیں مانگ ڈالی تھیں اُس نے۔۔پھر جیب سے موبائل نکال کر اُس نے خود کو شامل کر کے اُن انمول لمحوں کو قید کیا تھا۔۔اُسے مریم کا موڈ کچھ کچھ بحال لگا تھا۔۔

....

"زین ہم ڈسپینسر لے لیں۔۔یہ کولر اب کون استعمال کرتا ہے۔۔اور آپ کو پتا ہے ڈسپینسر سے اتنی آسانی ہوجاتی ہے اور کین کا پانی بھی صاف ہوتا ہے۔۔علی کے لیے تو یہ نلکے والا پانی ٹھیک بھی نہیں ہے، بوائل کرنے کے باوجود جراثیم ہی ہوتے ہوں گے، اور جب بارش ہوتی ہے تو کیسے پانی گندا آتا ہے"۔۔رات کو وہ جب سونے کو لیٹا تو اُسے اندھیرے میں مریم کی آواز آئی تھی جو اُسے تفصیل سے ڈسپینسر کے فوائد اور نلکے والے پانی کے نقصانات گنوارہی تھی۔۔اُس نے گہرا سانس لیا تھا۔۔تو یہ تھی مُحترمہ کے اُداسی کی وجہ۔۔

"مریم۔۔ہم دو ہی تو لوگ ہیں۔۔اور ساری دُنیا یہی پانی بوائل کر کے پیتی ہے۔۔تم پانی پر سورہ فاتحہ پڑھ لیا کرو، ان شاء اللہ اُس کی برکت سے علی کو یا ہمیں کوئی نُقصان نہیں پہنچے گا"۔۔اُس کی بات پر مریم نے لب بھینچے تھے۔۔

"صاف کہیں ہم ڈسپینسر افورڈ نہیں کرسکتے"۔۔وہ تلخی سے بولی تھی۔۔

"اللہ کا شُکر ہے، وہ ہمیں ٹھنڈا پانی تو دیتا ہے ناں۔۔ابھی نہیں کرسکتے ہوسکتا ہے ہمارے شُکر کو قبول کرتے وہ ہماری جھولی اپنی لازوال نعمتوں سے بھر دے"۔۔اُس نے ہمیشہ کی طرح اُس کی ناشُکری کو

اپنے شُکر سے مٹایا تھا۔۔اور ہمیشہ کی طرح اُس کی بات پر شرمندگی سے مُسکراتے ہوئے اُس کی مان جانے والی مریم آج خفگی سے کروٹ بدل گئی تھی۔۔

اُس کے روّیے پر غور کرتے کرتے وہ نجانے کب سویا تھا۔۔

....

اگلے دن آفس سے واپسی پر وہ ڈسپینسر تو نہیں لا سکا تھا۔۔پر ڈسپینسر میں استعمال ہونے والے منرل واٹر کے دو کین لے آیا تھا۔۔

"یہ کیا ہے زین۔۔؟؟ یہ کس لیے۔۔؟؟"۔۔وہ کین دیکھ کر حیران ہوئی تھی۔۔

"اپنی بیوی کا کہا کیسے ٹال سکتا تھا بھلا۔۔؟؟ مانا کہ زین احمد ابھی ڈسپینسر افورڈ نہیں کرسکتا لیکن صاف پانی تو پلا ہی سکتا ہے ناں اپنی دل کی رانی کو"۔۔وہ اُس کو بازو کے حصار میں لیے بولا ایک دو پل تو وہ کچھ بول ہی نہیں سکی تھی۔۔

شام میں زین نے کولر دھو کر ہمیشہ کی طرح خود سے بنایا تھا پھر اذان ہوتے ہی گلاس بھر کر اُس کے آگے پیش کیا تھا۔۔

"یہ لیجیئے میری جان۔۔ابھی اپنے زین سے یہ تھوڑا قبول کریں، اللہ نے چاہا تو آنے والے دنوں میں آپ کا زین آپ کی ہر جائز خواہش پوری کرنے کی استطاعت رکھے گا"۔۔وہ گنگ ہوئی تھی۔۔زین نے خود سے اُس کے لبوں سے گلاس لگایا تھا، مریم کی آنکھیں چھلکی تھیں۔۔تبھی مریم کی گود میں بیٹھے علی نے پانی پینے کے لیے اُس سے گلاس چھیننا چاہا تھا۔۔

"ارے ارے میرے دل کے شہزادے آپ بھی پیجیئے، آخر آپ کے نام پر تو یہ پانی آیا ہے"۔۔
زین نے گلاس علی کے لبوں سے لگاتے کن انکھیوں سے مریم کو دیکھا تھا وہ جو بھیگی آنکھوں سے اُسے ہی دیکھ رہی تھی ایک دم ہنس پڑی تھی۔۔
زین کو بھیگی بھیگی معصوم سی ہنسی ہمیشہ کی طرح مسرور کر گئی تھی۔۔دل ہی دل میں اللہ کا شُکر ادا کرتا وہ باقی کا پانی پینے لگا تھا۔۔

....

"یہ کیا تم نے ڈسپینسر لے لیا۔۔ویسے تو تم زین کی کم آمدنی کا ذکر کرتی رہتی ہو"۔۔نگینہ کچن میں پڑے منرل واٹر کے کین کو دیکھ کر ماتھے پر بل لاتی بولی۔۔
"نہیں ڈسپینسر کہاں۔۔زین یہ پانی لائے تھے علی کے لیے"۔۔ہمیشہ کی طرح مریم نے اُس کے لہجے پر غور کیئے بغیر علی کے مُنہ میں نوالہ ڈالے کہا تھا۔۔نگینہ ہنسنے پر آئی تو ہنستی چلی گئی تھی۔۔
"مطلب۔۔اب تم اِس سے کولر بناؤ گی"۔۔وہ بمُشکل ہنسی روکتے بولی۔۔مریم نے اُس کے ہنسنے پر حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔
"میں نہیں وہ۔۔ہمیشہ زین ہی بناتے ہیں"۔۔وہ سنجیدگی سے بولی تھی۔۔
"قسم سے کتنی ٹوپیاں پہناتا ہے تمہارا میاں تمہیں"۔۔وہ بول کر پھر ہنسی تھی۔۔مریم نے بمُشکل خود پر قابو پایا تھا۔۔

"لو دیکھو تمہارے میاں کی روز کی اِن نئی نئی ٹوپیوں میں میں اپنی بات تو بھول ہی گئی۔۔میرے ساتھ بازار چلو پلیز مریم، کل ہماری اینورسری ہے۔۔پلیز یار"۔۔اُس کی مِنتوں پر مریم کو مانتے ہی بنی تھی۔۔

"میں زین کو کال کرلوں"۔۔اُس نے موبائل ہاتھ میں لیا تھا

"ارے یار ایک گھنٹے میں آجائیں گے پلیز، تم بس عبایا پہن لو جاؤ جلدی"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے موبائل اُسے کمرے کی طرف دھکیلتی بولی۔۔وہ عبایا پہنتے باہر آئی تھی۔۔علی کو وہ کھانا کھلا چکی تھی۔۔ اب اُس کے سونے کا ٹائم تھا۔۔اُس کو نیچے خالہ کو دینا تھا اگر زین گھر پر نہ ہوتا وہ سنبھال لیتی تھیں جب بھی اُسے کہیں جانا ہوتا۔۔

"لیکن میں اِس طرح زین کو بتائے بغیر۔۔"۔۔اُسے کوئی موقع دیئے بغیر نگینہ اُسے ہاتھ سے پکڑ کر لے گئی تھی۔۔

"ہر کام شوہر سے پوچھ کر کروگی تو سر چڑھ جائے گا وہ"۔۔اُس کا موبائل صوفے پر پڑا رہ گیا تھا۔۔ اور شاید زندگی میں پہلی بار وہ زین سے پوچھے بغیر گھر سے باہر نکلی تھی۔۔

....

وہ اُسے بازار کے بجائے پارلر لے آئی تھی۔۔اور اُس کی بات پر مریم کے ہاتھوں کے طوطا مینا سب ہی اُڑے تھے۔۔

"نہیں نگینہ جی۔۔زین بہت خفا ہوں گے۔۔جان سے مار دیں گے وہ مجھے"۔۔وہ روہانسی ہوئی تھی۔۔

"تم پاگل ہو مریم، اتنا ڈرتی ہو تم اُس سے شکل دیکھو اپنی"۔۔وہ اُسے کیا بتاتی وہ زین کا ڈر نہیں اُس کی مُحبت تھی کہ وہ آج تک ٹرمنگ (نوکیں کٹوانے) کے علاوہ اپنے لمبے خوبصورت سلکی بالوں کو چھیڑ نہیں پائی تھی۔۔اور اب نگینہ نے ڈھائی ہزار کی سلپ اُس کے ہاتھوں میں تھمائی تھی۔۔

"یار لئیرز بہت اچھے لگے گے تم پر، ٹرائی تو کرو"۔۔نگینہ نے اُس کی ایک نہیں سُنی تھی۔۔جب پارلر والی لڑکی نے اُس کے بالوں میں کنگھا پھیرا تھا۔۔

"اُف ماشاء اللہ اتنے پیارے بال"۔۔اُس کی بات پر مریم نے ایک نظر سامنے کے شیشے میں نظر دوڑائی تھی۔۔پیچھے لگے شیشے کی وجہ سے اُسے سامنے شیشے میں اپنی پُشت پر بکھرے بال نظر آئے تھے

"نگینہ جی۔۔نہیں میں۔۔"۔۔وہ نگینہ کی طرف مُڑی تھی۔۔

"مریم ایک نظر اِن حسین لڑکیوں کو دیکھو اور اپنے آپ کو دیکھو، خوبصورت دکھنا ہر عورت کا حق ہے"۔۔اُس کی بات پر اُس نے سامنے لڑکیوں کے خوبصورت اسٹائل میں شولڈر کٹ بالوں کو دیکھا تھا۔۔نگینہ کے اشارے پر پارلر والی لڑکی نے اُس کی آگے کی لٹ کو کاٹا تھا۔۔تبھی کسی نے نگینہ کو فیشل کے لیے بُلایا تھا

"ٹرسٹ می زین تمہیں دیکھ کر دیوانہ ہوجائے گا"۔۔وہ اُس کے کان میں بولی تھی۔۔پھر ایک آخری حسد بھری نظر اُس کے لمبے سلکی خوبصورت بالوں پر ڈالی تھی۔۔

"ہونہہ۔۔اب آئے گا مزہ۔اِدھر Rapunzel کے بال کٹے اُدھر شہزادے کی مُحبت گئی"۔۔وہ حقارت سے ہنستی ایک کمرے میں غائب ہوئی تھی۔۔

"آپ کے اتنے پیارے بال ہیں اتنے شورٹ کرنے کا میرا بلکل بھی دِل نہیں ہے پر جیسے آپ کی مرضی"۔۔وہ اُس کے آگے کے بالوں کو خوبصورتی سے لئیرز میں کاٹتے بولی۔۔اُس کی بات مریم کو تڑپا گئی تھی

"کک۔۔کیا مطلب۔۔کت۔۔کتنے چھوٹے۔۔؟"۔۔اُس نے دھڑکتے دل اور سفید ہوتے چہرے سے پوچھا تھا۔۔

"ارے وہ جو آپ کے ساتھ آئی ہیں ناں اُنہوں نے بلکل شولڈر سے تھوڑے نیچے کی لینتھ کہی ہے"۔۔وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"بلکل بھی نہیں، چھوڑیں میرے بالوں کو مجھے نہیں کٹوانے"۔۔مارے خوف کے اُس کی آنکھوں سے آنسو بہہ نکلے تھے۔۔

"دیکھیں میم۔۔ریلیکس آپ جتنی لینتھ کہیں گی میں اُتنی کردوں گی پر آپ یوں بیچ میں چھوڑ کر نہیں جائیں میرا یقین کریں، دیکھیں میں نے ابھی تک آپ کی لمبائی کو چُھوا تک نہیں، آپ پلیز روئیں نہیں"۔۔اُس کے رونے پر وہ خود ہڑبڑائی تھی۔۔

"زین۔۔میرے شوہر۔۔بہت نا۔۔ناراض ہوجائیں گے۔۔اُن کو نن۔۔نہیں پت۔۔پتا"۔۔وہ سسکیاں روکتے بمشکل بولی تھی۔۔

"اچھا میرا اعتبار کریں میں بس آگے سے تین لانگ لئیرز سیٹ کر دیتی ہوں اور پیچھے سے ایک انچ ٹرمنگ کردوں گی تا کہ فریش لُک آجائے، پھر آپ سے وہ خفا ہو ہی نہیں سکیں گے"۔۔اُس کی بات

پر مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔پر پورا وقت وہ اپنے آنسو نہیں روک پائی تھی۔۔زین سے بے وفائی کی تھی اُس نے۔۔

"یہ دیکھیں کتنی پیاری لگ رہی ہیں آپ اور لینتھ چیک کریں اپنی"۔۔اُس لڑکی نے اُس کے سلکی بالوں کو سائیڈ کی مانگ نکالتے دونوں سائیڈ سے چھینکنے کے اسٹائل میں آگے کیے تھے۔۔اُس نے نگاہ اُٹھائی تھی۔۔وہ بِلاشُبہ پہچانی نہیں جارہی تھی۔۔

"ٹھیک ہے ناں میم۔۔؟؟"۔۔وہ لڑکی بھی خوشی سے پوچھ رہی تھی۔۔مریم کو لینتھ دیکھ کر اطمینان ہوا تھا۔۔ڈیڑھ انچ ہی بال کٹے تھے پیچھے سے، اُتنے تو وہ ہر تین مہینے بعد نِدا سے کٹواتی رہتی تھی۔۔ آگے سے تین لمبی لٹیں تھیں جس کی شروعات کانوں کے پاس سے ہورہی تھی جو کہ اب چہرے پر جھولتی بہت بھلی معلوم ہورہی تھی۔۔اُس کے باوجود زین کا سوچ کر اُس کا دل دھڑکے جارہا تھا

"میم آپ یہاں چئیر پر بیٹھ جائیں"۔۔اب دوسری لڑکی نے اُسے کُرسی پر بیٹھنے کو کہا تھا۔۔وہ اپنے خیال میں بیٹھ گئی تھی

"ویسے میم آپ کو بلیچ کی ضرورت تو نہیں ہے، آپ کا چہرہ تو آلریڈی کلئیر ہے"۔۔وہ پیالے میں چمچ ہلاتی بولی۔۔بلیچ کی تیز کمیکل کی بُو اُس کے نتھنوں سے ٹکرائی تھی۔۔وہ ایک دم سیدھی ہوئی تھی۔۔

"تم بلیچ لگا رہی ہو۔۔دو منٹ دے دو میں پہلے اِن کی آئی بروز بنا دوں ویسے تو سیٹ ہی ہیں"۔۔اُن کی باتوں پر اُس کا دل اب کے بلکل ہی بیٹھ گیا تھا اُس کے ذہن میں زین کے الفاظ گونجے تھے۔۔

"میری بات سُنو مریم کبھی بھی آئی بروز بنوانے کی غلطی نہیں کرنا، سخت گُناہ ہے اور میری بات کا یقین کرو تمہیں ضرورت بھی نہیں ہے"۔۔وہ اُس کی قدرتی طور پر بنی بھنوؤں کو دیکھ کر کہتا تھا۔۔وہ ایک دم اُٹھی تھی۔۔

"ارے میم آپ آرام سے بیٹھ جائیں بلکہ میں پہلے بلیچ ہی لگا۔۔"۔۔وہ بیلچ سے لبریز برش اُٹھا کر لگانے ہی کو تھی جب اُس نے تیزی سے بات کاٹی تھی۔۔

"نن۔۔نہیں میرا بچّہ رو رہا ہو گا۔۔مجھے جانا ہے"۔۔وہ جلدی سے اپنا عبایا اُٹھانے بڑھی تھی۔۔آنسو تواتر سے جاری تھے۔۔

"میم۔۔آپ کا بے بی۔۔مطلب آپ تو خود ابھی اتنی چھوٹی ہیں"۔۔اُن میں سے ایک بولی تھی پھر دونوں نے ہی اُس کے کم سن سے نازک سراپے کو دیکھا تھا۔۔وہ اپنا عبایا پہنتی باہر نکلی تھی۔۔

وہ کبھی اکیلی باہر نہیں گئی تھی شادی سے پہلے ہمیشہ اُس کے بھائی نے یہ ذمہ داری اُٹھائی تھی شادی کے بعد پھر زین۔۔اُس کا دل کیا وہ بیچ سڑک پر بیٹھ کر دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔

پاس سے گزرتے رکشے کو روک کر گھر کا پتا بتا کر وہ بیٹھ گئی تھی۔۔دل ہی دل میں آیۃ الکرسی کا ورد کرتے اُس نے راستوں کو دھیان میں رکھا تھا۔۔پندرہ منٹ کے بعد رکشہ اُس کے فلیٹ کے آگے رُکا تھا۔۔سو رُوپیہ کرایا بنتا تھا، اُس کی ہونق شکل دیکھ کر رکشے والے نے اُسے ایک سو اسّی مانگے تھے اُسے دو سو پکڑائے وہ تیزی سے فلیٹ کے اندر بھاگی تھی۔۔رکشے والے نے حیرت سے اُس پاگل لڑکی کو دیکھتے رکشہ آگے بڑھایا تھا۔۔

علی کو لینے کے لیے اُس نے خالہ کے دروازے کی بیل بجائی تھی۔۔اُس کا سانس ابھی بھی بے ترتیب تھا دل میں زین کا خوف مارے ڈال رہا تھا پر جو خبر خالہ نے سُنائی اُس کی ٹانگوں نے اُس کا بوجھ اُٹھانے سے انکار کیا تھا۔۔

"بیٹا تم کیا زین کو بتا کر نہیں گئی تھی۔۔؟؟۔۔یہ میرا نالائق بیٹا آتے ہی اتنی زور سے چیخا کہ علی ڈر کر اُٹھ گیا پھر تو سمجھو ہاتھوں سی ہی نکل گیا تمہارا بیٹا۔۔فون بھی نہیں لے گئی تھی تم اپنے ساتھ"۔۔

مریم نے کانپتا ہاتھ اپنے سر پر رکھا تھا۔۔

"آئی ایم سوری بھابھی مجھے پتا نہیں تھا۔۔وہ سنبھل ہی نہیں رہا تھا، مجبوراً مجھے بھائی کو کال کرنی پڑی"۔۔سلمان شرمندگی سے بولا تھا۔۔اُس کا دل دھک سے رہ گیا تھا۔۔

....

وہ بمشکل اپنے کانپتے وجود کا بوجھ اُٹھائے سیڑھیاں چڑھتی اُوپر آئی تھی۔۔دروازہ کُھلا تھا۔۔

"بس میری جان۔۔لو پانی پیو۔۔نہیں پینا، اچھا یہ کُھچڑی۔۔"۔۔علی کی سسکیاں اور زین کے بہلانے کی آواز پر اُس نے اپنی آنکھیں میچی تھیں پھر ڈرتے ڈرتے دروازے کے اندر قدم رکھا تھا۔۔وہ اُسے کندھے سے لگائے اِدھر اُدھر ٹہل رہا تھا چہرے سے بے بسی تھکن واضح تھی نڈھال سے سات ماہ کے علی کا رونا اب سسکیوں میں بدل چُکا تھا۔۔جو کہ اُسی کے لیے رو رہا تھا۔۔

وہ تڑپ کر آگے بڑھی تھی۔۔

"مجھ۔۔مجھے دیں"۔۔زین نے ایک جھٹکے سے پلٹ کر اُسے دیکھا تھا وہ ہاتھ بڑھائے کھڑی تھی۔۔

ایک دو پل زین اُسے دیکھتا رہا تھا۔۔کیا تھا اُن آنکھوں میں مریم نے نظریں چُرائی تھیں۔۔وہ دونوں

چونکے تو تب جب علی نے ماں کو دیکھتے اپنے ننھے ہاتھ اُس کی طرف بڑھاتے دوبارہ رونا شروع کیا تھا۔۔

زین نے خود پر ضبط کر کے اُسے اُس کے ہاتھوں میں تھمایا تھا۔۔وہ ماں کے سینے سے لگا پھر مارے دُکھ کے ہچکیوں سے رو دیا تھا۔۔

"میلا بچّہ۔۔ماما گندی ہیں ناں۔۔اپنی جان کو رُلایا"۔۔وہ خود بھی روتے ہوئے اُسے بے تحاشہ چُومنے لگی تھی۔۔زین ایک لفظ بھی بولے بغیر ایک جھٹکے سے پلٹ کر اندر گیا تھا۔۔وہ اُس کے پیچھے گئی تھی۔۔

وہ سپاٹ و سنجیدہ چہرے کے ساتھ اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا۔۔اُس کے تیور مریم کی جان نکالنے کے درپے تھے۔۔وہ کچھ کہتا تو، لیکن اُس کی خاموشی اُس کے شدید ناراضگی کی نشانی تھی، مریم کے اندر کا خوف بڑھتا جارہا تھا۔۔

اُس نے علی کو بیڈ پر بٹھا کر اپنا عبایا اُتارا تھا اُس نے دوبارہ رونا شروع کیا تھا۔۔مریم کی نظریں زین پر ہی تھیں جو شرٹ اُتار کر بغیر دیکھے ایک طرف پھینک چُکا تھا، پھر الماری سے اپنے آرام دہ شلوار قمیض نکالنے لگا۔۔اُس کا چہرہ اُس کے تیور مریم کے دل کو جکڑ رہے تھے جیسے۔۔وہ بیڈ پر بیٹھ کر علی کو گود میں لیے اُسے فیڈ کروانے لگی تھی، پر نگاہیں اُس کے چہرے پر ہی تھیں، اُس نے اسکارف اُتارنے کی غلطی ہرگز نہیں کی تھی۔۔

وہ اُس پر نگاہ ڈالے بغیر واش روم میں بند ہوا تھا۔۔علی ماں کی گود میں اب پُر سکون سا دوبارہ سونے کی تیاری میں تھا۔۔مریم نے اُس کا ننھا پاؤں اپنی مُٹھی میں لیے چُوما تھا۔۔

وہ چار پانچ منٹ سے زین کے روّیے کے بارے میں سوچتی علی کے مُختلف نقوش کو چُوم رہی تھی جو کہ اب سوچُکا تھا۔۔وہ اُسے بیڈ پر لٹا رہی تھی، تبھی دروازہ کھول کر تولیے سے سر رگڑتا وہ باہر آیا تھا۔۔تولیا کُرسی پر پھینکتا وہ گیلے بالوں میں ہاتھ چلاتا اپنی سائیڈ پر آ کر دراز ہوا تھا پھر نرمی سے بیٹے کے گال چومتا وہ اُسے دیکھے بغیر کروٹ بدل کر سونے لگا تھا۔۔اُس کی بےاعتنائی پر مریم کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔وہ کچھ پل اُس کے گیلے بےترتیب بالوں کو دیکھتی اُٹھ کر باہر آئی تھی۔۔

....

دونوں نے خاموشی سے افطاری کی تھی۔۔زین اُس کی گود میں بیٹھے علی کا گال چومتا نماز کے لیے نکل گیا تھا۔۔اُس کا دل ٹوٹا تھا۔۔ایسا اُس نے آج تک نہیں کیا تھا، پر آج ایسا کر کے زین نے اُس پر واضح کیا تھا کہ مریم کی آج کی حرکت بہت ہی غلط تھی۔۔اُس کی آنکھیں پھر سے بھیگی تھیں۔۔

وہ ڈوپٹے کو کس کر سر پر لیے ہوئے تھی۔۔وہ بیس منٹ بعد آیا تھا۔۔وہ اُس کے لیے پانی لے آئی تھی۔۔اُس نے چُپ چاپ اُس کے ہاتھ سے پانی کا گلاس لے لیا تھا۔۔جب نیچے بیٹھے علی نے اُس کی ٹانگوں کو پکڑ کر اُسے اپنی طرف مُتوجہ کیا تھا کہ اُسے بھی پانی پینا ہے۔۔

وہ اُس کو اُٹھانے فوراً سے آگے بڑھ کر جُھکی تھی بےدھیانی میں اُس کا ڈوپٹہ سر سے سرکا تھا۔۔پر زین نے علی اور اُس کے بیچ میں ہاتھ لا کر اُسے روکا تھا۔۔پھر ایک اچٹتی سی نگاہ اپنے قریب اُس کے چہرے پر ڈالتا وہ جی جان سے ٹھٹکا تھا۔۔وہ سیدھی ہوئی تھی۔۔

اُس نے گلاس علی کے لبوں سے لگایا تھا۔۔ایک دو پل اُن باپ بیٹے کو دیکھتی وہ گہرا سانس لیے پلٹی تھی۔۔لیکن پھر زین کی آواز پر ٹھٹک کر رُک گئی تھی۔۔

"تم آج کہاں گئی تھی مریم۔۔؟؟"۔۔زین کا ازحد سنجیدہ لہجہ۔۔وہ پتھر کی ہوئی تھی۔۔وہ دھیرے سے پلٹی تھی۔۔وہ سینے پر بازو باندھے اُس پر نگاہیں جمائے ہوئے تھا۔۔

"با۔۔بازار۔۔لیکن نگ۔۔نگینہ "۔۔وہ ہکلائی تھی۔۔زین نے ایک ہاتھ اُٹھا کر اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"مریم مجھ سے جھوٹ بولنے کی کوشش مت کرنا، میں نے زندگی میں کسی چیز سے نفرت نہیں لیکن جھوٹ، جھوٹ نہیں ہوتا مجھ سے برداشت۔۔"۔۔وہ بہت ٹھہر ٹھہر کر بولتا ایک ایک قدم بڑھاتا اُس تک آیا تھا۔۔مریم کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

"نن۔۔نہیں زین۔۔نگینہ نے کہا تھا بازار جانا ہے، لیکن وہ مجھے پا۔۔"۔۔اُس نے تیزی سے بھیگے لہجے میں اپنی بات مُکمل کرنی چاہی تھی جب زین کی اگلی حرکت اُس کے ہوش اُڑا گئی تھی۔۔

"تم بازار نہیں پارلر گئی تھی مریم۔۔"۔۔اُس نے طیش میں آکر اُس کے سر سے ڈوپٹہ کھینچا تھا۔۔اُس کی آگے کی کٹی لٹیں کیچر میں جکڑیں ہونے کے باوجود بکھری تھیں۔۔زین نے دُکھ اور افسوس بھری نظر اُس کے کانوں کے پاس کٹی اور اُس سے تھوڑا نیچے لہراتی لٹوں کو دیکھا تھا۔۔وہ رودی تھی۔۔

"زین میری بات سُنیں میں یہی بتانے۔۔"۔۔زین نے زور سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"پتا ہے کیا مریم۔۔"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا رُکا تھا۔۔

"زین وہ مجھ۔۔مجھے زبردستی"۔۔مریم نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلاتے اُس کا ہاتھ تھامنا چاہا تھا۔۔

علی نیچے بیٹھا اُن دونوں کے چہروں کو دیکھ رہا تھا۔۔اپنی سات ساڑھے سات ماہ کی زندگی میں پہلی بار وہ ماں باپ کا ایسا روّیہ دیکھ رہا تھا۔۔

"تم نے میرا مان توڑ دیا"۔۔زین نے اُس کی گرفت سے ایک جھٹکے سے اپنا ہاتھ چھڑایا تھا۔۔پھر اُس کا ڈوپٹہ صوفے پر پھینکتا کمرے میں چلا گیا تھا۔۔

علی نے گردن موڑ کر اور اُس نے برستی آنکھوں سے اُسے جاتا دیکھا تھا، پھر ماں کو دیکھا تھا جو بے تحاشہ رو رہی تھی۔۔ماں کو روتا دیکھ کر اُس نے اپنے ہونٹ نکالے تھے۔۔

مریم اچانک پلٹ کر بھاگتی ہوئی اپنی ساس کے کمرے میں بند ہوئی تھی۔۔وہ جو پہلے ہی اُن دونوں کے لڑنے پر سہم سا گیا تھا، اُس پر مریم کو روتے دیکھ کر اپنا رونے کا پروگرام بنا چُکا تھا، اُس کو بھی وہاں سے جاتا دیکھ کر اُس نے رونا شروع کیا تھا۔۔باری باری دونوں کے کمروں کو دیکھتا وہ دُکھ اور اُمید سے رو رہا تھا۔۔

بیڈ پر اوندھے مُنہ پڑی مریم نے بمُشکل خود کو اُٹھنے سے باز رکھا تھا۔۔جبکہ اندر اپنے کمرے میں لیٹے زین نے دو تین پل اُس کے باہر آنے کا انتظار کیا تھا لیکن پھر تیزی سے اُٹھ کر باہر آیا تھا، جہاں وہ بلک بلک کر روتا گھٹنوں کے بل اپنی دادی کے کمرے کی طرف بڑھ رہا تھا۔۔زین نے تاسُف بھری نظر کمرے کے بند دروازے پر ڈالی تھی پھر آگے بڑھ کر اُسے سینے سے لگایا تھا۔۔وہ اُسے گھر سے باہر نیچے لے گیا تھا۔۔

....

اُس کے ایک ہاتھ میں بسکٹ کا پیکٹ اور دوسرے ہاتھ میں چاکلیٹ تھی۔۔جب کے وہ زین کے ہاتھ پر بندھے غُبارے کو دیکھ دیکھ کر قہقہے لگا رہا تھا۔۔کچھ پل تو وہ سب کچھ بھول کر ہنستا کھیلتا رہا تھا لیکن پھر اچانک اُسے اپنی ماں یاد آئی تھی۔۔رات کو ویسے بھی اُسے ماں چاہیئے ہوتی تھی۔۔اُس کا

خراب ہوتا موڈ دیکھ کر اُس نے گھر کی طرف قدم بڑھائے تھے۔۔تبھی عشاء کی اذان بھی ہوئی تھی۔۔

اُس کے قدموں میں تیزی آئی تھی ویسے ہی علی کی بیزاری میں بھی تیزی آئی تھی۔۔باپ کے کندھے سے چہرہ رگڑتے وہ رونے کی تیاریوں میں تھا

"مم۔۔"۔۔اُس نے پہلے بسکٹ زمین پر پھینکے تھے پھر چاکلیٹ۔۔

"کچھ بھی کرلو صاحب مجھے اب صرف اپنی ماں چاہیے"۔۔مطلب صاف تھا۔۔زین نے جُھک کر دونوں چیزیں اُٹھا کر اپنی جیب میں رکھی تھیں۔۔

"ہونا اپنی ماں کے بیٹے"۔۔دائیں بائیں سر ہلاتا وہ احتیاط سے اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

....

"دروازہ کھولو، اِسے لے لو رو رہا ہے یہ"۔۔وہ دو تین منٹ سے دروازہ بجا رہا تھا پر وہ کھول کر ہی نہیں دے رہی تھی۔۔ علی جو پہلے اُمید سے بند دروازے کو دیکھ رہا تھا اب اُس نے رونا شروع کردیا تھا۔۔

"مریم!!!۔۔"۔۔اُس نے اب زور سے دروازے پر ہاتھ مار کر سختی سے پُکارا تھا۔۔

"مم۔۔مم۔۔"۔۔ علی کی مم مم شروع ہوچکی تھی۔۔اُس کی جماعت نکل گئی تھی۔۔زین نجانے کیسے خود پر ضبط کیے ہوئے تھا۔۔

"کچھ تو رحم کرو یار، آج سارا دن رویا ہے یہ"۔۔اُس کے جھنجھلا کر بولنے پر دو تین سکینڈ میں دروازہ کُھلا تھا۔۔سُرخ انگارہ بے تحاشہ رونے سے سوجی آنکھیں، بکھرے بال۔۔زین کے دل کو کچھ ہوا تھا۔۔

اِس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا وہ اُس کے ہاتھ سے علی کو لیتی ایک جھٹکے سے پلٹی تھی۔۔لمبے سلکی بال جو کم و بیش لمبائی میں ایک ڈیڑھ انچ ہی کم تھے، وہ بُری طرح چونکا تھا۔۔

"لیکن اُس وقت تو کندھے سے نیچے تھے مطلب سارے ہی بال غائب تھے اب یہ کہاں سے آئے"۔۔وہ بے حد اُلجھتا اور بڑبڑاتا ہوا اُس کے پیچھے چلتا ہوا آیا تھا۔۔

"آپ کو مجھ پر غصّہ کرنے سے فرصت ملتی تو دیکھتے ناں۔۔میری بات بھی نہیں سُنی"۔۔اُس کی آواز بھرائی تھی۔۔

اُس نے علی کو گود میں لٹایا تھا۔۔ماں کی گود میں آتے ہی وہ پُرسکون ہوا تھا۔۔جبھی وہ دھیرے دھیرے قدم اُٹھاتا اُس کے سامنے آ بیٹھا تھا۔۔اُس نے خفگی سے چہرہ دوسری طرف پھیرا تھا۔۔زین نے ایک بھرپور نظر اُس کے روٹھے روٹھے خوبصورت چہرے پر ڈالی تھی۔۔پھر نرمی اور مُحبت سے اُس کے پُشت پر بکھرے بالوں کو اپنے سامنے کر گیا تھا۔۔

بالوں کی خوبصورتی سے کٹی لٹیں اُس کے من موہنے چہرے کو مزید اچھوتی معصومیت دے گئے تھے۔۔

بِلاشبہ وہ زین کے دل کے تار چھیڑ گئی تھی۔۔

"یار مانتا ہوں میں کچھ زیادہ ہی ڈانٹ گیا تھا"۔۔وہ بے بسی سے بولا تھا

"آپ نے مجھے کہا میں نے آپ کا مان توڑا ہے"۔۔وہ ہنوز اُسے دیکھے بغیر روٹھے روٹھے بھیگے لہجے میں بولی۔۔

"تم نے مجھ معصوم کو دو بڑے جھٹکے دیئے ہیں، اب اتنا غصّہ تو میرا بھی بنتا تھا ناں"۔۔وہ اُس کی لٹ کو اپنی اُنگلی پر لپیٹتا بولا۔۔

"میری مرضی نہ آپ کو بتائے بغیر جانے میں تھی، نہ ہی بال کٹوانے کی۔۔آپ کو پتا ہے ناں میں یہ دونوں کام اپنی مرضی سے تو کبھی نہیں کرسکتی تھی۔۔نگینہ جی مجھے زبردستی لے گئی تھیں۔۔"۔۔وہ اب اُسے دیکھ کر رو دی تھی۔۔زین نے گہرا سانس لے کر اپنی پیاری سے بیوی کو بے بسی سے دیکھا تھا۔۔

"یہ ظلم نہیں کرو مجھ پر موی"۔۔زین نے اُس کے آنسو صاف کیے تھے۔۔

"مطلب دونوں طرف سے مُحترمہ کی اپنی غلطی نکلتی ہے پھر بھی کتنی صفائی سے خود کو بچا کر سارا الزام میرے ڈاٹنے پر رکھ گئی ہے"۔۔وہ یہ سب بول کر اپنی شامت بُلوانا نہیں چاہتا تھا، اپنی ہی سوچ پر وہ ہنسا تھا۔۔

"اچھا بھئی سارا قصور نگینہ کا بس"۔۔وہ صلح جو انداز میں بولا۔۔

"اُن کا کیوں آپ کا۔۔آپ نے ڈانٹا ہے مجھے اتنی بُری طرح، اُنہوں نے نہیں"۔۔اُس کی خفگی بھری دھونس پر وہ زور سے ہنس کر کھڑا ہوا تھا۔۔

"اچھا بھئی اپنی بیوی کو منانے کا بھی کچھ سوچتا ہوں، ابھی تو عشاء پڑھ لوں، آپ دونوں ماں بیٹے نے میری جماعت نکال دی ہے"۔۔وہ اُس پر ایک بھرپور نظر ڈالتا بولا، اُس کی پہلی بات اور نظروں سے ہمیشہ کی طرح مریم کا دل دھڑکا تھا۔۔

"کوشش بھی مت کیجیئے گا مجھے منانے کی۔۔میں اِس بار بہت خفا ہوں"۔۔وہ آنکھیں چُرا کر بولی تھی وہ قہقہہ لگا گیا تھا، اپنی ہی بات پر وہ جھینپی تھی۔۔

اُس کے زور سے ہنسنے پر مریم کی گود میں لیٹے علی نے اپنے چہرے سے اُس کی قمیض کا دامن ہٹا کر اپنا سر نکالا تھا پھر زین کو دیکھ کر زور سے ہنستا ہوا دوبارہ سر اُس کے دامن میں چُھپایا تھا۔۔علی کا پیٹ بھرا تو اُس کا موڈ خوشگوار ہوا تھا۔۔

"میرے دل کے ٹکڑے کا کھیلنے کا موڈ ہے"۔۔وہ اُس کے دامن میں سے علی کا چہرہ نکالتا بولا تھا وہ کھلکھلا کر ہنسا تھا زین نے جُھک کر اُس کے چھوٹے سے عُنابی لب چُومے تھے پھر کھڑے ہوتے ہوئے اُس کے ساتھ بھی گُستاخی کر گیا تھا۔۔

"فری مت ہوں مجھ سے"۔۔وہ سُرخ چہرے کے ساتھ اُس کے شانوں پر ہاتھ رکھتی اُسے خود سے ہٹاتی بولی تھی۔۔وہ ہنستا ہوا سیدھا ہوا تھا

"اوکے پارٹنر، اپنی مما کو تنگ کرو اب بابا نماز پڑھ لیں"۔۔وہ اُس کو شرارتی نظروں سے دیکھتا اُس کا دل دھڑکاتا اپنے کمرے میں چلا گیا تھا۔۔

....

وہ سارا وقت روٹھی روٹھی ہی رہی۔۔زین نے ایک دو بار کوشش کی اُس سے بات کرنے کی پر وہ مُنہ سیئے بیٹھی رہی۔۔لیکن ایک بات زین کی آنکھوں نے اُسے بتا دی تھی کہ وہ اِس نئے اسٹائل میں اُسے بہت پیاری لگی تھی۔۔

لیکن وہ زین کے خود کو بُری طرح ڈانٹنے پر اُس کو اتنی آرام سے بخشنے پر راضی نہیں تھی۔۔وہ فجر کی نماز پڑھ کر حسبِ عادت سونے چلی گئی تھی۔۔

"چل بیٹا زین احمد آج کا پورا روزہ تو گیا ایسے ہی۔۔"۔۔وہ گہرا سانس لیتا قُرآن کی طرف مُتوجہ ہوا تھا۔۔

....

"سر مجھے نہیں پتا یہ میری دراز میں کیسے آئے، میں نے نہیں اُٹھائے"۔۔وہ گھبرائے بغیر بولا۔۔

"سر ہر چور یہی کہتا ہے"۔۔ سُمیر نے اُس پر ایک استہزائیہ نظر ڈال کر کہا۔۔فیصل حیات بے یقینی سے کبھی میز پر رکھے پچاس ہزار کو دیکھ رہے تھے کبھی زین احمد کے چہرے کو۔۔

سارا اسٹاف جمع تھا اور سب کی نظریں زین احمد پر تھیں جس کی میز کی دراز سے وہی پچاس ہزار نکلے تھے جو کل اُن کا ڈرائیور چیک کیش کروا کر اُن کے کمرے میں لے آیا تھا اُس وقت کمرے میں اُن کے ساتھ زین ہی تھا۔۔

"بکواس بند۔۔۔"۔۔زین نے بمشکل خود کو کچھ ایسا بولنے سے باز رکھا تھا جس سے اُس کا روزہ فسق ہو جاتا۔۔

"دیکھو میں روزے سے ہوں اِس لیے تم چُپ ہو جاؤ، میں سر سے بات کر رہا ہوں"۔۔وہ سُمیر کی طرف دیکھتا ہاتھ اُٹھا کر بولا تھا۔۔

"واہ واہ یہ جناب روزے میں ایسا ویسا بولنے سے پرہیز کرتے ہیں، لیکن مُنہ بند کر کے چوری کر سکتے ہیں"۔۔سُمیر کی بکواس پر اُس نے خون کے گھونٹ پی کر خود پر ضبط کیا تھا۔۔

"دیکھیں سر آپ تو مجھے جانتے ہیں ناں، میں ایسا گھٹیا کام کرنے سے پہلے موت قبول کرلوں گا"۔۔وہ خود پر ضبط کرتا بولا تھا۔۔

"سر جِس وقت انعام آیا تھا آپ کو کیش دینے اُس وقت کون تھا آپ کے ساتھ کمرے میں۔۔؟؟"۔۔عظیم صاحب نے معاملہ سنبھالنا چاہا تھا۔۔یہ جانے بغیر کے اِس سوال کا جواب زین احمد کو مزید مُجرم ثابت کر جائے گا۔۔

"زین۔۔زین احمد"۔۔وہ بغیر توقف کے بولے تھے۔۔

"ہاں میں تھا سر کے ساتھ، انعام نے کہا تھا کہ وہ پچاس ہزار لایا ہے گِن کر، پھر سر نے وہ پیسے وہیں رکھے تھے جہاں وہ اتنے سالوں سے رکھتے آ رہے ہیں، کبرڈ میں سب سے اُوپر دراز میں"۔۔وہ بغیر گبھرائے بولا تھا۔۔لہجے کی پُختگی اُس کا اعتماد ظاہر کر رہا تھا۔۔

"سر اور کیا ثبوت چاہیئے ہو گا آپ کو زین یہ تک جانتا ہے کہ آپ پیسے کہاں رکھتے ہیں، اور اتنے سالوں سے پتا نہیں کتنے پیسوں کی ڈنڈی مار گیا ہو گا یہ"۔۔اب کے فارحہ نے اُس سے بدلہ لیا تھا۔۔ جو کہ اُس سے دوستی کرنے کی خواہاں تھی۔۔زین کو اُس میں کوئی دلچسپی نہیں تھی۔۔

"مِس فارحہ آپ۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ کچھ کہتا فیصل حیات نے اُس کی بات کاٹی تھی۔۔

"زین میں نے تمہیں اپنے بچّوں جیسا سمجھا اور تم۔۔ تمہیں ضرورت تھی مانگ لیتے"۔۔فیصل حیات کی زبان سے ادا ہونے والے الفاظ زین احمد کو کوڑے کی مانند لگے تھے۔۔اُس نے تڑپ کر اُن کی طرف دیکھا تھا، جہاں صاف لکھا تھا وہ اُسے مُجرم گردان رہے تھے۔۔ایک دو پل کے لیے وہ کچھ بول ہی نہیں پایا تھا۔۔جب بولا تو لہجہ نم پر مضبوط تھا

"سر مجھے کوئی عار نہیں یہ کہنے میں کہ آج میں یہاں دُنیا کے سامنے اِس مُقام پر ہوں تو اِس کی وجہ میرے باپ کے بعد آپ ہیں۔۔وہ میرے باپ تھے اُن کا فرض تھا، پر آپ نے بغیر کسی غرض کے مجھ پر نظرِ کرم کی، یہ دراصل اللہ کا ہی مجھ پر کرم تھا کہ اُس نے آپ کے دل میں میرے لیے نرمی رکھی، میں نے ہمیشہ آپ کو اپنے باپ جیسی عزت دی ہے۔۔آپ سے غداری نہ کبھی کی ہے نہ کبھی سوچ سکتا ہوں"۔۔اُس نے بولتے ہوئے اپنا موبائل اُٹھا کر جیب میں رکھا تھا پھر اپنی جیب سے والٹ نکالتا اُن کے سامنے کھول گیا تھا۔۔

"چیک کر لیں سر، خالی ہے، یہ ایک پانچ سو اور کچھ سو سو کے نوٹ ہیں"۔۔وہ والٹ کو بھی جیب میں رکھ کر مُڑا تھا۔۔کچھ لوگ افسوس سے اور کچھ لوگ تاسُف سے اُسے دیکھ رہے تھے۔۔

"خالد، یہ فائل رکھ رہا ہوں۔۔ کمپلیٹ نہیں کرپایا۔۔اِس کی ڈیٹیلز میرے نہیں بلکہ کمپنی کے لیپ ٹاپ میں سیو ہیں"۔۔اُس نے فائل خالد کو پکڑائی تھی۔۔

"سر کہا سُنا معاف کیجیے گا"۔۔وہ دونوں ہاتھ فیصل حیات کے سامنے جوڑتا بولا تھا پھر اپنی چھلک پڑجانے والی آنکھوں کو رگڑتا وہ مُڑ کر آفس سے باہر جانے کو تھا جب اظہر کی آواز پر ٹھٹک کر رُکا تھا۔۔

"ایسے کیسے چلتا ہوں۔۔ سر پولیس کو بُلائیں۔۔ جیل بھیجے سالے کو"۔۔اُس کے کہنے پر وہ ایک دم مُڑ کر فیصل حیات کی طرف دیکھنے لگا تھا جیسے کہہ رہا ہو، مجھے آپ کا یہ فیصلہ بھی منظور ہے۔۔

"اسٹاف گیٹ بیک ٹو دی ورک"۔۔وہ کہتے بوجھل قدموں سے اپنے کمرے کی طرف بڑھے تھے۔۔

"یہ سب سُمیر اور اظہر کی چال ہے، ورنہ زین جیسا ایمان دار بندہ ایسا کرنے کی سوچ بھی نہیں سکتا، پتا نہیں سر کو کیا ہوگیا ہے"۔۔خالد نے اپنے دوسرے کولیگ سے کہا تھا۔۔وہ بھی افسوس سے سر ہلاتا اپنی میز کی طرف بڑھا تھا

....

آج کا دن ہی زین احمد کے لیے صبح سے آزمائشیں لے آیا تھا۔۔مریم کی خفگی، گھر سے نکلا تو بائیک نے چلتے چلتے رُک کر روزے میں اُس سے خواری کروائی تھی۔۔بائیک کو مکینک کو دے کر وہ لیٹ آفس پہنچا جہاں جو ہوا وہ ایمان دار سے زین احمد کو اندر سے توڑ گئے تھے۔۔اُس کی نظروں کے سامنے مریم اور علی کے معصوم چہرے گُزرے تھے، آگے کیا ہوگا ایک پل کو اُس کا دل ڈوبا تھا۔۔ اُس کی آنکھیں بار بار نم ہورہی تھیں۔۔

"کیوں پریشان ہوتا ہے۔۔؟؟ میں ہوں ناں۔۔پہلے کبھی تجھے اکیلا چھوڑا ہے جو اب چھوڑوں گا۔۔؟؟"۔۔اُس کے ڈوبتے دل کو ہمیشہ کی طرح کسی نے اپنی مُحبت اور رحم و کرم سے سنبھالا تھا۔۔

"تجھ پر بھروسہ کیا ہے رب، اِسی میں تیری بہتری ہوگی"۔۔وہ اپنی نم آنکھیں رگڑتا مُسکرایا تھا۔۔

....

"تم سے زیادہ بیوقوف لڑکی میں نے کبھی نہیں دیکھی"۔۔وہ اُس کے لمبے بالوں کی لہراتی لئیرز (لٹوں) کو حسد سے دیکھتے بولی۔۔مریم ابھی نہا کر آئی گیلے بال کُھلے تھے۔۔نگینہ کا بس چلتا کینچی سے خود ہی اُس کے بال کاٹ دیتی۔۔وہ اِس اسٹائل میں بہت پیاری لگ رہی تھی۔۔

"ارے رہنے دیں نگینہ جی۔۔شکر ہے زیادہ نہیں کٹوائے بچ گئی میں، اُفف کیا غصّہ تھا زین کی آنکھوں میں۔۔میں تو فوت ہونے لگی تھی"۔۔زین کی نظریں اُس کا لہجہ یاد کرتی اُس نے کانوں کو ہاتھ لگاتے جھرجھری لی تھی۔۔

"کیا مطلب! کچھ کہا تھا زین نے تم سے۔۔؟؟"۔۔وہ اُسے کھوجتی نظروں سے دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔

"پہلے تو کچھ کہا نہیں، لیکن پھر اُف توبہ اُن کا غصّہ، اتنا ڈانٹا ہے اُنھوں نے مجھے"۔۔اُس نے مُنہ بنا کر کہا۔۔

"تو تم کیوں چُپ رہی، سُنا دیتی ناں تم بھی"۔۔نگینہ نے جیسے مزہ لیا تھا۔۔

"نگینہ جی میں ایسا سوچ بھی نہیں سکتی، ویسے بھی میری چُپ سے وہ اتنا پریشان ہوگئے ہیں، میرے آگے پیچھے گھومتے رہے ساری رات میں بھی ہاتھ نہیں آئی"۔۔خوبصورت، محجوب سی ہنسی، نگینہ کا چہرہ ایک پل کو سیاہ پڑا تھا۔۔

"ویسے تمہارے بالوں میں بلکل بھی اسٹائل نہیں آیا"۔۔اُس کے خوبصورتی سے کٹے بالوں کو دیکھتے اُس نے اُس کی خوشی ماند کرنا چاہی تھی۔۔

"اچھا لیکن زین کی آنکھیں تو کچھ اور ہی کہہ رہی تھیں۔۔وہ تو میں نے ہی جی بھر کر نخرے دکھائے تھے رات بھر اُنہیں"۔۔وہ سادگی سے بتاتی وہ لمحے یاد کرتی سُرخ پڑی تھی۔۔اُس کے چہرے پر ایک زہر آلود نظر ڈالی تھی

"ویسے پیسے ضائع کردیئے تم نے میرے"۔۔وہ اب بگڑے تیوروں سے بولی تھی۔۔اُس کا چہرہ ایک پل کو تاریک ہوا تھا۔۔

"میں زین سے لے کر دے دوں گی آپ کو"۔۔وہ جُھکے سر اور دھیمے لہجے میں بولی تھی۔۔اُس کے شرمندہ چہرے پر زہر بھری نظر ڈالتی وہ اپنے گھر چلتی بنی تھی۔۔

....

پانچ بجنے کو تھے لیکن وہ ابھی تک نہیں آیا تھا۔۔مریم کے دل کو پریشانی ہوئی تھی۔۔

"اتنی دیر تو نہیں کرتے رمضان میں"۔۔اُس کی خفگی پتا نہیں کہاں جا سوئی تھی۔۔اُس نے موبائل پر اُس کا نمبر ملایا تھا۔۔اُس کا موبائل آف تھا۔۔

"مصروف ہوں گے"۔۔اُس نے اپنے دل کو تسلی دی تھی۔۔ جس دن وہ نہاتی تھی اُسے تقریباُ سارا دن اپنے بال کُھلے رکھنے پڑتے تھے کہ وہ اچھی طرح سوکھ جائیں۔۔لیکن علی ہمیشہ اُس کے کھلے بالوں میں ہاتھ ڈالنا اپنا فرض سمجھتا تھا، پھر اُسے اُس ننھے ہاتھ سے اپنے بال چھڑانا مُشکل ہوجاتا ہے، زین ہی اُس کے بال چُھڑانے میں کامیاب ہوپاتا تھا۔۔

اُس نے اپنے بالوں کو کیچر میں جکڑتے علی کو اُٹھایا تھا۔۔وہ علی کو گود میں لیے زین کی سکھائی مُختلف دُعائیں اور آیاتیں ذکر کرنے لگی تھی۔۔

دیکھتے ہی دیکھتے چھ سے ساڑھے چھ بجے تھے اُس کا موبائل مُستقل آف تھا۔۔اُس نے پریشان ہوتے سلمان کا نمبر ملایا تھا، خالہ سے بات کرتے وہ رو دی تھی۔۔خالہ دو تین منٹ میں سیڑھیاں چڑھتی سلمان کے ساتھ اُس کے گھر پر تھیں۔۔وہ اُن کے گلے لگتی شدت سے رو دی تھی۔

"خا۔۔خالہ وہ مجھ سے ناراض تھے۔۔اب تک نہیں آئے"۔۔نگینہ خالہ اور سلمان کو اُس کے گھر آتا دیکھ کر پیچھے پیچھے آئی تھی۔۔

"کیا ہوا مریم، زین نہیں آیا اب تک۔۔؟؟۔۔وہ مصنوعی پریشانی سے پوچھ رہی تھی۔۔خالہ کے کندھے سے سر اُٹھائے اُس نے روتے ہوئے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"لگتا ہے وہ تمہاری کل کی حرکت پر سچ میں ناراض ہوگیا ہے"۔۔وہ استہزائیہ انداز میں بولی تھی اُس کا چہرہ دُھواں دُھواں ہوا تھا۔۔

"نہ میری بچّی وہ تم سے کبھی ناراض نہیں ہوسکتا"۔۔خالہ نے اُسے پھر سے روتا دیکھ کر گلے لگایا تھا۔۔

"لیکن خالہ کل اِن دونوں کی لڑائی ہوئی تھی۔۔بول چال بند ہے، پوچھیں اِس سے۔۔"۔۔نگینہ نے مریم کو دیکھ کر تصدیق چاہی۔۔

"خالہ وہ ناراض تھے پر پھر ٹھیک ہوگئے تھے"۔۔وہ مُستقل رو رہی تھی۔۔

"میرا دل بیٹھا جارہا ہے، میں کیا کروں خالہ آپ ریحان بھائی سے کہیں ناں جاکر پتا کرے"۔۔اُس نے اُن کے بڑے بیٹے کا نام لیا تھا۔۔

علی نے ماں کو روتے دیکھ کر خود بھی رونا شروع کیا تھا۔۔

"جا سلمان ریحان کی دُکان پر جا، اور یہ علی کو لے جا اپنے ساتھ، اور تم اِدھر آکر بیٹھو روزے سے خود کو ہلکان نہیں کرو، اللہ حفاظت کرنے والا ہے"۔۔وہ علی کو سلمان کو تھماتی اُسے لیے صوفے پر آ بیٹھی تھیں۔۔

"مجھے تو لگتا ہے مریم اُس نے تم سے بدلہ لیا ہے، تمہاری غلطی ہونے کے باوجود وہ تمہیں مناتا رہا اور تم اُسے نخرے دکھاتی رہی خود ہی تم نے اُس کی ناراضگی کو مزید بڑھایا۔۔مرد ایسی باتیں اپنی بے عزتی میں شمار کرتا ہے"۔۔خالہ کے سامنے ایسی باتیں وہ مارے شرمندگی کے سُرخ پڑی تھی۔۔

"اے بی بی یہ بیوی ہے اُس کی، وہ کم ظرف شوہر ہوں گے جو ایسی باتوں پر ناراض ہوں، بیویاں تو مُحبت میں ایسے نخرے دکھاتی ہیں، اور جو شخص اپنی بیوی سے مُحبت کرتا ہے ناں وہ بیوی کے اِن نخروں پر بھی قُربان جاتا ہے"۔۔اُنہوں نے اُسی کی زبان میں اُس کے لتے لیے تھے۔۔اُس کا چہرہ بگڑا تھا جبکہ وہ مارے خجالت کے مرنے کو تھی۔۔

"اور بچپن سے جانتی ہوں اپنے بچّے کو، بڑا ظرف والا مُحبت کرنے والا بندہ ہے۔۔مریم میں تو جان ہے اِس کی اور اِن روٹھنے منانے میں تو مُحبت چھپی ہوتی ہے میاں بیوی کی"۔۔وہ اب مریم کے وجود کو خود میں سمیٹتے بولی تھیں۔۔

....

"خالہ، وہ۔۔وہ مجھ۔۔مجھ سے بہت ناراض تھے"۔۔اب تو وہ نڈھال ہونے لگی تھی۔۔

"اللہ سے خیر کی دُعا مانگو کہ جہاں بھی ہو خیریت سے ہو۔۔تم کچھ کھا لو میری بچّی"۔۔اُس نے کھجور کے علاوہ کچھ بھی مُنہ میں نہیں ڈالا تھا۔۔سوا آٹھ بج رہے تھے۔۔علی بھی روتے روتے ابھی سویا تھا۔۔

"ہاسپٹلز یا تھانوں میں پتا کروا لیں اب اور کتنا انتظار کریں گے"۔۔نگینہ کی بات پر اُس نے دہل کر اپنا دل پکڑا تھا۔۔

"زین۔۔۔"۔۔نفی میں سر ہلاتے وہ پھر شدتوں سے رو دی تھی۔۔خالہ نے اُسے خود سے لگاتے ہوئے تاسُف سے نگینہ کو گھورا تھا۔۔

"ہاں تو صحیح ہے کہہ رہی ہوں، کہیں کوئی ایکسیڈ۔۔"۔۔ابھی اُس کی بات مُنہ میں ہی تھی جب سلمان کمرے کے دروازے پر آیا تھا۔۔

"اماں!۔۔بھابھی!۔۔زین بھائی آگئے"۔۔وہ کہہ کر واپس بھاگا تھا۔۔مریم کے اندر جیسے کسی نے نئ طاقت بھر دی ہو، وہ اُچھل کر بیڈ سے اُتری تھی پھر دیوانہ وار باہر بھاگی تھی۔۔

لیکن پھر دروازے کے باہر دو قدم پر ہی رُکی تھی۔۔زین احمد بیشک اُس کے سامنے کھڑا تھا، لیکن سر سے پاؤں تک خون سے نہایا ہوا۔۔وہ حق دق کھڑی کی کھڑی رہ گئی تھی۔۔

"اللہ خیر بیٹا۔۔یہ۔۔یہ"۔۔خالہ سے جُملہ پورا نہ کیا گیا تھا۔۔نگینہ نے بھی مارے حیرت کے مُنہ پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"پریشان نہ ہوں خالہ میں ٹھیک۔۔"۔۔اچانک اُسے چکر آیا تھا اُس سے پہلے کہ وہ گرتی زین نے بات ادھوری چھوڑ کر جلدی سے آکر اُسے اپنے بازو میں لیا تھا۔۔

"مریم۔۔مومی۔۔میں ٹھیک ہوں"۔۔وہ آدھ کُھلی آنکھوں سے اُسے دیکھتی جیسے پہچاننے کی کوشش کر رہی تھی۔

"میں ٹھیک ہوں میری جان۔۔مجھے کچھ نہیں ہوا"۔۔مریم آنکھوں میں بے یقینی لیے اُس کی آنکھوں میں دیکھتی آہستہ آہستہ سیدھی ہوئی تھی پھر اپنے دونوں ہاتھوں سے اُس کے گال چھوئے تھے۔۔

"زین"۔۔زیرِلب بڑبڑاتے ہوئے اُس کی آنکھیں لبالب پانیوں سے بھری تھیں۔۔

"میری جان میں ٹھیک ہوں"۔۔زین نے اُس کے ہتھیلیوں کو چوما تھا۔۔مریم نے اپنے ہاتھ اُس کی گردن پر پھیرنے کے بعد اُس کی خون آلود شرٹ پر پھیرے تھے۔۔

"یہ یہ خون۔۔آپ کو ات۔۔اتنی۔۔۔چوٹ۔۔"۔۔وہ پھر بلکی تھی۔۔زین نے کھینچ کر اُسے سینے سے لگایا تھا۔۔اُس کی شرٹ کو دونوں ہاتھوں کی مُٹھیوں میں بھینچے وہ آواز سے رودی تھی ساتھ اُسے اور خالہ کو بھی رُلاگئی تھی۔۔

"میرا یقین کرو میں ٹھیک ہوں مجھے ایک کھروچ تک نہیں آئی یہ میرا خون نہیں ہے مریم۔۔میرے سامنے ایک ایکسیڈنٹ ہوگیا تھا"۔۔وہ اب کسی کی بھی پرواہ کیے بغیر اُس کی آنکھوں کو چُوم رہا تھا۔۔ خالہ نم آنکھوں سے اُن کی مُحبت کو نظر نہ لگنے کی دُعائیں پڑھتی مُسکرائی تھیں۔۔

"میں۔۔بہت ڈر گئی۔۔تھی۔۔"مریم نے روتے ہوئے پھر سے اپنا سر اُس کے سینے پر رکھا تھا۔۔اُس نے بہت ہی مُحبت سے مریم کو اپنے حصار میں لیا تھا۔۔

اِس منظر نے نگینہ کے سینے میں آگ سی بھر دی تھی۔۔اُس کا چہرہ جیسے سیاہ پڑنے لگا تھا۔۔مزید نہ برداشت کرتی وہ لب بھینچے وہاں سے چلتی بنی تھی۔۔

"اللہ خیر لیکن بیٹا ایک فون تو کر دیتے"۔۔خالہ نے فکرمندی سے کہا تھا۔۔مریم نے شکایتی نظروں سے اُسے دیکھا تھا

"مجھے ہوش ہی کہاں رہا تھا خالہ۔۔ایکسیڈنٹ بہت شدید تھا۔۔اللہ نے کرم کیا"۔۔وہ گہرا سانس لیتا بولا۔۔

"اللہ شُکر۔۔بیٹا کچھ نہیں کھایا اِس نے ایک کھجور کے علاوہ۔۔تم نہا دھو لو میں تم دونوں کے لیے کھانا بجھواتی ہوں"۔۔وہ مُسکرا کر دروازہ بند کرتیں چلی گئی تھیں۔۔

"مجھ۔۔مجھے لگا مم۔۔میں آپ کو کھ۔۔کھو چُکی ہوں۔۔مجھ۔۔مجھے لگا آپ کل۔۔کل کی بات پر نا۔۔ناراض ہوگئے۔۔ہیں۔۔"۔۔وہ سسکیاں روکتی بمُشکل جُملہ پورا کرتی پھر رو دی تھی۔۔زین نے اُس کی پیشانی چومتے اُسے خود سے لگایا تھا

"تمہاری دُعائیں ہیں ناں میرے ساتھ"۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"ایک فون بھی۔۔نہیں۔۔کیا آپ نے"۔۔اُس نے پھر سے شکوہ کیا تھا۔۔

"سب بتاتا ہوں اپنی جان کو، پہلے مجھے کپڑے نکال دو میں نہا لوں"۔۔اُس کے بالوں کو چومتا اُس کو اپنے حصار میں لیے وہ بیڈ روم کی طرف بڑھا تھا۔۔

....

ہاتھ میں تھامی اپنی ڈاکیومنٹس کی فائل ماتھے پر رکھتا وہ روڈ کراس کرنے کو تھا جب سامنے کے روڈ پر ایک زور دار دھماکا اُس کا دل دہلا چُکا تھا۔۔

"ایکسیڈنٹ بہت شدید ہے، شاید ہی کوئی بچے"۔۔مُختلف آوازیں

"ہٹو بھئی پولیس کیس ہے ہاتھ نہیں ڈالو"۔۔وہ آدمی سب کو پیچھے کرنے لگا تھا۔۔زین اُس آدمی کو ہٹاتا خود آگے بڑھا تھا۔۔

"پا۔۔پا۔۔"۔۔خون میں لت پت وجود زیرِ لب بولتا ہوش و خرد سے بے گانہ ہوا تھا جبھی اُس کے ہاتھ میں تھاما وہ بے حد قیمتی بلیو کلر کا چمکتا ہوا موبائل زین احمد کے پیروں کے پاس گِرا تھا۔۔

"دیکھو بھائی یہ زندہ ہے۔۔مم۔۔میری مدد کرو اِنہیں ہاسپٹل لے چلتے ہیں۔۔کوئی تو میری مدد کرو"۔۔اُس نے اُس کا وہی ہاتھ تھام کر نبض دیکھی تھی۔۔

"ہٹو بھئی ہٹو ہمارے اپنے بھی گھر والے ہیں، یہ پولیس تو اُلٹا ہم پر کیس کردے گی، ویسے بھی کسی نے نہیں بچنا"۔۔دُنیا کی بے حسی پر اُس کی آنکھیں چھلکی تھیں، لیکن اِس وقت زین احمد کو حوصلے سے کام لینا تھا۔۔

"دیکھو تم ٹیکسی روک دو بس ٹیکسی"۔۔اُس نے اپنی بہتی آنکھوں کو اپنی شرٹ کی آستین سے رگڑ کر سامنے کھڑے نوعُمر لڑکے کو منت بھرے لہجے میں کہا تھا۔۔وہ لڑکا اثبات میں سر ہلاتا آگے بھاگا تھا۔۔زین نے جُھک کر اُس کے ہاتھ سے گِرا موبائل اپنی جیب میں رکھا تھا۔۔پھر اپنے اور جنل ڈاکیومنٹس کی فائل گاڑی کی پچھلی سیٹ پر لاپرواہی سے پھینکی تھی۔۔

اُس نے خون میں لت پت بے ہوش کم سن وجود کو اپنے مضبوط بازوؤں میں اُٹھایا تھا۔۔جب ایک ٹیکسی اُس کے پاس آ رُکی تھی۔۔

"پیچھے۔۔پیچھے لٹا دو بیٹا جلدی کرو"۔۔وہ ٹیکسی والا پچھلا دروازہ کھولتا بولا۔۔۔اُس کو احتیاط سے پچھے لٹاتے وہ گاڑی کی ڈرائیونگ سیٹ پر آیا تھا جِس پر بیٹھے شخص کا سر اسٹیئرنگ پر رکھا تھا۔۔اُس نے اُسے سیدھا کیا تھا۔۔اُس آدمی کے سر سے بھی بے تحاشہ خون بہہ رہا تھا

"مم۔۔میری بیٹ۔۔دُع۔۔ا"۔۔وہ بڑبڑایا تھا۔۔

"اللہ پر بھروسہ رکھیں اللہ مالک ہے، آپ پلیز اُٹھنے کی کوشش کریں"۔۔لیکن وہ بے ہوش ہوچکا تھا۔۔اُس نے بڑی مُشکلوں سے لوگوں کی مدد سے اُسے باہر نکالا تھا جب زین کی نظر اُس کی سیٹ کے پیروں پر پڑی نوٹوں کی گڈی پر پڑی تھی آنکھ بچا کر اُس نے اُس امانت کو بھی اپنی دوسری جیب میں رکھا تھا۔۔ تبھی اُس کی اپنی جیب سے کچھ گِرا تھا، جِس کا اندازہ اُسے نہیں ہوسکا تھا۔۔اُس شخص کو آگے ڈرائیونگ سیٹ پر بٹھا کر وہ پیچھے بیٹھتا اُس وجود کا سر اپنے گھٹنے پر رکھ گیا تھا۔۔

....

یہاں آکر اُسے پتا چلا کہ وہ شدید زخمی کمسن وجود چودہ پندرہ سالہ بچّی کا تھا، جِس کی حالت کے بارے میں ابھی کچھ کہہ نہیں سکتے تھے، ڈاکٹرز کے مُطابق اُس کا بچنا مُشکل تھا۔۔اور چالیس بیالیس سالہ وہ آدمی شاید اُس کا باپ تھا جِس کے سر میں شدید چوٹ آنے کے باعث اُس کا ہوش میں آنا ضروری تھا۔۔

زین احمد کو لگا کہ ابھی جو وہ لوگوں کی بے حسی دیکھ آیا تھا وہی بے حسی کی اعلیٰ مثال تھی لیکن جب ہاسپٹل نے بغیر پیسوں کے کیس لینے سے انکار کردیا تب دُنیا کی بے حسی اُس کے حواس چھین گئی تھی۔۔ٹیکسی والا اُنہیں اپنے حساب سے قریب ترین ہاسپٹل لایا تھا جس کا شُمار شومئ قسمت پاکستان

کے پرائیوٹ ہاسپٹلز میں ہوتا تھا۔۔اچانک اُس کا دھیان اُس نوٹوں کی گڈی پر گیا تھا، کچھ بھی سوچے سمجھے بغیر اُس نے دونوں باپ بیٹی کا بل جمع کروایا تھا جو کہ اسّی ہزار تھا۔۔سلپ کو اُس نے احتیاط سے جیب میں رکھا تھا۔۔اُس کے باوجود کافی پیسے بچے جو یقیناً آگے بھی کام آنے تھے۔۔

....

اُسے ہاسپٹل میں چوتھا گھنٹہ ہونے کو آیا تھا۔۔اُس بچّی کو خون کی ضرورت تھی اللہ کے کرم سے اُس کا خون میچ کر گیا تھا، لیکن اُسے بہت زیادہ خون کی ضرورت تھی۔۔وہ خون کا بندوبست کر کے آیا تھا، مزید ضرورت پڑنے پر اُس نے اپنا خون بھی دیا تھا۔۔

زین احمد کے خُشک ہونٹ اور دل اُن دونوں کے لیے بےپناہ دعاؤں میں مصروف تھا جِن لوگوں کو وہ جانتا تک نہ تھا۔۔وہ موبائل جو اُس بچّی کے ہاتھ سے گِرا تھا وہ بلکل نیا تھا جیسے ابھی خریدہ گیا ہو، اُس میں سم کارڈ ندارد تھی۔۔

اُس کے پوری شرٹ اُس بچّی کے خون سے لبریز ہونے کے باعث وہ عصر نہیں پڑھ پایا تھا۔۔اچانک فضا میں مغرب کی اذان ہوئی تھی، وہ بُری طرح چونکا تھا۔۔

"مریم"۔۔اُس پورے وقت میں آذان کے اللہ اکبر کے ساتھ اُسے وہ یاد آئی تھی۔۔اُس نے بےاختیار جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔لیکن دھک سے رہ گیا تھا۔۔اُس کا موبائل اُس کے پاس نہیں تھا۔۔

یقیناً اتنی بھاگ دوڑ میں وہ اپنا موبائل گِرا بیٹھا تھا۔۔وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھام گیا تھا۔۔جب قریب سے گُزرتی نرس نے اُسے ایک کھجور پکڑائی تھی۔۔

اللہ کا بے پناہ شکر ادا کرتے اُس نے وہ ایک کھجور مُنہ میں ڈالی تھی اُس کا سر بے حد چکرا رہا تھا۔۔ شل ہوتے اعصاب اور خون دینے کے باعث وہ بہت کمزوری محسوس کررہا تھا۔۔اُس کی حالت کو دیکھتے ہوئے کسی نے اُسے پانی کا گلاس دیا تھا، وہ دیکھے بغیر جزاک اللہ کہتا گلاس ہونٹوں سے لگا گیا تھا۔۔خالی پیٹ میں پانی اُسے عجیب سی تکلیف دے گیا تھا۔۔

وہ مریم کو ریسیپشن سے کال کرنے کے لیے اُٹھا تھا جب نرس اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"آپ کی پیشنٹ خطرے سے باہر ہیں، لیکن ابھی وہ ہوش میں نہیں ہیں آپ اُن کو ایک نظر دیکھ سکتے ہیں"۔۔وہ شُکر کا کلمہ پڑھتا اُس کے ساتھ آئی سی یو کی طرف بڑھا تھا۔۔اُس نے دروازے سے ہی ایک نظر اُس وجود پر ڈالی تھی۔۔گردن میں کالر، ماتھے پر پٹی اور چہرے پر آکسیجن ماسک تھا۔۔ جبکہ بایاں ہاتھ فریکچر کے باعث پٹی میں جکڑا ہوا تھا۔۔زین کو ایک لمحے اُس چھوٹی سی بچّی کی تکلیف پر دل دُکھا تھا۔۔

"کوئی معجزہ ہی ہوا ہے جو یہ بچ گئی ہیں"۔۔لیکن پھر نرس کی بات پر وہ بےساختہ شُکر کا سانس لیتا مُسکرایا تھا۔۔

"اللہ کا کرم"۔۔وہ اُس کے وجود پر نظر جمائے بولا تھا

"اللہ کا کرم ہی ہے جو تم جیسے نوجوان اپنا آپ بھلائے اجنبیوں کی مدد کررہے ہیں"۔۔ڈاکٹر نے اُس کا کندھا تھپتھپایا تھا۔۔

"اجنبی کیسے ہوئے سر،اب تو ایک ہی خون دوڑ رہا ہے دونوں کی رگوں میں"۔۔وہ اُس بچّی کو دیکھ کر مُسکراتے ہوئے بولا تھا۔۔پھر اُس نے اُن صاحب کا پوچھا تھا۔۔

" فِل حال اُن کا ہوش میں آنا ضروری ہے، مے بی اللہ نہ کرے کوئی انٹرنل انجری ہو کیونکہ بظاہر تو سب ٹھیک ہی ہے، آپ دعا کریں"۔۔وہ اُس کا کندھا تھپتھپاتے چلے گئے تھے۔۔

وہ ابھی باہر آیا تھا جب اُس کا سر پھر چکرایا تھا وہ خود کو سنبھالتے بینچ پر بیٹھ گیا تھا۔۔اُسے وہاں بیٹھے نجانے کتنی دیر ہوئی تھی، جب کسی کی انتہائی پریشان کُن آواز پر اُس نے سر اُٹھایا تھا۔

"ابھی یہاں ایکسیڈنٹ کا کیس آیا ہے ایک آدمی اور ایک بچّی کا، وہ میری بھانجی اور میرے بہنوئی ہیں، مجھے ڈاکٹر رضا نے فون کر کے اطلاع دی تھی"۔۔وہ بدحواس سے تھے۔۔جب اُن کے ساتھ آئی خاتون نے اُنہیں مشورہ دیا تھا

"ارے تو آپ رضا کو فون کریں ناں"۔۔وہ صاحب پریشانی سے جیب میں ہاتھ ڈالے موبائل نکالنے لگے تھے۔۔وہ کھڑا ہوا تھا

"سر ایک کیس آیا تو ہے آپ۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ ریسپشنسٹ بات مُکمل کرتی سامنے سے ڈاکٹر رضا آئے تھے۔۔وہ صاحب اُن کی طرف بڑھے تھے۔۔

" کیسی ہے میری دُعا میری بچّی، اور اور عادل۔۔؟؟"۔۔زین نے شُکر کا سانس لیا تھا وہ اُن لوگوں کے ہی رشتہ دار تھے۔۔

"اللہ کا شُکر ہے ہمایوں بھائی۔۔دُعا کی حالت خطرے سے باہر ہے اور ابھی ابھی ایک اور خوشخبری ملی ہے عادل بھائی کو ہوش آگیا ہے"۔۔اُس بات پر زین کے دل کو ایک دم راحت ملی تھی۔۔

"دونوں باپ بیٹی اب خطرے سے باہر ہیں، میری ابھی ڈیوٹی آن ہوئی عادل بھائی کو دیکھتے ہی میں پہچان گیا تھا"۔۔وہ دونوں چلتے چلتے اب آگے بڑھ گئے تھے، وہ اُن دونوں کو جاتا دیکھتا رہا تھا۔۔

"یار آٹھ تو بج ہی گئے ہیں عشاء پڑھ کر جاتے ہیں"۔۔قریب سے گُزرتے ایک شخص کی آواز پر وہ ایک دم چونکا تھا۔۔پانچ گھنٹے ہوگئے تھے اُسے ہاسپٹل میں اور وہ چار بجے تک گھر آجاتا اب آٹھ بج رہے تھے۔۔

"مومی۔۔"۔۔وہ اب بغیر رُکے باہر بھاگا تھا۔۔

....

ساری بات بتا کر وہ اب کھانا کھانے بیٹھے تھے۔۔زین نے اُس کے مُنہ میں نوالہ ڈالا تھا اُس کی آنکھیں پھر پانیوں سے بھری تھیں۔۔

"مومی۔۔بس میری جان۔۔آنکھیں دیکھو اپنی، پہلے ہی آزمائش بھرے دن سے گُزر کر آرہا ہوں اور تم بھی میرے دل پر وار کر رہی ہو کب سے"۔۔زین کا اشارہ اُس کی آنکھوں کی طرف تھا۔۔اُس نے نفی میں سر ہلاتے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔

اُس نے اپنے ہاتھوں سے اُسے کھانا کِھلایا تھا۔۔پھر عصر، مغرب عشاء ایک ساتھ پڑھتا جب وہ فارغ ہوا تو گیارہ بج رہے تھے۔۔مریم بیڈ پر علی کو لیے بیٹھی تھی جب وہ ایک ہاتھ پیچھے چُھپائے اُس کے سامنے آ بیٹھا تھا۔۔

"مومی آنکھیں بند کرو"۔۔وہ اُس کی سوجی آنکھوں کو باری باری چومتا مُسکرا کر بولا تھا۔۔کچھ پوچھے بغیر اُس نے مُسکراتے ہوئے اُس کے حکم پر آنکھیں بند کی تھیں،

"مُنہ کھولو"۔۔اُس نے مُنہ کھولا تھا، زین نے اُس کے مُنہ میں کچھ ڈالا تھا۔۔آدھا حصّہ مُنہ میں ڈالتے ہی وہ خوشی سے آنکھیں کھول گئی تھی۔۔

"اسٹرابیری"۔۔اُس کے چِلانے پر اُس نے ہنستے ہوئے باقی کی اسٹرو بیری اپنے مُنہ میں ڈالی تھی، اسٹرابیری مریم کا پسندیدہ پھل تھا۔۔جب پاس بیٹھے علی نے زین پر حملہ کیا تھا۔۔

"او میرے شہزادے یہ لو"۔۔زین نے اپنے مُنہ سے چبائی ہوئی قدرے نرم سی اسٹرابیری اُس کے مُنہ میں ڈالی تھی۔۔

"یہ اب بڑا ہوگیا ہے"۔۔مریم ہنستے ہوئے پیالی سے ایک اسٹرابیری اٹھا کر علی کے مُنہ کے پاس لائی تھی کہ وہ ایک بائیٹ لے لے۔۔زین مُسکرایا تھا۔۔نجانے کیوں مریم کو اُس کے چہرے پر تھکن سے اُداسی نظر آئی تھی۔۔

"یہ آپ ابھی آتے ہوئے لائے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ علی کو کھلاتی دھیرے سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ہمم۔۔راستے سے لی ہے، اپنی بیوی کو منانا بھی تو تھا ناں"۔۔وہ ایک اسٹرابیری اُس کے مُنہ کے پاس لایا تھا۔۔مریم نے تھوڑی سی کھائی باقی کی اُس نے زین کے مُنہ میں ڈالی تھی۔۔

"آپ کو اِس مُشکل وقت میں بھی یاد تھا کہ میں آپ سے ناراض ہوں۔۔؟؟"۔۔حلانکہ غلطی میری ہی تھی زین"۔۔وہ حیرت سے پوچھ رہی تھی۔۔کیا تھا یہ شخص۔۔سارا دن روزے کی حالت میں ذہنی جسمانی تکالیف سے گُزر کر آیا تھا، تھکن جِس کے ہر انداز سے ابھی بھی عیاں تھی۔۔وہ اُس کو منانا بھولا نہیں تھا۔۔

"غلطی تو میری بھی تھی۔۔بس مجھے یہ یاد تھا کہ:

روٹھنا سُنتِ عائشہ رضی اللہ عنہا ہے اور منانا سُنتِ رسول ﷺ"۔۔اُس کی بات پر وہ مُسکراتی ہوئی اُس کے کندھے سے لگی تھی جب دونوں کے بیچ بیٹھے علی نے اپنے ننھے منھے ہاتھوں سے دونوں کو الگ کرنا چاہا تھا۔۔

"لو جی آگئے تمہارے خُدائی فوجدار"۔۔وہ اُس سے الگ ہوتا بولا تھا مریم نے ہنستے ہوئے اُسے گود میں بھرا تھا۔۔

زین ایک نظر دونوں پر ڈالتا باہر آیا تھا۔۔مریم نے حیرت سے اُسے جاتے ہوئے تھا۔۔

"یا اللہ اصل آزمائش تو میں اپنے اندر چُھپائے ہوئے ہوں مجھے ہمت دینا میرے رب"۔۔وہ نم لہجے میں دُعا کر گیا تھا۔۔پتا نہیں نوکری جانے کی خبر وہ مریم کو کیسے دے گا۔۔

....

"زین کیا ہوا۔۔؟؟۔۔"۔۔کچھ دیر بعد وہ علی کو کندھے سے لگائے باہر آئی تھی جو بس اب سونے ہی لگا تھا۔۔جہاں وہ سر دونوں ہاتھوں میں تھامے اپنی سوچ میں گم تھا۔۔

اُس کے پھر سے پُکارنے پر وہ چونکا تھا۔۔

"آں۔۔کچھ کہہ رہی تھی تم۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کی طرف متوجہ ہوا تھا جو کہ صوفے پر نجانے کب اُس کے پاس آ کر بیٹھی تھی۔۔مریم نے شدّت سے اُس کی غائب دماغی نوٹ کی تھی۔۔

"ہاں میں کہہ رہی تھی سو جائیں ناں اتنے تھک گئے ہیں"۔۔وہ بغور اُس کے چہرے کو دیکھتی بولی۔۔

"ہاں سونے ہی جارہا تھا۔۔تھکن تو بہت ہورہی ہے"۔۔وہ کہتا ہوا کھڑا ہوا تھا پھر اُسے چھوڑ کر کمرے میں چلا گیا تھا۔۔مریم کو اب کے پکا یقین ہوا تھا کہ کوئی بات ضرور ہے۔۔

....

وہ آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا ہوا تھا جب اُس کا سر اپنے سینے پر محسوس کر کے اُس نے چونک کر اپنی آنکھوں سے بازو ہٹایا تھا۔۔

اُس کے سینے پر سر رکھ کر مریم نے اپنا بازو مُحبت سے زین کے گرد حائل کیا تھا پھر نرمی سے اُس کے دل کے مُقام پر بوسہ دیا تھا۔۔کوئی اور وقت ہوتا تو مریم کی اِس مُحبت بھری خود سُپردگی پر وہ فدا ہی ہوجاتا۔۔زین نے اپنا بازو اُس کے گرد لپیٹا تھا لیکن مریم نے اپنے گرد اُس کی گرفت میں بھی زین کا کھویا کھویا انداز نوٹ کیا تھا

"زین"۔۔سر اُٹھائے بغیر دھیرے سے پُکارا۔۔

"ہمم"۔۔اُس کی پہل پر بھی زین کا ایسا انداز۔۔

"آپ پریشان ہیں"۔۔یقیناً وہ پوچھ نہیں، بتا رہی تھی، وہ چاہتا تو اُسے ٹال سکتا تھا۔۔

"مریم میری جاب چلی گئی ہے"۔۔وہ اُسے دیکھے بغیر بولا تھا۔۔وہ ایک جھٹکے سے اُس کا حصار توڑتی اُٹھ بیٹھی تھی۔۔وہ ویسے ہی لیٹا رہا۔۔

"لیکن زین کیسے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتی پوچھ رہی تھی۔۔وہ اُن آنکھوں میں دیکھنے کی ہمت نہ کر پایا تھا۔۔

"چوری کا الزام لگا کر مجھے نکال دیا"۔۔مریم کو لگا اُس کا لہجہ نم ہوا ہے۔۔اُس کی آنکھیں دماغ سب وا ہوئے تھے۔۔

"چوری اور زین احمد۔۔میرا زین کبھی چوری نہیں کر سکتا، مم۔۔ایسا۔۔"۔۔وہ نم لہجے میں شدتِ جذبات سے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھ گئی تھی۔۔

"میں گواہی دے سکتی ہوں۔۔مم۔۔میرا دل میری روح گواہی۔۔"۔۔وہ بیٹھے بیٹھے ہی اپنی پیشانی اُس کے سینے پر رکھ کر رودی تھی۔۔مریم نے بھی وہی تکلیف محسوس کی تھی جو اُس نے کی تھی۔۔زین احمد کو نوکری جانے سے زیادہ خود پر لگا الزام تکلیف دے گیا تھا۔۔زین نے اُسے اپنی طرف کھینچا تھا

"اللہ مالک ہے میری جان، مجھے یقین ہے، اِسی میں کوئی نہ کوئی اچھائی چُھپی ہوگی، ان شاءاللہ۔۔جو جلد یا بدیر ہمیں بتائے گا ضرور"۔۔اب وہ اُس کے بالوں میں اُنگلیاں پھیرتا اُس کے کان میں دھیمے سُروں میں بولتا جارہا تھا۔۔

"مریم تمہیں حوصلے سے کام لینا ہوگا۔۔یہ دن یہ وقت مُشکل ضرور ہوگا پر اپنے اللہ کے بعد اپنے زین پر بھروسہ رکھنا وہ تمہیں اور اپنے بچّے کو کسی چیز کی کمی نہیں آنے دے گا۔۔آمین"۔۔اُس نے مریم کی پیشانی چومی تھی نجانے کتنی دیر تک وہ اُس کو حوصلہ دیتا رہا تھا۔۔وہ سوچکی تھی۔۔اُس کی پلکوں پر اٹکے آنسوؤں کو اپنے ہونٹوں سے چُنتا وہ احتیاط سے اُس کا سر تکیے پر رکھ کر اپنے دل کا بوجھ، اپنی ہر تکلیف اپنے رب کو سُنانے وہاں سے اُٹھا تھا۔۔

جس کا وعدہ تھا کہ وہ تمہیں مُشکل میں ڈالنے سے پہلے اُس کا حل سوچ چُکا ہوتا ہے۔۔

اِس مُشکل وقت میں کچھ چاہیئے ہوتا ہے اگر انسان کو تو بس تھوڑا سا صبر اور اُس پر بہت سارا بھروسہ۔۔

....

"اللہ میں نے ہمیشہ تجھ پر بھروسہ کیا ہے۔۔میرا ایمان ہے ہمارے ساتھ اگر کچھ بُرا بھی ہوتا ہے تو اُس میں تیری طرف سے بھلائی ہی ہوتی ہے، لیکن میرے ساتھ دو جانیں اور ہیں، اُن کی اُمیدوں کا واحد مرکز میں ہوں مولا اور میری اُمیدوں کا واحد مرکز تیری ہستی ہے، مجھے ہمت دینا، میری مدد کر یَا اَرْحَمَ الرّٰحِمِیْنَ"۔۔قرآن ہاتھ میں لیے بے شمار آنسو زین احمد کی آنکھوں سے نکلتے قرآن پر آگرے تھے۔۔

....

وہ نفل پڑھتے ہوئے اُس کا اپنے پاس آکر بیٹھنا محسوس کر چکا تھا۔زین نے سلام پھیرا تو وہ اُس کے گھُٹنے پر سر رکھ گئی تھی۔۔کچھ کہے بغیر اُس نے دُعا کے لیے ہاتھ اُٹھائے تھے۔۔دو تین منٹ دُعا مانگنے کے بعد اپنے چہرے پر ہاتھ پھیرتا اُس نے جُھک کر اُس کا گال چُوما تھا۔اُس نے سر اُٹھایا تھا۔۔زین کو اُس کی آنکھوں میں موتی چمکتے دکھے تھے۔۔اپنی آنکھوں کی نمی چُھپاتا وہ مُسکرایا تھا۔۔

"سب ٹھیک ہوجائے گا، اللہ پر بھروسہ رکھو"۔۔وہ اُس کا گال تھپتھپاتا مُسکرا کر بولا تھا۔۔مریم نے اپنے پیارے اور بہت حوصلے والے شوہر کے ہونٹوں کی مُسکراہٹ اور آنکھوں کی نمی کو دل سے محسوس کیا تھا۔۔

"زین آ۔۔آپ سے ایک بات کرنی تھی۔"۔۔اب کے وہ بھرائے ہوئے لہجے میں بولی تھی۔۔

"ایسے بات کرو گی تو کبھی نہیں سُنوں گا"۔۔اُس کا اشارہ اُس کے رونے کی تیاری پر تھا۔وہ نفی میں سر ہلاتی رودی تھی۔۔

"نہیں زین میں بہت بُری ہوں۔۔پارلر کے پیسے۔۔نگینہ نے دیئے تھے۔۔میں کبھی نہ جا۔۔جاتی مجھے پتا ہوتا۔۔اُس نے کہا میں نے۔۔اُس کے پیسے ضائع کردیئے"۔۔وہ پھر سے اُس کے گھٹنے پر سر رکھے روتے ہوئے بولے جارہی تھی۔۔

"ایک بات ہمیشہ یاد رکھنا تمہارا رونا میرے دل کو تکلیف دیتا ہے"۔۔زین نے اُس کا سر اُوپر کیا تھا۔۔

"کتنے پیسے دینے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے آنسو صاف کرتا رسان سے پوچھ رہا تھا۔۔

"ڈھ۔۔ڈھائی۔۔ہز۔۔ہزار"۔۔اُس کے حلق سے پھنسی پھنسی آواز نکلی۔۔زین نے گہرا سانس لیا تھا۔۔ابھی تو کچھ پیسے تھے اُس کے پاس۔۔۔اُس سے پہلے کہ وہ کچھ بولتا وہ اپنے پھر سے بہہ جانے والے آنسو صاف کرتی بولی

"میرے پاس یہ گیارہ سو ہیں، یہ مم۔۔میں اُن کو دے دیتی ہوں۔۔باقی کے میں اُن کو کہہ دوں گی جب آپ کو جاب ملے تب دے دیں گے"۔۔وہ اپنی مُٹھی آگے کرتی بولی۔۔

"مومی ایک بات میری ہمیشہ یاد رکھنا۔۔زندگی میں اپنے شوق کے لیے کبھی کسی سے اُدھار یا قرض نہیں لینا، اپنے نفس کو سمجھا لینا، عیش و آسائش ہمیشہ اپنے پیسوں سے لُطف دیتے ہیں، قرض بندے کی روح کو بے چینی میں مُبتلا کردیتا ہے"۔۔مریم نے شرمندگی سے سر کو جُھکایا تھا۔۔

"ہے۔۔میرا مقصد اپنی جان کو شرمندہ کرنا نہیں تھا۔۔مجھے پتا ہے نگینہ نے زبردستی کی تھی۔۔پر کسی غیر کو خود پر اتنا حاوی کبھی بھی مت ہونے دو کہ وہ آپ کی مرضی کے بغیر آپ کے فیصلے کرنے لگے، جِس کا خمیازہ صرف آپ کی اپنی ذات کو بُھگتنا پڑے"۔۔وہ ہمیشہ کی طرح اُسے سمجھاتے ہوئے بولا، مریم نے اثبات میں سر ہلاتے گیارہ سو اُس کی طرف بڑھائے تھے۔۔۔زین مُسکرایا تھا۔۔

"یہ تمہارے پیسے ہیں ناں تم اپنے پاس رکھو۔۔"۔۔وہ اُس کی مُٹھی دوبارہ بند کرتا بولا۔۔

"میں تمہیں پیسے دوں گا۔۔ صبح سب سے پہلا کام جو مریم زین کو کرنا ہے، وہ زین احمد کی گردن سے قرض اُتارنا ہے"۔۔وہ اُس کے ٹھوڑی تھامے مُحبت سے کہتا اُسے اپنے ساتھ لگا گیا تھا۔۔

"لیکن۔۔ہمیں اب پیسوں کی ضرورت ہوگی"۔۔وہ اُس کے ساتھ لگی دھیمے سے بولی تھی۔۔

"مریم پہلے بھی وہی دیتا تھا، اُس کی اپنی مرضی تھی۔۔اب بھی وہی دے گا جو اُس کی مرضی ہوگی"۔۔زین احمد مُسکرایا تھا۔۔

قرآن میں وہ مُتعدد بار فرماتا ہے۔۔

ترجمہ: بے شک اللہ جسے چاہتا ہے بے حساب رزق دیتا ہے۔۔(سورہ آل عمران:۳۷)

ترجُمہ: بےشک تمہارا پروردگار جس کی روزی چاہتا ہے فراخ کردیتا ہے اور (جس کی روزی چاہتا ہے) تنگ کردیتا ہے۔۔(سورۃ الِاسراء:۳۰)

"تمہیں پتا ہے انسان کی کوتاہی کیا ہے۔۔؟؟۔۔وہ رزق کے لیے پریشان ہوتا ہے جِس کا وعدہ میرا رب کرتا ہے کہ ہر ذی روح کا رزق میرے ذمّے ہے، لیکن کوئی اُس کی بخشش اُس کی مغفرت کے لیے پریشان نہیں ہوتا، وہ بار بار کہتا ہے، اپنے گُناہوں کی بخشش مانگو، میں گُناہ بخشنے والا ہوں۔۔اِس لیے مومی اگر اُس کا بےحساب رزق چاہیئے ناں تو استغفار کو اپنے اُوپر لازم کر لو"۔۔اُس کی بات ہمیشہ کی طرح مریم کے دل کو سکون بخش گئی تھیں۔۔

....

صبح صبح وہ اخبار لے آیا تھا، انٹرنیٹ اور اخبار پر مُختلف نوکری کے اشتہار دیکھ کر اُس نے دو تین جگہ کے ایڈریس نوٹ کیے تھے۔۔وہ آج اُس کے ساتھ ہی اُٹھی تھی۔۔

لیکن کہتے ہیں ناں کہ آزمائشیں یقیناً ایمان والوں کے ایمان کو جانچنے ہی آتی ہیں۔۔

ترجُمہ: کیا لوگوں نے یہ خیال کر رکھا ہے کہ وہ صرف اتنا کہنے سے چھوڑ دیے جائیں گے کہ ہم ایمان لائے اور یہ کہ وہ آزمائے نہیں جائیں گے؟۔۔﴿سورہ العنکبوت ۲﴾

"مومی میری وہ ڈاکیومنٹس کی بلیو فائل ہوگی کمرے میں لے آؤ ذرا پلیز، میں جب تک نفل پڑھ لوں"۔۔وہ نفل کی نیت باندھتے بولا۔۔

"زین کمرے میں تو کوئی فائل نہیں ہے"۔۔اُس کے سلام پھیرنے پر مریم نے بتایا تھا۔۔

"تم یہاں لاؤنج میں دیکھو میں کمرے میں دیکھتا ہوں"۔۔وہ کہتا اندر گیا تھا۔۔

پورا گھر دیکھ لیا تھا دونوں نے، فائل کہیں نہیں دکھی۔۔فائل گھر میں ہوتی تو ملتی ناں۔۔

"میرے خیال میں، کل ایکسیڈنٹ میں فائل اِدھر اُدھر ہوگئی ہے"۔۔وہ صوفے پر بیٹھتا گہری سانس لیتا بولا تھا۔۔چہرے سے پریشانی ہوادیدہ تھی۔۔

"پھر۔۔اب۔۔اب کیا ہوگا زین۔۔اوریجنل ڈاکیومنٹس کے بغیر کوئی کیسے آپ کو جاب دے گا"۔۔وہ اُس سے زیادہ پریشان ہوئی تھی۔۔زین نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"تم پریشان نہیں ہو۔۔اللہ مالک ہے۔۔تم میرے لیے دُعا کرنا میں چلتا ہوں"۔۔وہ اُسے خود سے لگاتا اللہ حافظ بول کر چلا گیا تھا۔۔وہ اُس پر آیۃ الکرسی کا دم کرتی واپس کمرے میں آئی تھی۔۔زین نے سوچا تھا پہلے ہاسپٹل کا چکر لگا لے عیادت بھی ہوجائے گی اور وہ امانت بھی حقدار کو دے دے گا۔۔

....

"افسوس ہوا۔"۔۔نگینہ نے دائیں بائیں سر ہلایا تھا۔۔

"اگر پیسوں کی ضرورت ہو تو مانگ لینا، آخر پڑوسی ہی پڑوسی کے کام آتے ہیں"۔۔وہ اُس کو ترحم بھری نظروں سے دیکھتی بولی۔۔وہ جو سر جُھکائے علی کے مُنہ میں نوالہ ڈال رہی تھی ایک دم چونکی تھی۔۔

"ارے ہاں پیسوں سے یاد آیا۔۔ایک منٹ"۔۔وہ سب چھوڑ کر اندر کمرے میں بھاگی تھی۔۔

"ہاں ہاں جتنے پیسوں کی ضرورت ہو بول دینا، ناصر سے لینے کی ضرورت ہی نہیں پڑے گے۔۔اتنے پیسے تو میرے پاس بھی ہوں گے جو تمہیں قرض دے سکوں"۔۔وہ تفاخر سے بولی تھی۔۔جب وہ اندر سے آئی تھی۔۔

"یہ لیں نگینہ جی۔۔"۔۔اُس نے اُس کی طرف ہاتھ بڑھایا تھا۔۔جِس میں ہزار ہزار کے دو اور ایک پانچ سو کا نوٹ نظر آرہا تھا۔۔

"مریم رکھو اپنے پاس، اپنی بہن سمجھ کر رکھ لو آگے بھی ضرورت ہو بِلا جھجک مانگ لینا، پیسے بہت ہیں میرے پاس"۔۔آج نگینہ کے لہجے میں کیا نہیں تھا، غرور، برتری، تفاخر۔۔

"زین غصّہ ہوں گے"۔۔وہ سر جُھکا کر بولی تھی۔۔

"ارے جب زین پوچھے تو بول دینا دے دیئے۔۔عورت کے سو خرچ ہوتے ہیں۔۔تم رکھ لو"۔۔ نگینہ کچھ سُننے کو تیار نہ تھی جیسے۔۔

"لیکن۔۔"۔۔وہ ہچکچائی تھی۔۔ صحیح ہی تو کہہ رہی ہیں، جب میرے پاس پیسے آئیں گے میں واپس کردوں گی۔۔ویسے بھی علی کے عید کے کپڑے جوتے تو آئیں گے ناں۔۔اُس کا ذہن پتا نہیں کہاں کہاں سفر کر رہا تھا۔۔نگینہ بغور اُس کے چہرے کے اُتار چڑھاؤ کو ملاحظہ فرما رہی تھی۔۔

"اب اگر تم نے واپس کیئے تو میں نے ہمیشہ کے لیئے ناراض ہوجانا ہے"۔۔وہ لاڈ سے بولی تھی۔۔

"نہیں نہیں پلیز۔۔میں رکھ لیتی ہوں"۔۔وہ کہہ کر دوبارہ علی کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی جو مم کا شور مچاتا اُسے کھانا کھلانے کا کہہ رہا تھا۔۔نگینہ کی نظریں اُس پر جمی تھیں اسٹائل سے کٹی لئیرز اُس کے رُخسار کو چھوتی اُس کے چہرے کو مزید کم عُمر اور اچھوتی خوبصورتی بخش رہی تھیں۔۔

"ہاں میلے بے بی کے پاش یہ آیا ایرو پلین"۔۔وہ دور سے جہاز بناتی نوالہ اُس کے مُنہ میں دے گئی تھی۔۔وہ کِھلکھلایا تھا۔۔نگینہ کے اندر خالی پن نے چُٹکی لی تھی۔۔ علی کے معصوم سے قہقہے اُس کے دماغ میں ہتھوڑے برسانے لگے تھے۔۔اُس کا دل کیا چیخ چیخ کر رودے۔۔آنکھوں کی نمی کو چھپاتی وہ کچھ بھی بولے بغیر باہر نکلی تھی۔۔

....

"سر عادل حیات کو مائیز انجریز (معمولی زخم) تھیں، اور دُعا حیات کی کنڈیشن جیسے ہی اسٹیبل ہوئی اُن کی فیملی اُن کو یہاں سے کسی اور ہاسپٹل شفٹ کروا گئی ہے"۔۔وہ مایوس ہوا تھا۔۔اُس کے پاس اُن لوگوں کی بڑی امانت تھی۔۔اُس نے ہاسپٹل کا نام پوچھا تھا

"نو سر ہمیں کچھ اندازہ نہیں ہے"۔۔زین احمد نے گہرا سانس لیا تھا

"میں نے اپنا ایڈریس یہاں دیا ہے۔۔اگر اُس فیملی سے کوئی میرا پوچھنے آتا ہے تو پلیز آپ اُن کو میرا ایڈریس دے دیجیئے گا"۔۔وہ کہتا باہر نکل گیا تھا۔۔اُس کے بعد وہ انٹرویوز کے لیے گیا تھا۔۔

....

"سوری آپ کے پاس اوریجنل ڈاکیومنٹس نہیں ہیں"

"پہلے جاب کیوں چھوڑی۔۔؟؟"

"وہاں کا کوئی ایکسپیرینس لیٹر۔۔؟؟"

"سوری ویکینسی نہیں ہے"

وہ سڑک پر نصب بینچ پر بیٹھا تھا جب فضا میں اللہ اکبر کی صدا گونجی تھی۔۔

"تیرے سوا میرا کوئی نہیں ہے۔۔تیرے سوا کوئی مدد کرنے والا بھی نہیں ہے"۔۔وہ آستین کے بٹن کھولتا نماز کے الفاظ دہرانے لگا تھا۔۔اُس کا رُخ مسجد کی طرف تھا۔۔جب اُس کے دل میں ایک آیت گونجی تھی۔۔

ترجُمہ: اے ایمان والو صبر اور نماز سے مدد لیا کرو بےشک اللہ صبر کرنے والوں کے ساتھ ہے۔۔

﴿سورۃ البقرۃ: ۱۵۳﴾

زین احمد نے اپنے رب پر بھروسہ کیا تھا اُس یقین کے ساتھ کہ وہ کبھی اُسے گِرنا نہیں دے گا۔۔نہ لوگوں کے قدموں میں اور نہ ہی لوگوں کی نظروں میں۔۔

تین بجے وہ تھکا تھکا گھر آیا تھا۔۔مریم کو اُس سے کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی محسوس نہیں ہوئی تھی۔۔

....

اُسی رات وہ بیڈ پر آنکھوں پر بازو رکھے لیٹا تھا، جب مریم نے لائیٹ آف کی تھی پھر علی کو بیچ میں لٹا کر خود بھی اُس کے برابر آکر لیٹی تھی۔۔اُسے پتا تھا وہ سویا نہیں تھا

"مریم"۔۔اُس نے دھیرے سے پُکارا۔۔

"ہمم"۔۔وہ بھی ویسے ہی لیٹی رہی۔۔

"تم نے نگینہ کو پیسے تو واپس کر دیئے تھے ناں۔۔؟؟"۔۔وہ سرسری لہجے میں پوچھ رہا تھا، جیسے یقین سا تھا کہ مریم اُس کا کہا کیسے ٹال سکتی ہے۔۔مریم کا دل جیسے اُچھل کر حلق میں آیا تھا۔۔

"وہ زین وہ۔۔"۔۔وہ ہکلائی تھی۔۔وہ چونک کر اپنی آنکھوں سے بازو ہٹاتے اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"مریم! تم نے پیسے واپس نہیں کیے"۔۔اب کہ لہجے میں سختی تھی۔۔مریم نے کبھی بھی زین کا سخت روّیہ نہیں دیکھا تھا، اُسے اُس کا لہجہ اُس پارلر والے دن جیسا محسوس ہوا تھا۔۔وہ خوف سے سہمتی ہوئی اُٹھ بیٹھی تھی۔۔

"اُنھوں نے لیئے ہی نہیں، میں نے اتنا کہا"۔۔وہ مجرمانہ لہجے میں بولی۔

"اُٹھو فوراً۔۔کہاں ہیں پیسے، ابھی کے ابھی دے کر آؤ"۔۔وہ اچانک کھڑا ہوا تھا۔۔اُس کے انداز پر وہ مزید سہمی تھی

"لیک۔۔لیکن۔۔اِس وقت۔۔گیارہ بج رہے ہیں مم۔۔میں صبح دے دوں۔۔گی"۔۔وہ اٹک اٹک کر بولی تھی۔۔وہ خطرناک تیور لیے اُس کے سر پہنچا تھا۔۔وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"جیسے آج دیئے تھے۔۔؟؟۔۔پہنو اِسے"۔۔وہ طنزیہ بولتا اُس پر ڈوپٹہ اُچھال گیا تھا، آج زین احمد کے تیور ہی الگ تھے۔۔اُس نے ڈرتے ڈرتے ڈوپٹہ اوڑھا تھا پھر الماری سے پیسے نکالتی وہ خاموشی سے اُس کے ساتھ باہر آئی تھی۔۔وہ سنجیدہ تاثرات سے نگینہ کے فلیٹ کی بیل بجا کر پیچھے ہوا تھا

"ارے مریم تم۔۔آؤ ناں۔۔پیسوں کی ضرورت تھی کیا۔۔؟؟"۔۔نگینہ نے اُسے دیکھتے ہی پیسوں کا پوچھا تھا کہ جیسے زین احمد کی نوکری جانے کے بعد زین احمد کا ایک ہی دن میں کوڑی کوڑی کا مُحتاج ہونا لازمی ہی تو تھا۔۔زین نے لب بھینچے تھے۔۔نگینہ کی نظر اُس پر نہیں پڑی تھی۔۔

"نہیں۔۔نگینہ جی۔۔میں آپ کو یہ پیسے دینے آئی تھی"۔۔مریم ابھی تک زین کے موڈ سے خائف دھیرے سے بولی۔۔

"ارے تم پاگل تو نہیں ہو مریم۔۔؟؟۔۔کام آئیں گے۔۔پاگل ضرورت پڑے گی اب زین کوئی تنخواہ لا کر تمہارے ہاتھ پر تو رکھنے سے رہا"۔۔وہ ابھی بھی طنز کرنے سے باز نہیں آئی تھی۔۔جب وہ خود پر ضبط نہ کرتا آگے بڑھا تھا۔۔

"نگینہ جی زین ناراض"۔۔وہ منمنائی تھی، جب وہ اُس کے ہاتھ سے پیسے لے گیا تھا۔۔

"ارے رکھو ناں اب تو تم۔۔لوگوں کو واقعی میں ضرورت پڑے گی"۔۔اُس کو دیکھ کر نگینہ نے اپنا جُملہ پورا کیا تھا۔۔انداز استہزائیہ تھا۔۔

"اللہ ہے ناں۔۔وہ آپ کو بھی دیتا ہے تو ہمیں بھی دے گا۔۔ان شاءاللہ کسی سے مانگنے کی نوبت نہیں آئے گی، آپ کا بُہت بُہت شُکریہ"۔۔زین کا لہجہ پُر اعتماد مگر سخت تھا۔۔نگینہ نے زین کے ہاتھوں سے پیسے لے لیے تھے۔۔

"چلو مومی۔۔علی اکیلا ہے گھر پر۔۔"۔۔وہ اُس کا ہاتھ تھامے واپسی کے لیے پلٹا تھا جب اُسے پیچھے سے نگینہ کے شوہر ناصر فیروز نے آواز دی تھی۔۔

"میں نے سُنا ہے تمہاری جاب چلی گئی ہے۔۔تم اپنی سی وی دو۔۔میں بات کرتا ہوں اپنے آفس میں۔۔اگر تمہیں یہ جاب مل گئی ناں تو دیکھنا ایک مہینے میں تم کہاں سے کہاں پہنچ جاؤ گے"۔۔وہ اُس کے پہلو میں کھڑی مریم پر نگاہ جماتے بولا۔۔زین نے بمشکل خود پر ضبط کر کے مریم کے تھامے ہاتھ سے اُسے اپنی پُشت پر کیا تھا۔۔

"بہت بہت شُکریہ، اگر اللہ نے میرے لیے رزقِ حلال کا بندوبست کیا ہو گا تو میرا ایمان ہے مجھ تک ضرور پہنچے گا، ایک دو جگہ انٹرویوز دیئے ہیں۔۔اللہ کا کرم ہوا تو کال آجائے گی۔۔"۔۔وہ مضبوط لہجے میں کہتا رُکا نہیں تھا۔۔اِس طرح مُڑا تھا کہ مریم اُس کے وجود میں ایسے چُھپی تھی کہ پیچھے کھڑے خباثت سے دیکھتے ناصر فیروز بس اُس کے ڈوپٹے کی ہی جھلک دیکھ پایا تھا، جب دروازہ زور سے بند ہوا تھا۔۔

"بڑا ہی کوئی مغرور بندہ ہے"۔۔وہ ناگواری سے کہہ کر پلٹا تھا۔۔

....

زین"۔۔اُس نے ڈرتے ڈرتے پُکارا تھا۔۔

"مریم سو جاؤ۔۔مجھے بھی نیند آرہی ہے"۔۔وہ اُکھڑے اُکھڑے لہجے میں کہتا کروٹ بدل گیا تھا۔۔

مریم کی ہمت ہی نہیں ہوئی دوبارہ کچھ کہنے کی۔۔اُسے بہت سارا رونا آیا تھا۔۔روتے روتے وہ نجانے کب سو گئی تھی۔۔

تہجد کے لیے اُٹھی تو زین پہلے سے ہی اُٹھا ہوا تھا۔۔سلام پھیر کر اُس کی طرف دیکھے بغیر وہ قرآن کھول گیا تھا۔۔

"مجھے پتا ہے آپ مجھ سے ناراض ہیں"۔۔وہ اُس کے برابر بیٹھی تھی۔۔وہ نظرانداز کیے قرآن پڑھے گیا تھا۔۔

"میں نے سوچا تھا کام آجائیں گے۔۔میں نے سوچا تھا علی کے عید کے کپڑے لے لیں گے"۔۔وہ اپنے گھٹنوں پر سر رکھے روتے ہوئے بولی رہی تھی۔۔وہ اُس کے بولنے پر پڑھنا روک گیا تھا۔۔اُس نے گہرا سانس لیے آہستہ سے قرآن کو بند کیا تھا۔۔

"مریم اگر زندگی میں کبھی ایسا ہو کہ تمہارے پاس پیسے نہ ہوں تو کیا اپنے بچّے کی خوشی کے لیے تم دوسروں سے مانگ کر اُسے نئے کپڑے پہناؤ گی۔۔؟؟"۔۔وہ رسان سے پوچھ رہا تھا۔۔مریم نے تڑپ کر سر اُٹھایا تھا۔۔زین کی آنکھوں میں نرمی تھی۔۔اُس نے اُس کی آنکھوں میں دیکھتے بھیگی آنکھوں سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"میری جان وہ دے کر بھی آزماتا ہے کہ میرا بندہ میری نعمتوں پر شُکر کرتا ہے یا نہیں۔۔

اور وہ لے کر بھی آزماتا ہے کہ میرا وہی بندہ جو میری نعمتوں سے فائدہ اُٹھا رہا تھا اب وہ اُس نعمت کے نہ ہونے پر صبر کرتا ہے یا نہیں"۔۔زین نے اپنے ہاتھ سے اُس کی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔

"مجھے معاف کردیں۔۔مجھ سے غلطی ہوگئی۔۔آپ رات میں مجھ سے ناراض ہو کر سوئے تھے"۔۔وہ اُس کا چہرہ دیکھتے بولی تھی۔۔

"ہاں رات میں واقعی ایک پل کو مجھے تم پر غصّہ آیا تھا۔۔ناراض بھی تھا، لیکن اب نہیں ہوں"۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔اُس کی مُسکراہٹ مریم کو توانائی بخشتی تھی۔۔

"زین ایک بات بولوں۔۔آپ وہ نگینہ جی کے ہسبینڈ کو اپنی سی وی دے دیں ناں وہ کہہ تو رہے تھے"۔۔اپنی بات کہتے اُس نے نوٹ ہی نہیں کیا تھا کہ زین احمد کے چہرے کے تاثرات بدلے تھے۔۔

"مریم ایک بات بتاؤ۔۔؟؟۔۔تمہارا شوہر تھوڑا کمائے حلال کمائے یا بہت زیادہ کمائے اور حلال حرام کا فرق مٹا دے۔۔؟؟"۔۔اُس کی بات کو سمجھتے ہوئے مریم خاموش ہی رہی تھی۔۔

"زین احمد اپنے بیوی بچّے کے مُنہ میں حرام کا لقمہ ڈالنے سے بہتر ہے اُنہیں بھوکا رکھ لے۔۔اللہ آزمائش سے بچائے"۔۔وہ اُس کے پریشان چہرے پر نگاہ ڈالتا مُسکرایا تھا۔۔

"اللہ مالک ہے، تم پریشان نہیں ہوا کرو، جاؤ وضو کر کے آو"۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتی اُٹھی تھی۔۔

....

وہ روز صبح نئی اُمید سے جاتا تھا پر شاید ابھی مُشکلوں نے اُس کا حوصلہ آزمانا تھا۔۔ہر جگہ سے نہ میں جواب ملتا۔۔آج پانچواں دن تھا۔۔ہر بار واپسی پر مریم اُمید سے اُس کا چہرہ دیکھتی اور ہر بار وہ مریم سے آنکھ ملائے بغیر اندر داخل ہوتا تھا۔۔

رمضان کے بعد اُسے اپنے سارے کے سارے ڈاکیومنٹس پھر سے نکلوانے تھے جو کہ ایک صبر آزما کام تھا وہ جانتا تھا۔۔

....

"آج کیا تم نے بریانی بنائی ہے مریم"۔۔وہ چولہے پر بڑے سائز کی دیگچہ دیکھتی مزے سے پوچھ رہی تھی۔۔

"یہ پانی رکھا ہے بوائل کرنے"۔۔وہ دھیمے سے بولی تھی۔۔نگینہ کا قہقہہ بےساختہ تھا۔۔

"مطلب منرل واٹر کے دو کین میں ہی تمہارے شوہر کی بس ہوگئی"۔۔وہ کہہ کر پھر ہنسی تھی۔۔وہ خاموش رہی تھی۔۔

"اِسی لیے کہتے ہیں، جتنی چادر ہو اُتنے پاؤں پھیلائے بندہ، اور اب اللہ کا واسطہ علی پر ہی بس رکھنا فلحال تم دونوں۔۔دو کین تو تم لوگ افورڈ نہیں کرسکتے۔۔ایک نیا میمبر کہاں افورڈ کرسکو گے"۔۔نگینہ علی کا چابی والا بندر ہاتھ میں لیے قہقہہ لگا کر بولی تھی۔۔مریم کے دل میں نیزے کی انی چُبھی تھی جیسے، اُس نے اپنی آنکھوں کی نمی کو بڑی مُشکلوں سے چھپایا تھا۔۔

"زین تو کہہ رہے تھے کین لانے کو، میں نے ہی منع کردیا تھا"۔۔رات میں زین نے اُس سے کہا تھا کہ وہ لا دیتا ہے اُس نے منع کردیا تھا۔۔

"ایک تو تمہارے شوہر میں نجانے کِس بات کا غرور ہے۔۔ناصر نے سی وی مانگی تو تھی، پتا نہیں کیا سمجھتا ہے خود کو"۔۔نگینہ اپنے دل کی کھولن نکالنے لگی تھی۔۔

مریم اپنے ہونٹ کاٹنے لگی تھی۔۔وہ جانتی تھی اِس بار عید کا بونس ملنے کے بھی چانس نہیں تھے۔۔زین کی بیس دن کی سیلری اور ساتھ جِس پروجیکٹ پر زین کام کررہا تھا وہ کامیاب ٹھہرا تھا اُس کا پروفٹ ملنا تھا۔۔وہ کچھ بھی لیے بغیر، کچھ بھی کہے بغیر وہاں سے آگیا تھا، کچھ تھا تو زین احمد کا ٹوٹا دل اور اُس کا اپنے رب پر بھروسہ۔۔

....

ترجُمہ: اللہ کی رحمت سے مایوس ہونا گمراہوں کا کام ہے۔۔(سورۃ الحجر: ۵۶)

"اے اللہ میں مایوس نہیں ہوا، مایوس تو وہ ہو جِس کا رب نہیں، اللہ یہ تیرے نبی ابراہیم علیہ السلام ہیں، میں تیرا عام سا بندہ ہوں۔۔میں تھکنے لگا ہوں، مجھے سنبھال لو میرے مولا"۔۔وہ زین احمد جو مریم کے سامنے ہمت سے مُسکراتا رہتا تھا آج اپنے رب کے سامنے اپنے دل کا درد ظاہر کر گیا تھا۔۔ جو پہلے سے سب جانتا تھا۔۔

"یا اللہ مجھے ٹوٹنے سے بچا"۔۔وہ زیرِ لب بولتا قرآن کھول گیا تھا پر جو آیت اُس کے سامنے تھی وہ اپنی پیشانی قرآن پر رکھتا پھوٹ پھوٹ کر رو دیا تھا۔۔

ترجمہ: غم نہ کرو اللہ ہمارے ساتھ ہے۔۔(سورہ توبہ: ۴۰)

ساری زندگی شُکر گزار رہنے والے زین احمد کا دل دُکھا تھا، دل کی تکلیف نے اُسے آج رُلا ہی ڈالا تھا اور اُسے تسلی دی بھی تو کس نے۔۔؟؟ اُس بادشاہوں کے بادشاہ نے جو الصمد ہے، جو بے نیاز ہے۔۔ جو جو کرتا ہے، جو جب کرتا ہے اپنی مرضی سے کرتا ہے۔۔

وہ عالیشان رب اپنے ادنٰی سے بندے زین احمد کو تسلی دے رہا تھا۔۔وہ رونے پر آیا تو روتا ہی گیا تھا۔۔دو تین منٹ بعد سر اُٹھا کر وہ روتے میں مُسکرایا تھا۔۔پھر اُس نے شُکرانے کے نفل ادا کیے تھے۔۔

....

دوپہر میں زین نے اُسے فون کیا تھا وہ بُہت خوش تھا۔۔

"مومی ایک ڈیپارٹمنٹل اسٹور پر کام ملا ہے، مجھے رات نو دس بج جائیں گے، تم دروازہ بند رکھنا۔۔اپنا خیال رکھنا"۔۔مزید بتائے بغیر وہ فون رکھ چُکا تھا۔۔اُس کے پاس موبائل بھی نہیں تھا۔۔اُس نے اپنا فون اُسے دینا چاہا تھا پر وہ منع کر گیا تھا۔۔

"یار تمہارے پاس سیل ہونا ضروری ہے، میں کہیں سے بھی تمہیں کال تو کر سکتا ہوں ناں"۔۔اور اب وہ سوچ رہی تھی نو دس۔۔پتا نہیں کیسی جاب تھی۔۔وہ دل میں ہزار وسوسے لیے شُکرانے کے نفل پڑھنے گئی تھی۔۔

رات میں وہ دس بجے گھر آیا تھا تھکن اُس کے چہرے پر رقم تھی۔۔

"اللہ نے کرم کیا ہے مومی دس گھنٹے کی ڈیوٹی ہے۔۔دوپہر بارہ سے رات دس بجے تک۔۔ایک دن کا ایک ہزار ملے گا، آج میں نے آدھے دن سے جوائین کیا تو مجھے پانچ سو ملے ہیں"۔۔وہ اپنی جیب سے پانچ سو کا نوٹ نکالتا اُس کے ہاتھ پر رکھ گیا تھا۔۔وہ آنکھوں میں نمی لیے اُسے دیکھے گئی تھی۔۔

اِسی طرح تین دن ہوگئے تھے اُسے وہ نوکری کرتے، وہ بہت زیادہ تھک جاتا تھا، پر رات کو اُس کے کہنے کے باوجود وہ اپنے ٹائم پر تہجُد کے لیے اُٹھتا تھا۔۔

"مریم یہ تھوڑے سے دن ہیں اِن کی رحمتیں برکتیں سمیٹ لو، یہ ہر سال آئے گا پر پتا نہیں اگلے سال ہم ہوں ناں ہوں۔۔ تمہیں پتا ہے ہر سال اِس بابرکت مہینے میں نجانے کتنے لوگوں کی مغفرت ہوجاتی ہے، میری بس یہی کوشش ہوتی ہے اللہ کو راضی کرنے والوں میں میرا بھی نام آجائے۔۔اور تم جانتی ہو ناں زین احمد کو اِس ہاتھ کو تھام کر جنت میں جانا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کا ہاتھ اپنی مضبوط ہتھیلی میں لیتا بولا تھا۔۔مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

....

"کیا جاب کرتا ہے مریم زین اسٹور میں۔۔؟؟"۔۔اگلے دن نگینہ اُس سے پوچھ رہی تھی۔۔

"پتا نہیں میں نے پوچھا ہی نہیں"۔۔اُس نے لاعلمی کا اظہار کیا۔۔

"شاید کیشیئر ہوں گے"۔۔مریم کے اندازے پر نگینہ نے سر ہلایا تھا کونکہ اُس کا اندازہ بھی یہی تھی۔۔

"چلو اِس وقت تم لوگ کیشیئر کو بھی غنیمت جانو۔۔ورنہ تمہارا وہ اونچی ناک والا میاں، جتنا اُس میں غرور ہے ناں تمہیں اور تمہارے بچّے کو سڑک پر ہی لے آتا۔۔"۔۔وہ ہمیشہ کی طرح طنز سے بولی تھی۔۔

"اچھا مجھے ذرا گروسری کرنی ہے میں تو چلی"۔۔وہ چلتی بنی تھی۔لیکن پھر اُسی شام کو اُس کی واپسی ہوئی تھی۔۔

"مریم بھلا بوجھو تو میں کِس کو دیکھ کر آرہی ہوں"۔۔وہ آنکھوں میں چمک لیے اپنی بے تحاشہ آئی ہنسی کو چُھپاتی پوچھ رہی تھی۔۔

"کسی سیلیبرٹی سے مِل لی ہیں کیا نگینہ جی۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے چہرے اور آنکھوں میں چمک دیکھ کر اشتیاق سے پوچھ رہی تھی۔۔

"سیلیبرٹی! ارے ایسا ویسا"۔۔وہ قہقہہ لگا کر ہنسی تھی۔۔مریم نے نا سمجھی سے خود بھی ہنستے ہوئے اُسے سوالیہ نظروں سے دیکھا تھا

"مریم زین تمہارا اپنا زین احمد کوئی کیشیئر نہیں بلکہ سیلزمین ہے"۔۔مریم ساکت وجود لیے وہیں کھڑی رہی تھی۔۔

"قسم سے ایک لمحے کو میں۔۔ بلکل تمہاری جیسی حالت تھی میری بھی۔۔مطلب کیسے میرے ہسبینڈ کو غرور سے کہہ گیا تھا ایک دو جگہ بات چل رہی ہے۔۔اور نکلے کیا موصوف سیلزمین"۔۔اُسے پھر ہنسی کا دورا پڑا تھا جیسے۔۔مریم کا دل کیا وہ دھاڑیں مار مار کر روئے۔۔

••••••••

رات وہ گھر آیا تھا حسبِ عادت اُس کا گال چومتا وہ جوتے اُتارنے لگا تھا۔۔مریم نے بغور اُس کے چہرے کو دیکھا تھا۔۔جو اب اپنی شرٹ کے بٹن کھول رہا تھا جو کہ پسینے سے تر تھی۔۔۔

"کیا موڈ ہے جانی۔۔"۔۔اُسے اپنی طرف دیکھتا پا کر وہ مُڑے بغیر پوچھ رہا تھا آج شاید پہلی بار وہ جھینپی یا شرمائی نہیں تھی۔۔

"آپ کیا جاب کرتے ہیں اسٹور پر زین۔۔؟"۔۔وہ خود پر ضبط کرتی پوچھ رہی تھی۔۔

"سیلزمین ہوں، یہ دیکھو میرا کارڈ"۔۔وہ اُس کی حالت پر غور کیے بغیر جیب سے کارڈ نکالتا اُس کے گلے میں پہنا گیا تھا۔۔

مریم کی آنکھیں بھرائی تھیں۔۔وہ جو شرٹ اُتار کر تولیا لیے نہانے جارہا تھا ایک دم واش روم کے دروازے پر رُکا تھا۔۔پھر پلٹ کر اُسے دیکھتا وہ واپس اُس کے پاس آیا تھا۔۔جو سر جُھکائے کھڑی تھی۔۔

"مومی"۔۔زین نے اُس کی ٹھوڑی کو ہاتھ سے تھامے اُس کے سر کو اونچا کیا تھا۔۔نجانے کتنے آنسوؤں نے اُس کے رُخساروں کو بوسہ دیا تھا۔۔ہمیشہ کی طرح زین احمد نے اپنے ہونٹوں سے اُس کے آنسو چُنے تھے

"کوئی کام چھوٹا نہیں ہوتا میری جان"۔۔وہ بے اختیار اُس سے لگی رودی تھی۔۔

"میں نے تمہیں کتنی بار کہا ہے کسی کو خود پر اتنا حاوی نہ ہونے دو کہ وہ آپ کا چین سکون برباد کرسکے، نگینہ کی باتوں پر دھیان نہیں دیا کرو مومی۔۔میں آج پھر کہوں گا ہم بہت سوں سے اچھے ہیں۔۔کیا ہوتا اگر وہ یہ ایک ہزار کی نوکری بھی نہ دیتا۔۔؟؟۔۔کسی کے آگے ہاتھ تو نہیں پھیلانے دیا ناں ہمارے رب نے ہمیں۔۔؟؟"۔۔وہ اب جُھک کر پوچھ رہا تھا۔۔مریم نے ہتھیلی سے اپنے آنسو صاف کرتے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

مریم وہ کہتا ہے

ترجمہ: اگر شکر کرو گے تو میں تمہیں زیادہ دوں گا۔۔(سورہ اِبراہیم:۷)

"تو کیوں ناں ہم اُس کے شُکر گزار بندے بن جائیں مومی"۔۔اُس نے پھر اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"سُنو اب تمہارے کپڑے بھی میرے پسینے سے خراب ہوگئے ہیں۔۔کیا خیال ہے۔۔؟؟"۔۔وہ ایک آنکھ میچ کر پوچھ رہا تھا۔۔وہ ایک دم اُس سے الگ ہوئی تھی۔۔

"آپ بہت بے شرم ہوتے جارہے ہیں زین احمد"۔۔وہ سُرخ چہرے اور دھڑکتے دل کے ساتھ بول کر کمرے سے باہر بھاگی تھی۔۔وہ ہنستا ہوا واش روم کی طرف بڑھا تھا۔۔اور باہر وہ اپنے گِرد اپنے ہی بازوؤں کا حصار باندھے اپنے آپ سے آتی اُس کی خوشبو کو اندر اُتار رہی تھی۔۔

"آپ کو کیا پتا زین یہ خوشبو مجھے زندگی بخشتی ہے"۔۔وہ زیرِلب بولی تھی۔۔

....

"مومی عشرہ نجات آج سے شروع ہوا۔۔دن کتنے جلدی سے گُزر رہے ہیں ناں"۔۔مریم نے علی کو کندھے پر ڈالا تھا۔۔آج اُس کی طبیعت ٹھیک نہیں تھی۔۔ساری رات بے چین رہا تھا ابھی بھی ساڑھے تین بج رہے تھے۔۔وہ دونوں ہی جاگے تھے اُس کی وجہ سے۔۔

"اِسے مجھے دو۔۔تم وضو کر آؤ"۔۔زین نے اُس کے ہاتھ سے علی کو لیا تھا وہ ماں کو چھوڑنے پر راضی نہیں تھا اُس نے رونا شروع کیا تھا۔۔

"تم جاؤ میں بہلا لوں گا"۔۔وہ مریم کے چہرے کو دیکھتا بولا جہاں نیند، تھکن، پریشانی دیکھ کر اُسے اُس پر ترس آیا تھا۔۔دو تین منٹ بعد وہ واپس آئی تو علی اُس کے کندھے پر سر رکھے ہوئے تھے۔۔وہ نفل پڑھ کر روز کی طرح اُس کے پاس آکر بیٹھی تھی۔۔تب تک زین اُسے سُلا کر بیڈ پر لٹا آیا تھا۔۔اُس نے ممنونیت سے زین کو دیکھا تھا۔۔

"اِس عشرے کی دُعا آتی ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کے سوال پر مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

اَللّٰھُمَّ اَجِرْنِي مِنَ النَّارِ

ترجمُہ: اے اللہ ہمیں جہنم کی آگے سے نجات دے

"یہ دُعا تو ہمیں ساری زندگی ہر فجر اور مغرب کی نماز کے بعد سات بار پڑھنی چاہیئے"۔۔مریم کے کہنے پر زین نے سر ہلایا تھا۔۔

"میں اِس دُعا کے ساتھ ساتھ اِن دس دنوں میں اِس آیت کا ورد رکھتا ہوں اپنے زبان پر

ترجمہ: اے اللہ عطا فرما ہمیں دنیا میں بھلائی اور آخرت میں بھلائی اور بچا ہمیں آگ کے عذاب سے۔۔(سورۃ البقرۃ: ۲۰۱)

"یہ آیت آپ ﷺ کی کثرت سے پڑھی جانے والی دُعاؤں میں سے ایک ہے، مریم یہ دس دن اور دس راتیں بہت ہی بابرکت ہیں، یوں سمجھو بونس ہیں"۔۔وہ آج پھر اُسے بہت سی مُفید باتیں بنانے لگا تھا۔۔

"تاک اردو میں odd کو کہتے ہیں جِس کا مطلب ہے، ایک، تین، پانچ، سات، نو۔۔اِسی طرح ایک چھوڑ کر۔۔اور یہ آخر کا عشرہ ہے تو اِس میں اکیس، تیئیس، پچیس، ستائیس اور اُنتیس، اِن راتوں میں ہمیں شبِ قدر ڈھونڈنی ہے، سورہ قدر آتی ہے مومی تمہیں۔۔؟؟"۔۔مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

ہم نے اس (قرآن) کو شب قدر میں نازل کیا۔

اور آپ کیا جانیں شب قدر کیا ہے ؟

شب قدر ہزار مہینوں سے بہتر ہے۔

فرشتے اور روح الامین اس شب میں اپنے رب کے اذن سے تمام (تعیین شدہ) حکم لے کر نازل ہوتے ہیں۔۔

یہ رات طلوع فجر تک سلامتی ہی سلامتی ہے۔۔۔(سورہ القدر)

وہ ٹھہر ٹھہر کر ایک ایک آیت ترجُمے سے پڑھتا گیا تھا۔۔

"ہمیں کیسے پتا چلے گا کہ یہ والی رات شبِ قدر ہے۔۔؟؟"۔۔مریم کے سوال پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"بعض لوگ کچھ نشانیاں بتاتے ہیں پر میں نے کبھی اُن نشانیوں کو ڈھونڈنے میں اپنا ٹائم نہیں لگایا"۔۔

وہ ہنسا تھا۔۔

"پھر آپ کیا کرتے ہیں۔۔؟؟"۔۔ایک اور سوال۔۔

"میں آخر کی اِن دس راتوں کی ہر رات کو شبِ قدر جان کر عبادت کرتا ہوں۔۔یہ پوری دس راتوں میں دل سے عبادت کرتا ہوں"۔۔وہ اپنی مخصوص خوبصورت مُسکراہٹ سے بولا تھا۔۔

"یہ تو بہت ہی پتے کی بات بتائی آپ نے"۔۔وہ مُسکرائی تھی۔۔

زین کو دُنیا کا سب سے پیارا وقت یہ آدھی رات کا وقت لگنے لگا تھا۔جب وہ اُس کے پاس زمین پر بیٹھی اُس کی باتیں غور سے سُنتی تھی۔۔

"مومی اس رات میں دعاؤں کو خاص اہمیت حاصل ہے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا سے روایت ہے کہ میں نے آپ ﷺ سے پوچھا کہ اگر مجھے شب قدر مل جائے تو میں اس میں کیا پڑھوں؟

آپ ﷺ نے ارشاد فرمایا یہ پڑھا کرو۔

ترجُمہ: اے اللہ بیشک تو معاف کرنے والا ہے، معافی کو پسند کرتا ہے، تو مجھے معاف فرما۔۔

"تم بھی اِس دُعا کو کثرت سے پڑھنا اِن دس راتوں میں خصوصاً تاک راتوں میں"

"ان شاءاللہ"۔۔مریم نے ہمیشہ کی طرح اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"زین عفو اور مغفرت میں کیا فرق ہے۔۔؟؟"۔۔اُس نے سوال کیا۔۔

"مغفرت: یہ ہے کہ اللہ آپ کے گناہ معاف کرے(سزا نہ دے) مگر اعمال نامے میں وہ گناہ بدستور لکھا ہوا رہے گا۔

عفو: یہ ہے کہ اللہ آپ کا گناہ معاف کرے اور آپ کے اعمال نامے سے بھی اس کو مٹا دے گویا کہ گناہ ہوا ہی نہیں۔

اسی لئے رسول اللہ ﷺ نے نصیحت کی کہ یہ دعا اِن راتوں میں کثرت سے مانگو، اب تم اُوپر کی دونوں دُعائیں سارا دن پڑھتی رہو اور رات میں یہ عفو والی، میں ذرا علی کو دیکھ لوں"۔۔وہ اُس کو جواب دیتا اُٹھ کر کمرے میں گیا تھا۔۔

....

صبح ساڑھے دس بجے تک تو علی سویا جاگا ہی رہا تھا اُس کے بعد اُس نے رونا شروع کر کے دونوں کو پریشان کردیا تھا۔۔نہ سورہا تھا اور نہ کچھ کھا رہا تھا۔۔سوا گیارہ بج رہے تھے۔۔

"مومی تم خالہ کے ساتھ جا کر اِسے ڈاکٹر کر دکھا دو"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں پندرہ سو دیتا بولا۔۔

"لیکن زین میں اکیلی کیسے۔۔؟"۔۔وہ ازحد پریشان ہوئی تھی۔۔

"خالہ ہوں گی ناں تمہارے ساتھ۔۔میں چھٹی نہیں کرسکتا مریم، اگر ذرا سا لیٹ بھی ہوا تو وہ مجھے جاب سے نکال دیں گے بہت سختی ہے"۔۔وہ جوتے پہنتے بولا پھر اُس کی پریشان شکل دیکھتا گہرا سانس لیتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔

"مومی، میں چاہتا ہوں میری مومی ہر طرح کے حالات کا مُقابلہ ڈٹ کر کرے"۔۔وہ اُسے بازو کے حلقے لیے بولا تھا مریم نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"یہ پندرہ سو، ڈاکٹر کی فیس کے بعد باقی پیسوں کی میڈیسنز لے لینا اگر ایک آدھ رہ جائے تو میں کال کروں گا بتا دینا میں لے آؤں گا ان شاءاللہ۔۔"۔۔وہ علی کے سر کو چُومتے آگے بڑھا تھا، لیکن پھر واپس پلٹا تھا۔۔وہ چہرے پر ہزار پریشانیاں لیے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"اللہ مالک ہے"۔۔وہ اُس کا بھی سر چومتا اللہ حافظ کہہ کر باہر نکلا تھا۔۔مریم کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

ڈاکٹر نے انجیکشن لگا کر کچھ دوائیں دی تھیں، سب کچھ اُن پندرہ سو میں ہو گیا تھا۔۔رات تک اُس کی طبیعت سنبھل گئی تھی۔۔

....

"ارے زین!!!"۔۔وہ اُس کو دیکھ کر حیران ہی تو ہوگئی تھی۔۔رات دس بجے وہ واپس آیا تھا اور آتے ہی علی کے بال کٹوانے لے گیا تھا کہ بعد میں عید کی وجہ سے رش بڑھ جانا تھا۔۔لیکن ابھی دروازہ کھولتے ہی وہ حیرانی سے دونوں باپ بیٹے کی شکل دیکھ رہی تھی۔۔جو دونوں ہی نئے ہیر کٹ میں اُس کے دل کو اچھے لگ رہے تھے۔۔

"اب بتاؤ کون زیادہ ہنیڈسم لگ رہا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں علی کو تھماتا پھر اُس کا گال چُومتا پوچھ رہا تھا۔۔اُسی بات پر وہ ہنس دی تھی۔۔

"میرا بیٹا تو شہزادہ ہے"۔۔وہ علی کا گال چُومتی بولی جو اب بیزاریت سے اپنی مُٹھی سے ناک کو رگڑ رہا تھا۔۔زین دروازہ بند کرتے واپس اُس کی طرف مُڑا تھا۔۔

"پر میرے بیٹے کا باپ تو دل پر راج کرتا ہے"۔۔وہ شرارت سے بولتی ہوئی اُس کے لیے پانی لینے چل دی تھی۔۔وہ کُھل کر مُسکرایا تھا۔۔

"لیکن آپ کا تو کوئی ارادہ نہیں تھا۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے پیچھے کمرے میں آتی پانی کا گلاس دیتی پوچھ رہی تھی نظریں اُس کے بالوں پر تھی۔۔زین کو بڑے بال پسند تھے جو ہم وقت اُس کے ماتھے پر پڑے ہوتے تھے۔۔اور اب کہ آگے سے بالوں کو تھوڑا چھوٹا کر کے نیا اسٹائل دیا گیا تھا۔۔مریم زین کو اُس پر سے اپنی نظریں ہٹانی مُشکل ہوئی تھیں۔۔

"یار تمہارا شہزادہ اتنے آرام سے بیٹھا ہوا تھا میری گود میں۔۔بندے نے پوچھا ریڈی ہیں آپ۔۔میں نے کہا جی۔۔اُس نے میرے بالوں میں اسپرے کرنا شروع کردیا۔۔بس پھر مجبوراً میں نے بھی کٹوادیئے"۔۔اُس کی بات پر وہ کھلکھلائی تھی۔۔پر علی نے اب اپنے دونوں ہاتھوں سے اپنی آنکھیں ملنا شروع کردیں تھیں۔۔

"رُکیں رُکیں زین پلیز۔۔پہلے اِس کو نہلا دوں۔۔اِس کی آنکھوں اور ناک میں بال جارہے ہیں"۔۔وہ اُسے شرٹ کے بٹن کھولتے دیکھ کر جلدی سے آگے بڑھی تھی۔۔

"واہ!! ابھی کیا فرمایا آپ نے مُحترمہ، شہزادے کا باپ آپ کو زیادہ پیارہ ہے"۔۔وہ علی کو لیے اُس سے پہلے واش روم میں گھسی تھی۔۔اندر سے اُس کے قہقہے کی آواز آئی تھی۔۔

"وہ تو ابھی بھی کہوں گی"۔۔اُس کی شرارت سے کہی گئی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"میلا بے بی شیزادہ لگ رہ ہے۔۔ہش"۔۔وہ اُس کو ڈائیپر پہناتے ہوئے اُس سے لاڈ کرنے لگی تھی۔۔ علی اپنی ننھی ننھی ٹانگیں ہلاتا کِھلکھلا رہا تھا۔۔اُس نے اُس پر پاؤڈر چھڑکا تھا۔۔علی نے اُس کے ہاتھ سے پاؤدر لے لیا تھا۔۔

"بابا زیادہ پیارے ہیں مما کو۔۔پر یہ تو مما کی جان ہے"۔۔وہ اُس کو شرٹ پہنانے کے لیے شرٹ کے گلے کے بٹن کھولتی اُس پر جُھکی تھی، نتیجتاً اُس کے بال علی کے چہرے پر گِرے تھے اور اگلے ہی پل اُس نے شرارت سے اُس کے بالوں میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔

"آ۔۔آ۔۔آوچ۔۔علی چھوڑو۔۔گندے بچّے"۔۔اُس نے نرمی سے اپنے بال اُس کی گرفت سے چھڑانے چاہے تھے۔۔ساڑھے سات ماہ کا علی حسِب عادت اُس کی روہانسی آواز پر کِھلکھلایا تھا۔۔

"زین۔۔۔زین۔۔جلدی آئیں پلیز۔۔زین۔۔"۔۔وہ اب مارے درد کے اُس کو آوازیں دے رہی تھی۔۔اُس کی آواز سُن کر وہ عِجلت میں برآمد ہوا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔اُس کی حالت دیکھ کر لگ رہا تھا کہ وہ بوکھلا کر باہر آیا تھا۔۔بالوں سے پانی ٹپک رہا تھا وہ جلدی سے اُن کی طرف آیا تھا۔۔

"ارے یار کتنی بار کہا ہے۔۔آپ کے کھیلنے کی چیز نہیں ہے یہ"۔۔وہ ہمیشہ کی طرح بڑی نرمی سے اُس کی گرفت سے بال چُھڑا گیا تھا۔۔پر علی نے اُس کی حرکت پر ہونٹ نکالے تھے۔۔

"یہ لو تم اِس سے کھیلو"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں پاؤڈر دیتے بولا۔۔وہ اپنے بالوں کا جوڑا باندھ رہی تھی۔۔

"باپ بیٹے دونوں تمہارے بالوں پر فِدا ہیں۔۔کیا کریں"۔۔وہ اُس کا جُوڑا کھولتا بولا۔۔

"کیا ہے زین نہیں کریں ناں"۔۔وہ بیزاریت سے بولتی پھر سے جُوڑا باندھنے لگی تھی۔۔

"میرا حال دیکھو۔۔"۔۔وہ ہاتھ سے اپنی طرف اشارہ کرتا بولا۔۔وہ پورا ہی گیلا تھا تقریباً

"تمہاری چیخ پر سب چھوڑ کر باہر آیا ہوں کہ نجانے کیا ہوگیا"۔۔وہ مُنہ بنا کر بولا۔۔مریم اپنے دونوں ہاتھ چہرے پر رکھتی زور سے ہنسی تھی۔۔

"جانِ من بہت ہنسی آرہی ہے ناں"۔۔اُس کا جُوڑا کھولتا وہ ایک قدم کا فاصلہ بھی مِٹاتے اُس کے بہت قریب آیا تھا۔۔

"زین نہیں۔۔"۔۔وہ اُسے اپنی گرفت میں لیتا اپنے گیلے بالوں اور وجود سے اُسے اچھا خاصا گیلا کرگیا تھا۔۔

"زین۔۔میرے کپڑے۔۔پلیز زین۔۔میرے کپڑے گیلے ہوجائیں گے"۔۔وہ بدحواسی سے ہنستے ہوئے چِلا رہی تھی۔۔جب علی نے پاؤڈر کا ڈبہ دور پھینکتے ہوئے زور سے چیخ ماری تھی۔۔

"یہ میرا ننھا پیس۔۔اور اِس کی بڑی سی انسکیورٹی"۔۔زین نے مُنہ بناتے ہوئے اُسے آزاد کر کر بیٹے کو گھورا تھا، جو اُس کو اپنی ماں سے دور رہنے کے لیے اُس سے زیادہ گھور رہا تھا۔۔وہ اپنی اُتھل پُتھل سانسوں پر قابو پاتی پھر سے ہنسی تھی۔۔زین نے اُسے گھورتے ہوئے اپنی قمیض اُٹھائی تھی۔۔وہ اپنا جُوڑا باندھ کر علی کی طرف مُتوجہ ہوئی تھی۔۔

"میری بیوی چوبیس گھنٹوں میں سے بیس گھنٹے اِن مُحترم کے پاس ہوتی ہے۔۔اور اُن میں سے یہ چار گھنٹے بھی وہی ہیں جب یہ جناب سورہے ہوتے ہیں، زرا سا میں کیا ہاتھ لگا لوں اِس کی ماں کو، اِسے اپنی سائز سے بھی بڑی اِن سیکیورٹی ہونے لگتی ہے"۔۔وہ بُرا منہ سا بناتا بول رہا تھا۔۔

اُس کی بات پر مریم زور سے ہنسی تھی۔۔مریم کو ہنستے دیکھ کر علی بھی کِھلکھِلایا تھا۔۔

"بہت بُرے ہیں آپ۔۔"۔۔وہ اپنی گیلی شرٹ کی طرف دیکھتی اب کے خفگی سے کہتی علی کو شرٹ پہنانے لگی تھی۔۔۔

"دیکھو تم اب ایسے ناراض ہوجاؤ گی تو میں منانے پر مجبور ہوجاؤں گا"۔۔وہ اپنے تازہ کٹے بالوں کو تولیے سے رگڑتا اُس پر نظریں جمائے بولا۔۔

"یہ میرے بندھے ہاتھ ہیں۔۔میں نہیں آپ سے ناراض"۔۔وہ سچ میں ہاتھ باندھ گئ تھی چہرہ ابھی بھی سُرخ تھا۔۔اُس کے انداز پر وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

....

آج اتوار ہونے کے باعث وہ گھر پر تھا۔۔۔دوپہر کے بارہ بج رہے تھے تقریباً، جب بیل بجی تھی اُس نے دروازہ کھولا سامنے کوئی چالیس بیالیس سال کا بندہ کھڑا تھا، جِس کے کپڑے، جوتے، ہاتھ میں تھاما موبائل اور کلائی میں بندھی گھڑی اُس کے مضبوط مالی حالات کا بتا رہی تھی۔۔

"السلام و علیکم، جی کِس سے ملنا ہے آپ نے۔۔؟؟"۔۔زین نے شائستگی سے پوچھا تھا۔۔

"وعلیکم السلام، میرا نام عادل حیات ہے، مجھے زین احمد سے ملنا ہے"۔۔وہ آدمی زین کے خوبرو چہرے کو بغور دیکھ کر بولا۔۔

"جی۔ کہیئے میں ہی زین احمد ہوں"۔۔اُس کے کہتے ہی اُس آدمی کے چہرے کے تاثرات فوراً سے بدلے تھے۔۔وہ ایک دم مُصافحے کے لیے اپنا ہاتھ آگے بڑھا گیا تھا۔۔وہ ایک پل کو حیران ہوا تھا پر پھر فوراً سے اُس کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"کیا میں اندر آکر بات کرسکتا ہوں۔۔؟؟"۔۔اُس شخص کے چہرے پر عجیب سے تاثرات آنکھوں میں نمی زین کو اُلجھا گئی تھی۔۔

"جی جی آیئے ناں بیٹھیں"۔۔زین نے راستے دے کر مہمان نوازی نبھائی۔۔وہ دو تین قدم اندر آیا تھا۔۔

"میں سمجھتا تھا دُنیا میں اب صرف خودغرضی، نفسا نفسی ہی رہ گئی ہے، لیکن میں غلط تھا"۔۔وہ اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھے نم لہجے میں بولے تھے۔۔

"میں سمجھا نہیں آپ۔۔"۔۔اُس کی اُلجھن مزید بڑھی تھی۔۔

"میں وہی ہوں جِس کی دو جانیں تم نے بچائی تھیں۔۔ایک میری اور دوسری بھی میری ہی سمجھ لو، میری بیٹی کی"۔۔زین ابھی تک حیران پریشان کھڑا تھا، اُس نے بات سمجھنے کی کوشش کی تھی۔۔وہ اب رو دیئے تھے۔۔

"میری بیٹی۔۔تم نہ ہوتے۔۔تو"۔۔وہ اب بےاختیار اپنی آنکھوں پر ہاتھ رکھے رودیئے تھے۔۔زین کی سمجھ میں جیسے ساری بات آئی تھی۔۔

"دیکھیں زندگی دینے والی تو اللہ کی ذات ہے، میں تو صرف ایک ذریعہ تھا"۔۔وہ اب نم آنکھوں سے مُسکرایا تھا۔۔اُنھوں نے خود کو سنبھالا تھا۔۔

"یار تم نے تو مجھے خرید لیا"۔۔وہ اب اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھتے اپنے آنکھیں صاف کرتے مُسکرائے تھے۔۔

"سر مجھے شرمندہ نہ کریں، اُس دن مجھے بہت دیر ہوگئی تھی، میرا فون بھی گر گیا تھا بس اِسی لیے جلدی میں آپ سے مِل نہیں سکا تھا جیسے ہی آپ کی اور آپ کی بیٹی کی اللہ کے کرم سے خیریت کی خبر ملی میں گھر چلا گیا تھا، میں آیا تھا اگلے دن پر آپ لوگ وہاں سے شفٹ ہوگئے تھے"۔۔وہ اُنہیں بیٹھنے کا اشارہ کرتا تفصیل سے بولا تھا۔۔

"میں نے ہاسپٹل سے ہی تمہارا نام پتا معلوم کیا تھا، ایک ہفتہ لگ گیا، میری بیٹی دعا کی حالت ٹھیک ہونے میں، بس اللہ کا کرم ہے وہ اب ٹھیک ہے"۔۔وہ مُسکرائے تھے۔۔

"اِسے لے جائیں بھئی، مجھے پڑھنے نہیں دے رہا، پھر آپ کہتے ہیں میں بہانے بنا رہی ہوں"۔۔اندر کمرے سے مریم کی جھنجھلاہٹ بھری آواز پر وہ شرمندہ ہوا تھا۔۔

"سر ایک منٹ پلیز"۔۔وہ شرمندگی سے کہتا جلدی سے اندر گیا تھا۔۔ تین چار سیکنڈ میں واپس آیا تو اُس کے ہاتھ میں گل گوتھنا سا بچّہ دیکھ کر اُن کی مُسکراہٹ گہری ہوئی تھی۔۔ریڈ شرٹ بلیو گھٹنوں سے نیچے شارٹس میں گلابی سا علی ہر کسی کی توجہ حاصل کر لیتا تھا

"یہ تمہارا بچّہ ہے۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے کھڑے ہوکر علی کا گال چُھوا تھا جو اُنہیں دیکھ کر خیر مقدمی سے مُسکرایا تھا۔۔

"جی سر"۔۔اُس نے علی کا گال چوما تھا۔۔

"ارے یار تم تو خود اتنے چھوٹے ہو، کیا ایج ہے تمہاری۔۔؟؟"۔۔وہ حیرت سے باپ بیٹے کو دیکھ کر پوچھ رہے تھے۔۔وہ جھینپا تھا۔۔

"ٹوئینٹی فائیو"

"لو اب بتاؤ تم جِس عُمر میں بیوی بچّے والے بنے ہو اُس عُمر کے لڑکے یونیورسٹی کے اسائنمنٹ کے چکروں میں خوار ہوتے ہیں"۔۔اُن کی بات پر اُس نے قہقہہ لگایا تھا یہ بات اُن دونوں کو ہی سُننی پڑتی تھی۔۔

"اچھی بات ہے یار، ماشاءاللہ۔۔اولاد بہت بڑی نعمت ہے۔۔اللہ سب کی آنکھوں کی ٹھنڈک سلامت رکھے"۔۔اُن کی آنکھیں پھر نم ہوئی تھیں۔۔وہ زیرِلب آمین بول گیا تھا، جب اچانک اُسے کچھ یاد آیا تھا۔۔

"سر آپ ایک منٹ رُکیں میرے پاس آپ کی امانت ہے"۔۔وہ جلدی سے اندر کمرے میں گیا تھا پھر کچھ سیکنڈ میں ہی واپس آیا تھا۔۔

"سر یہ اُس دن آپ کی بیٹی کے ہاتھ سے گِرا تھا، میں اگلے دن ہاسپٹل آیا تھا پر آپ لوگ نہیں تھے"۔۔وہ اُن کے آگے نیا نکور موبائل بڑھاتے بولا۔۔موبائل کو دیکھتے اُن کی آنکھوں میں آنسو آگئے تھے۔۔پر اُنہوں نے ہاتھ نہیں بڑھایا تھا۔۔

"تمھیں پتا ہے، اُس دن گاڑی میں دُعا اور میری اِسی سیل کو لے کر بحث ہورہی تھی۔۔اُسے سیم سنگ نہیں آئی فون چاہیئے تھا"۔۔اُنہوں نے اُس کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔

"سر ایک اور چیز ہے میری آپ کے پاس"۔۔اُس نے ہاتھ آگے بڑھایا تھا۔۔اُس کے ہاتھ میں پیسے دیکھ کر وہ جی بھر کر حیران ہوئے تھے۔۔

"سر یہ اُس دن ڈرائیونگ سیٹ کے پاس نیچے پڑے تھے، میں نے گنے نہیں ہیں لیکن اِس سے پہلے کہ آپ اِسے گنے اور آپ کے دل میں خیال آئے آپ یہ دیکھ لیں"۔۔زین نے کوئی سلپ اُس کی طرف بڑھائی تھی، وہ ہاسپٹل کا بِل تھا۔۔اسّی ہزار۔۔۔

"مجھے معاف کردیں سر آپ سے بغیر پوچھے پیسے اُٹھانے پڑے، ورنہ ڈاکٹر کیس نہیں لے رہے تھے، اور آپ کی بیٹی کی کنڈیشن۔۔"۔۔اُنہوں نے ایک دم اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"بس کردو یار اور کتنا حیران کرو گے"۔۔وہ اُس کا کندھا تھپتھپا کر بھیگی آواز میں بولے تھے، جب علی نے اُن کے ہاتھ کو باپ کے کندھے سے ہٹانا چاہا تھا۔۔

"یہ تمہارا بیٹا جانتا ہے کہ باپ پر صرف اُسی کا حق ہے"۔۔اُنہوں نے ہنستے ہوئے ہاتھ ہٹایا تھا، زین نے شرمندہ ہوتے علی کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"کہاں جاب کرتے ہو۔۔؟؟"۔۔اُن کی بات پر زین احمد کو اذیت بھرا لمحہ یاد آیا تھا۔۔

"ڈیپارٹمینٹل اسٹور پر"۔۔اُس کی بات پر وہ حیران ہوئے تھے۔۔

"پڑھے لکھے لگتے ہو"۔۔وہ عجیب انداز سے مُسکرایا تھا۔۔

"اللہ کا شکر ہے سر MCS ہوں اور اِسی ڈگری نے مجھے اسٹور میں بھی جاب دلوادی"۔۔علی نے اُس کی جیب میں ہاتھ ڈالا تھا۔۔

"تم سے ایک بات پوچھوں۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے وجہیہ چہرے پر نگاہ جمائے بولے جہاں ایمانداری کی چمک تھی۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا۔۔

"اگر تم MCS ہو تو تمہیں تو کہیں بھی اچھی جگہ جاب مِل سکتی ہے، تو یہ اسٹور۔۔؟؟"۔۔اُن کے لہجے میں حیرانی محسوس کر کے وہ استہزائیہ انداز میں ہنسا تھا۔۔

"مجھے میری ایمانداری وفاداری کی سزا ملی ہے شاید"۔۔زین کے چہرے پر اذیت لہرائی تھی۔۔

"مطلب۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے اُلجھن سے پوچھا۔۔

"سر پانچ سال سے اُس آفس میں کام کر رہا تھا، بس ایک دن چوری کا الزام لگایا کِسی نے، باس جو مجھے ہمیشہ اپنا بیٹا کہتے تھے، صرف پچاس ہزار کے لیے اُنہوں نے میری ذات کو بےیقین کر کے مجھے میری ہی نظروں میں گِرا دیا، لیکن سر اللہ بڑا مہربان ہے، عزّت کی کمائی ابھی بھی دیتا ہے"۔۔اُس کی بات پر اُن کے چہرے پر حیرت در آئی تھی۔۔

"زین۔۔ تمہیں پتا ہے یہ کتنے پیسے تھے۔۔؟؟"۔۔وہ نوٹوں کو دوسری ہتھیلی پر مارتے عجیب انداز سے مُسکراتے ہوئے پوچھ رہے تھے۔۔

"نہیں سر"۔۔وہ نفی میں سر ہلاتا بولا تھا۔۔

"ڈیڑھ لاکھ"۔۔اُنہوں نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"اور یہ سیل جانتے ہو کتنے کا ہے۔۔؟؟"۔۔اُنہوں نے اُس کے آگے بلیو چمکتا ہوا موبائل لہرایا تھا۔۔

اُس نے پھر نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"ساٹھ ہزار۔۔لیکن میری بیٹی کو ایک لاکھ والا آئی فون چاہیئے تھے"۔۔وہ ہنسے تھے۔۔

"تمہارے جیسے لوگ انمول ہوتے ہیں زین احمد"۔۔وہ کب سے اُس کے چہرے کو ہی دیکھ رہے تھے۔۔

"عام سا بندہ ہوں سر"۔۔وہ سر جُھکائے دھیرے سے مُسکرایا تھا۔۔

"نہیں زین احمد، ایمانداری کی کوئی قیمت نہیں ہوتی تم انمول ہو"۔۔وہ اُس کے کندھے پر تھپکی دیتے بولے۔۔زین کی آنکھیں نم ہوئی تھیں۔۔

"جِس انسان کے پاس ڈیڑھ لاکھ آجائے اور وہ امانت سمجھ کر واپس کررہا ہو، تو کیا پچاس ہزار کے لیے وہ اپنا ایمان داؤ پر لگائے گا۔۔؟؟"۔۔وہ اب نم آنکھوں میں اُن کی آنکھوں میں دیکھ رہا تھا۔۔

"اپنا نمبر دو یار"۔۔وہ اپنا فون نکالتے ہوئے بولے۔۔

"سر میرا موبائل اُس دن گِر گیا تھا، ابھی کوئی کونٹیکٹ نمبر نہیں ہے میرے پاس"۔۔وہ آرام سے بولا تھا۔۔

"یہ لو۔۔یہ رکھ لو"۔۔اُنھوں نے سیم سنگ کا وہ ساٹھ ہزار کا بلکل نیا موبائل اُس کی طرف بڑھایا تھا۔۔زین احمد کو جیسے بچھو نے ڈنک مارا تھا۔۔

"سر یہ۔۔یہ نہیں پلیز سر"۔۔وہ ایک قدم پیچھے ہٹا تھا۔۔

"زین یہ مت سمجھنا کہ تمہیں قیمت دے رہا ہوں۔۔تم نے مجھ پر جو احسان کیا ہے ناں وہ انمول ہے، میں نے اگر تمہیں اُس کی قیمت دی تو سمجھو تمہارے ایمان کی بےادبی کروں گا"۔۔زین نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"نہیں سر یہ نہیں، میں یہ نہیں لے سکتا"۔۔وہ قطعیت سے بولا تھا، جبھی علی نے اُن کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔

"تم سے زیادہ تو تمہارا بیٹا رواداار نکلا کہ کِسی بڑے کی دی گئی چیز کو واپس نہیں کرتے"۔۔وہ ہنسے تھے۔۔زین نے علی کے ہاتھ سے موبائل لیا تھا۔۔اُس نے ایک چیخ ماری تھی۔۔

"سر ایسا نہ کریں اِس کا بوجھ نہیں سہہ سکوں گا"۔۔اُس نے موبائل اُن کی طرف بڑھایا تھا، علی نے اُس کے بازو کو پکڑ کر موبائل اُس سے واپس لینا چاہا تھا۔۔

"اینی ویز۔۔دُعا حیات میری بیٹی، اپنے مُحسن سے ملنا چاہتی ہے، آج کا افطار تم ہمارے ساتھ کر رہے ہو"۔۔وہ مُسکرا کر اُس کی جیب میں ایک چِٹ ڈالتے دروازے کی طرف بڑھے تھے۔۔

"لیکن سر یہ"۔۔اُس نے ابھی بھی موبائل اُن کی طرف بڑھایا تھا۔۔

"یہ میرے پیارے بھتیجے کا گفٹ"۔۔وہ علی کا گال چومتے دروازے سے نکل گئے تھے۔۔علی نے دوبارہ سے اُس کے ہاتھ سے موبائل لے لیا تھا، اُس نے اپنی جیب سے وہ سفید چُٹ نکالی تھی۔۔جِس پر ایک اسمائلی کے ساتھ بڑا بڑا لکھا تھا

"آئی ڈیسپریٹلی وانٹ ٹو میٹ یو۔دُعا حیات"

(میں شدّت سے آپ سے ملنا چاہتی ہوں، دُعا حیات)

اور نیچے ایڈریس اور ایک فون نمبر تھا۔۔

....

اُس نے مریم کے آگے ساری بات رکھی تھی۔۔

"یہ موبائل آپ اُن کو واپس کردیجئے گا"۔۔وہ موبائل کو اُلٹ پلٹ کرتی بولی۔۔

"بلکل، بلکہ میں جا ہی اِسی لیے رہا ہوں، اُسی بچّی دُعا کو دے دوں گا"۔۔وہ بالوں میں بُرش چلاتا بولا، جب اُس کی نظر شیشے میں خود کو دیکھتی مریم پر پڑی۔۔جو بڑے غور سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"بیوی میرا روزہ ہے، کیوں میرا ایمان خراب کررہی ہو۔۔؟؟"۔۔وہ پلٹے بغیر ہی شیشے میں اُس کے عکس کو دیکھتا چہرے پر دلکش مُسکراہٹ لاتا بولا۔۔مریم کے چہرے پر خوبصورت رنگ بکھرے تھے۔۔وہ پلٹا تھا۔۔

"کیا ارادے ہیں۔۔؟؟"۔۔وہ اُس کے گلابی چہرے کو دیکھتا پوچھ رہا تھا۔۔

"کیا ہے زین۔۔میں تو ایسے ہی دیکھ رہی تھی۔۔اب میں آپ کو دیکھ بھی نہیں سکتی کیا۔۔؟؟"۔۔وہ اپنی جھینپ مٹانے کو اب کے ذرا رعب سے بولی تھی۔۔

"یار دیکھو میں گا نہیں رہا صرف تمہیں بتا رہا ہوں"۔۔وہ اُس کے پاس آتا آنکھوں میں چمک لیے بولا۔۔مریم کی آنکھوں میں حیرانی در آئی تھی۔۔

"کیا۔۔؟؟"۔۔وہ نظریں اُس کے چہرے پر جمائے نا سمجھی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ایسے نہ مجھے تم دیکھو، سینے۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتا مریم نے اپنے دونوں ہاتھ اُس کے سینے پر رکھے اُسے خود سے دور کیا تھا۔۔

"اللہ اللہ زین آپ کا روزہ ہے"۔۔سُرخ چہرہ۔۔زین احمد نے بڑی مُشکلوں سے دل کو سنبھال کر قہقہہ لگایا تھا۔۔

"دیکھو ایک تو تمہارا یہ چمکتا چہرہ، یہ دلکش وجود ہمیشہ ہی مجھے اپنی طرف کھینچتا ہے۔۔اور پھر اُس پر زین احمد کو بلکل چاروں شانے چِت کرنے کے لیے تم نے بالوں کو یہ خوبصورت اسٹائل دیا ہے اُس

پر آخری ستم بال کُھلے چھوڑ کر میرے سامنے کھڑی مجھے ایسی نظروں سے دیکھ رہی ہو، زین احمد تو گیا ناں کام سے"۔۔وہ اُس کے برابر سے ہوتا اپنا ایک ہاتھ دل پر رکھتا بیڈ پر گِرا تھا۔۔اُس کی بات پر پہلے تو وہ سُرخ ہوتی جھینپتی تھی پھر جو وہ ہنسنے پر آئی تو ہنستی چلی گئی تھی۔۔

"چھ بج رہے ہیں زین، ایسے آذان ہونے پر جائیں گے کیا"۔۔وہ اب سنجیدگی سے پوچھ رہی تھی۔۔

"یار اتنے دن ہوگئے ہیں تمہارے اور علی کے ساتھ افطاری نہیں کی"۔۔وہ اُٹھ کر بیٹھا تھا پھر اُس کا ہاتھ تھامتا اُسے اپنے پاس بٹھایا تھا۔۔

"اللہ پھر سے اچھے دن بھی لائے گا ناں زین۔۔؟؟"۔۔وہ اپنے ہاتھوں سے اُس کے بال سنوارتی آس و اُمید سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ان شاءاللہ"۔۔وہ اُس کے بالوں پر لب رکھتا بولا پھر اُٹھ کر بیڈ پر سوئے علی کا چہرہ چومتا اللہ حافظ کہہ کر باہر نکل گیا تھا۔۔مریم نے زیرِلب آیۃ الکرسی پڑھ کر اُس پر حصار کیا تھا۔۔

سفید شلوار قمیض، پیروں میں مردانہ چپل۔۔بائیں ہاتھ میں گھڑی۔۔سانولا خوبرو زین احمد جو اُس کے دل کی دھڑکن تھا آج مریم زین کے دل کے تاروں کو چھیڑ گیا تھا۔۔

....

"زین بھائی، اب تو آپ میرے پکے والے بھائی بن گئے ہیں، ہم دونوں خون شریک بھائی بہن بن گئے ہیں"۔۔دُعا حیات۔۔چودہ سالہ، شوخ و چنچل پیاری سی بچّی جِس کا ایک ہاتھ فریکچر کے باعث پٹیوں میں جکڑا تھا۔۔اُسے اپنے دل کے بہت قریب لگی تھی۔۔اُس کی بات پر وہ ہنسا تھا۔۔

"بلکل پکّے والے بھائی بہن"۔۔وہ اُسی کے انداز میں بولا تھا۔۔وہ اُس وقت اُس کے کمرے میں موجود تھا۔۔

"زین بھائی پلیز ڈونیٹ آ بوٹل آف بلڈ ٹو می ٹو

(زین بھائی ایک بوٹل مجھے بھی بلڈ دے دیں) کیونکہ مجھے بھی آپ پسند آئے ہیں اور مجھے بھی آپ کا پکّا والا بھائی بننا ہے"۔۔اچانک کمرے میں آواز گونجی تھی، اُس کی بات پر دُعا نے منہ بنایا تھا جبکہ عادل حیات اور اُن کی مسز ہنس دیئے تھے۔۔

"دائم حیات، مائی ٹوئین برو۔۔فائیو منٹ ینگر دین می"

(دائم حیات میرا جُڑواں بھائی۔۔پانچ منٹ چھوٹا ہے مجھ سے)

دُعا نے ہر کسی کے سامنے دہرائی جانے والی بات ہمیشہ کی طرح ایک اعزاز کی مانند اُسے بھی بتائی تھی۔۔جیسے پانچ منٹ پہلے پیدا ہونے میں اُس کا خود کا ہاتھ تھا۔۔

"شی ایوری ٹائم ڈسکرائیبز می ایز آ ٹوئین ہو اِز آ ائیر ینگر دین ہر"

(یہ ہمیشہ ایسے بتاتی ہے جیسے میں جُڑواں ہو کر بھی اِس سے ایک سال چھوٹا ہوں)

دائم کی بات پر زین کا قہقہہ بے ساختہ تھا۔۔

اُن کی نوک جھوک میں افطار کا ٹائم ہوا تھا۔۔دُعا بھی اُن کے ساتھ نیچے آئی تھی۔۔

نماز پڑھ کر وہ جانے کی اجازت مانگنے لگا تھا۔۔

"دُعا یہ آپ کی امانت"۔۔وہ جیب سے اُس کا موبائل نکالتے بولا تھا۔۔

"سب سے پہلی بات میں آپ کے لیے آپ تو بلکل بھی نہیں ہوں، دس گیارہ سال تو آپ سے چھوٹی ہوں"۔۔وہ شرارت سے بولی تھی۔۔

"چلیں زین بھائی آپ سے تو چھوٹی ہے ناں یہ اب آپ اِسے رعب میں رکھیے گا"۔۔وہ بے تکلفی سے زین کی گردن میں ہاتھ ڈالتا بولا تھا دُعا نے اُسے گھورا تھا جبکہ وہ مُسکرایا تھا۔۔

"اور دوسری بات، میں یہ آپ سے بلکل بھی نہیں لے رہی، کیونکہ اِس ایکسیڈنٹ سے کم از کم مجھے تو فائدہ ہی ہوا ہے، مجھے میرا فیورٹ سیل مل گیا، سو یہ میرے بڑے بھائی کا ہے، مجھے یقین ہے آپ اپنی پیاری سی چھوٹی سے بہن کا دل بلکل نہیں توڑیں گے"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے موبائل لیتی واپس اُس کی طرف بڑھاتی بولی۔۔وہ ایک لمحے کے لیے خاموش ہی رہا تھا۔۔

"یہ میرے لیے بہت بڑی بات ہے دُعا"۔۔وہ اُس کی آنکھوں میں دیکھتا ہچکچاہٹ سے بولا تھا۔۔

"بہن بھی کہہ رہے ہیں اور بہن کی بات بھی ٹال رہے ہیں"۔۔وہ اب آنکھوں میں آنسو لائے بولی تھی۔۔اُس نے مدد طلب نظروں سے عادل حیات کو دیکھا تھا۔۔

"سوری تم بھائی بہن کا معاملہ ہے، آئی کانٹ ڈو اینی تھنگ"۔۔اُنہوں نے صاف ہری جھنڈی دکھائی تھی۔۔اُس نے پھر سے دُعا کو دیکھا تھا۔۔

"میرے نیفیو (بھتیجے) کے لیے ہی رکھ لیں"۔۔وہ حیران ہوا تھا۔۔

"ارے حیران نہ ہوں ڈیڈ نے بتایا تھا ہمارا کیوٹ سا نیفیو (بھتیجا) بھی ہے"۔۔دُعا کی بات پر وہ ہنسا تھا۔۔

"ہو از ٹوٹلی لائک می"

(جو کہ بلکل مجھ پر گیا ہے)

دائم نے اپنے کالر کھڑے کیے تھے۔۔

"ہیو یو سین ہِم۔۔؟"

(تم نے دیکھا ہے کیا اُسے۔۔؟؟)

دُعا نے اُسے گھورا تھا۔۔

"ڈیڈ نے بتایا ناں ہی از سو کیوٹ (وہ بہت پیارا ہے) تو بس میں سمجھ گیا، چاچو پر گیا ہو گا وہ"۔۔اُن دونوں کی مُحبتوں پر وہ دل سے خوش ہوتا نہ چاہتے ہوئے بھی اُس سے موبائل لے گیا تھا۔۔

وہ دونوں بہن بھائی امریکہ میں پیدا ہوئے تھے۔۔وہیں پلے بڑے، پاکستان آنا جانا تھا۔۔اب عادل حیات مُستقل پاکستان شفٹ ہوئے تھے اور یہیں بزنس سیٹ کررہے تھے۔۔

اُن دونوں کی ملی جُلی اردو انگلش کو انجوائے کرتا وہ واپسی کے لیے اُٹھا تھا پر جانے سے پہلے دُعا، دائم اور عادل حیات نے اُس کا نمبر اِس وعدے پر اپنے موبائل پر سیو کیا تھا کہ گھر جاکر وہ جلدی سے اپنی سِم اِس موبائل میں ڈالے گا۔۔

....

وہ جب گھر آیا تو وہ اپنی بہن ندا سے بات کر رہی تھی۔۔وہ دروازہ کھول کر بھی سامنے ہی کھڑی نِدا سے بحث میں مصروف رہی تھی۔۔

"ارے یار وہ پنک الگ ہے، میں کہہ رہی ہوں ناں"۔۔زین نے ایک پل اُس کے راستے سے ہٹنے کا انتظار کیا تھا۔۔وہ بےخیالی میں ہی پلٹی تھی پھر دو قدم چل کر رُکی تھی۔۔۔وہ جو اب تک باہر کھڑا

تھا، گہرا سانس لیے دروازہ بند کرتا دو قدم چلتا اُس کے بلکل پیچھے آ کھڑا ہوا تھا۔۔وہ اب بھی اپنے ہی دھیان میں تھی۔۔

"اچھا بیٹا تم اپنا واٹس ایپ چیک کرو میں تمہیں اُس سوٹ کی پِک سینڈ کرتی ہوں۔۔پھر دیکھنا، کون صحیح ہے کون غلط"۔۔وہ مُقابلہ کے موڈ میں آئی تھی۔۔زین نے خاموشی سے اُسے پیچھے سے اپنی بانہوں میں لیا تھا۔۔

"زین"۔۔مریم نے بُری طرح چونک کر گردن پیچھے کی طرف گُھمائی تھی۔۔

"زین بھائی بُلارہے ہیں کیا۔۔؟؟"۔۔ندا نے بےساختہ پوچھا تھا۔اُس سے پہلے کہ وہ کوئی جواب دیتی وہ ہلکی سے گُستاخی کر گیا تھا۔۔

"زین"۔۔وہ جی جان سے سٹپٹائی تھی۔۔وہاں سے ندا بولے جارہی تھی۔۔زین نے اُسے چھوڑا تھا پھر بے آواز ہنستا ہوا کمرے میں چلا گیا تھا

"کیا زین زین کیے جارہی ہو۔۔بہت یاد آرہی ہے تو جا کر ایک جھپی پالو اُن کو"۔۔ایک سال کا فرق ہونے کے باعث وہ دونوں ایک دوسرے سے کچھ زیادہ ہی بے تکلف تھیں۔۔

"اُففف، تم تو چُپ کرو"۔۔وہ جو ابھی تک اپنے حواسوں کو برابر کر رہی تھی اُس پر چڑھ دوڑی تھی۔۔

"تم اپنی بات کرو وہ اگر الگ پنک نکلا ناں تو تمہاری خیر نہیں ہے"۔۔وہ اپنی خفت اُس پر اُتارتی بولی۔۔اُس کی آواز اندر کمرے میں سُنتا وہ ہنسا تھا۔۔

وہ دس منٹ بعد چینج کرتا آیا تو وہ ابھی تک فون پر لگی ہوئی تھی۔۔

"یہ جو سوٹ ابھی واٹس ایپ کیا ہے ناں ندِو اِس پر میرا دل آیا ہے۔۔یار پانچ ہزار کا ہے۔۔ہاں یار ہم افورڈ نہیں کر سکتے، میں اُن کی پکچر دیکھتے ہی دل کو بہلا لیتی ہوں۔۔"۔۔وہ اُداس لہجے میں بولی تھی زین احمد کے دل کو تکلیف ہوئی تھی۔۔اُس کا دل چاہتا دُنیا کی ہر چیز مریم کے دامن میں رکھ دے۔۔

"میں نے تمہیں جو سوٹ بھیجا ہے ناں حانی کے ہاتھ۔۔۔ہاں اچھا ہے بہت۔۔زین لائے تھے ایک مہینہ پہلے میں نے رکھ لیا تھا، مجھے بہت پسند آیا تھا۔۔تم اُس کا بہت ہی اچھا ڈیزائن بنا دو میں عید پر پہن لوں گی"۔۔زین مُسکرایا تھا۔۔

"اچھا بھئی میں زین سے کہہ دوں گی وہ تمہاری شاپنگ اپنی پسند پر کر لیں گے"۔۔وہ زور سے ہنستے ہوئے بولی تھی۔۔اُس کی باتوں کو سُنتا ہوا وہ دوبارہ اپنے کمرے میں گیا تھا۔۔

....

"زین یہ سیل بہت اچھا ہے"۔۔وہ بیڈ پر آلتی پالتی بیٹھی موبائل سے سیلفی لیتی بولی۔۔زین نے اُس کی سِم اِس میں ڈال دی تھی اور اپنی مریم کے دس ہزار کے موبائل میں، جو اُس نے شادی کے بعد مریم کو پہلا تحفہ دیا تھا۔۔علی پاس بیٹھا موبائل کے باکس سے کھیل رہا تھا جو جاتے جاتے دُعا نے اُسے پکڑایا تھا۔۔

"آپ کا ہوا"۔۔وہ اُس کی گود میں سر رکھتا لیٹ کر بولا تھا۔۔وہ سٹپٹائی تھی

"کیا ہے۔۔کیا کر رہے ہیں۔۔۔؟؟۔۔اُٹھ کر بیٹھیں ناں"۔۔اُس نے اُس کا سر ہٹانا چاہا تھا۔۔جب زین نے اُس کا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"اپنے بڑے والے بچّے کو بھی کبھی کبھی سُلا لیا کرو اپنی گود میں۔۔"۔۔وہ اُس کا ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھتا بولا اُس کی بات پر وہ سُرخ ہوئی تھی۔۔اُن کی شادی کو تقریباً ڈیڑھ سال سے اُوپر کا عرصہ ہورہا تھا، لیکن وہ اُس کی پیار بھری شرارتوں، گُستاخیوں پر اوّل روز کی طرح شرماتی سُرخ پڑ جاتی تھی۔۔

"یار تم میرا اکلوتا پیس ہی ہوگی اِس پوری دُنیا میں"۔۔وہ ہمیشہ کی طرح اُس کا سُرخ چہرہ دیکھتا محظوظ ہوا تھا۔۔

"میرا چھوٹا بچّہ زیادہ سُدھرا ہوا تمیزدار ہے"۔۔وہ اپنی بات کہہ کر پچھتائی تھی۔۔زین نے اُسے جِن نظروں سے دیکھا تھا موبائل سائیڈ پر رکھ کر اُس نے دونوں ہاتھوں سے زین کے ہاتھ تھامے تھے جو شرارت پر آمادہ تھے۔۔

"آپ بہت بے شرم ہوتے جارہے ہیں"۔۔وہ بمشکل بول پائی تھی۔۔

"حد ادب لڑکی شوہر ہوں تمہارا"۔۔ہنوز اُس کی گود میں سر رکھے اُس نے رُعب سے کہا تھا۔۔

"آؤچ میرے بال۔۔زین میرے بال"۔۔ علی نے ماں باپ کی پیار بھری لڑائی میں اپنا حصّہ ڈالنا ضروری سمجھا تھا۔۔وہ حسبِ عادت اُس کے بالوں میں ہاتھ ڈال گیا تھا پر اِس بار سچویشن مُختلف تھی اور شاید زیادہ تکلیف دہ بھی۔۔ساڑھے سات ماہ کا علی احمد جو اب خود سے بیٹھ جاتا تھا پر کبھی کبھی شرارت سے خود کو پیچھے گِرا دیتا تھا، ماں کے لمبے گھنے حسین بالوں کو اپنی ننھی مُٹھی میں لیے اُس نے وہی کارنامہ انجام دیا تھا۔۔

"او بدتمیز۔۔"۔۔زین ایک دم اُٹھا تھا۔۔اُس نے علی کی ننھی مُٹھیوں سے اُس کے بال چھُڑانے چاہے تھے، پر وہ شرارت پر آمادہ ہوتا اُس کے بال چھوڑنے کے بجائے قہقہہ لگاتا جارہا تھا۔۔

"زین۔۔کچھ کریں"۔۔وہ علی کی طرف جُھکتی مارے درد کے چلائی تھی۔۔اُس کے چِلانے پر علی نے ایک اور قہقہہ لگایا تھا۔۔

"میرے بچّے چھوڑ دو۔۔یہ تمہارے باپ کے کھیلنے کی چیز ہیں تمہارے نہیں"۔۔وہ علی کے اُوپر جُھکتا اُس کا دھیان بٹانے لگا تھا پھر نرمی سی اُس کی مُٹھیوں سے مریم کے بال چھُڑائے تھے۔۔مریم ایک دم بیڈ سے اُٹھی تھی۔۔

"لگتا ہے باپ کی طرح یہ بھی ماں کے بالوں کا دیوانہ ہے"۔۔وہ اُس کی مُٹھی سے دو لمبے بال نکالتا اپنے سامنے لہرا کر بولا تھا۔۔وہ اب ٹانگیں لٹکائے پشت کے بل بیڈ پر لیٹا تھا۔۔مریم نے نم آنکھوں سے اُسے گھورا تھا۔۔

"یار میرا کیا قصور ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کی آنکھوں کی نمی دیکھ کر اُس نے دُہائی دی تھی اُس سے پہلے کہ وہ اُٹھ بیٹھتا پاس بیٹھے علی نے اُس کے سینے پر چڑھنے کی کوشش کی تھی۔۔

"ماں کی طرح میرے بیٹے کو بھی یہ جگہ پسند ہے"۔۔علی اُس کے سینے پر چڑھ کر بیٹھ گیا تھا۔۔وہ اُس کو اپنے دونوں ہاتھوں سے سنبھالتا اُسے معنی خیز نظروں سے دیکھتا بولا تھا۔۔

"حد ہے زین"۔۔وہ سُرخ چہرے کے ساتھ کمرے سے ہی نکل گئی تھی۔۔لیکن اُس کے قہقہے نے باہر لاؤنج تک اُس کا پیچھا کیا تھا۔۔

•••••••••

"السلام و علیکم"۔۔اُس نے بغیر دیکھے موبائل کان سے لگا کر سلامتی بھیجی تھی۔۔

وعلیکم السلام! یار سو رہے تھے کیا۔۔؟؟"۔۔اُس کی بھاری نیند میں ڈوبی آواز بتا گئی تھی کہ وہ سو ہی رہا تھا۔۔آواز سُن کر وہ پٹ سے نہ صرف آنکھیں کھول گیا تھا بلکہ ہلکا سا نیم دراز بھی ہوا تھا

"جی سر۔۔میرا مطلب ہے اُٹھ گیا ہوں"۔۔عادل حیات کی آواز پر وہ گڑبڑایا تھا۔۔

"سب سے پہلی بات یہ سر ور بول کر مجھے اجنبیت کا احساس مت دلاؤ۔۔میرے بچّوں کے بڑے بھائی بن گئے ہو، تم میرے بیٹے تو نہیں لیکن میرے بھی چھوٹے بھائی بن جاؤ"۔۔وہ بڑے مزیدار طریقے سے بولے تھے، وہ بھی اپنا قہقہہ نہ روک پایا تھا۔۔برابر میں سوئے علی نے باپ کے جاندار قہقہے پر آنکھ کھولی تھی۔۔پھر کسلمندی سے کھسک کر باپ کے سینے پر سر رکھتا آنکیں موندی تھیں۔۔اُس نے مُحبت سے اُس کے گِرد بازو پھیلایا تھا۔۔

"جی سر بھائی"۔۔اُس کے بےساختہ سر بھائی کہنے پر دونوں کا ہی قہقہہ بُلند ہوا تھا۔۔علی باپ کے خوشگوار موڈ پر سر اُٹھاتا مُسکرا کر پھر سے اپنا سر اُس کے سینے پر رکھ گیا تھا۔۔۔اُس کے ہنسنے کی آواز باہر تک آرہی تھی وہ ایک دم لاونج سے اُٹھ کر اندر کمرے میں آئی تھی۔۔کتنے دنوں کے بعد اُس نے زین کے انداز میں بےفِکری محسوس کی تھی وہ یک ٹک اُسے دیکھے گئی تھی۔۔علی نے ماں کی طرف ہاتھ بڑھائے تھے۔۔اُس نے آگے بڑھ کر علی کو گود میں لیا تھا۔۔

"اُٹھو یار تمہارے پاس دس منٹ ہیں تیار ہو جاؤ، میں تمہیں لینے آرہا ہوں"۔۔وہ حیران ہوتا اب کے اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"لیکن سر مجھے اسٹور پہنچنا ہوتا ہے، اور ابھی گیارہ تو بج ہی گئے ہیں"۔۔وہ معذرت خوانہ انداز میں بولا۔۔علی کے کپڑے نکالتے اُس نے پلٹ کر اُسے دیکھا تھا

"یار میں تمہیں ڈراپ کر دوں گا۔۔بس جلدی کرو پلیز"۔۔وہ اُس کی سُنے بغیر فون کاٹ گئے تھے۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟"۔۔مریم اُس کے پاس آئی تھی۔۔

"پتا نہیں لینے آرہے ہیں، پھر وہیں سے اسٹور چھوڑ دیں گے"۔۔وہ کہہ کر اُٹھا تھا پھر اپنے کپڑے نکالتا نہانے چلا گیا تھا۔۔

....

"ہم کہاں جارہے ہیں سر۔۔؟؟"۔۔گاڑی کو جانے پہچانے راستوں پر گامزن دیکھتا وہ اُن سے پوچھ گیا تھا اُس کے سر بولنے پر اِس بار اُنہوں نے اُسے ٹوکنے کے بجائے ایک نظر دیکھ کر گاڑی جہاں روکی تھی وہاں زین احمد نے دوبارہ کبھی کبھی نہیں جانا چاہا تھا۔۔

"سر۔۔میں۔۔"۔۔وہ گاڑی سے اُترنے لگے تھے، جب وہ ایک دم اُن کا ہاتھ تھام گیا تھا۔۔

"یار آؤ تو"۔۔وہ گھوم کر آتے اُس کی سائیڈ کا دروازہ کھول کر کھڑے ہوگئے تھے۔۔۔زین احمد کو بلکل بھی اندازہ نہیں تھا وہ اُسے اُس جگہ کیوں لے آئے تھے، اُسے تو یہ بھی نہیں پتا تھا کہ اُنہیں کیسے پتا چلا کہ وہ پہلے اِس آفس میں کام کرتا تھا۔۔

سامنے حیات اینٹرپرائیز کی شاندار بلڈنگ ایستادہ تھی۔۔وہ گاڑی سے اُتر کر ویسے ہی کھڑا رہا تھا۔۔

"آئی ایم سوری سر پر میں یہاں نہیں جانا چاہوں گا"۔۔وہ سر جُھکا کر بولا، وہ اُنہیں کیسے بتاتا کہ اِس جگہ اُس کی زندگی کی کچھ تلخ یادیں جُڑی ہیں۔۔

"پانچ منٹ یار آؤ تو مجھے یہاں کچھ کام ہے"۔۔وہ اُس کا بازو تھامتے اُسے اپنے ساتھ اندر لے گئے تھے۔۔پھر زبردستی ایک کمرے میں لے جا کر اُسے کمرے کے بیچوں بیچ لا کر چھوڑا تھا۔۔وہ کمرا زین

احمد کیسے نہ پہچان پاتا، وہ کمرا اُس کے محسن کا تھا۔۔زین نے سر جُھکا کر تکلیف سے اپنی آنکھیں موندی تھیں۔۔

"بڑوں سے اگر غلطیاں ہوجائیں تو کیا چھوٹے معاف کردیتے ہیں۔۔؟؟"۔۔اپنے بہت قریب سے آتی آواز پر اُس نے آنکھیں کھولی تھیں۔۔جو منظر اُس کی آنکھوں کے سامنے تھا وہ اُسے تڑپا گیا تھا۔۔ فیصل حیات اُس کے سامنے دونوں ہاتھ جوڑے آنکھوں میں آنسو لیے کھڑے تھے۔۔

"سر پلیز ایسا نہ کریں"۔۔وہ اُن کے دونوں ہاتھ تھام گیا تھا، جب اُنہوں نے اُسے کھینچ کر اپنے سینے سے لگایا تھا اور پھر پھوٹ پھوٹ کر رودیئے تھے۔۔

"مجھے کیا پتا تھا کہ میں جِس ہیرے کی ناقدری کرتے اُسے مٹّی میں ملا رہا ہوں وہ میرے اُوپر وہ احسان کر جائے گا جو میں شاید خود کو بھی بیچ کر کبھی پورا نہ کرپاتا"۔۔وہ اُسے خود میں بھینچے روتے ہوئے بول رہے تھے۔۔جب عادل حیات نے اُن کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"ابو، آپ کی طبیعت خراب ہوجائے گی، سنبھالیں خود کو"۔۔عادل حیات نے جِن کا خود کا لہجہ بھیگا ہوا تھا، اُن کو سنبھال کر صوفے پر بٹھایا تھا۔۔وہ اُن کے ابو کہنے پر ٹھٹکا تھا۔۔

"پہلے میرے اِس چھوٹے بیٹے سے کہو مجھے معاف کردے"۔۔وہ اپنی آنکھیں صاف کرتے شرمندگی سے بولے تھے۔۔زین احمد کو کچھ پوچھنے کی ضرورت ہی نہیں تھی اب۔۔

وہ عادل حیات کے والد اور دُعا حیات کے دادا تھے۔۔

وہ جلدی سے اُن کی طرف بڑھا تھا پھر اپنے کپڑوں کی پرواہ کیے بغیر نیچے زمین پر اُن کے قدموں میں بیٹھا تھا۔۔

"باپ بھی بیٹوں سے معافی مانگتے ہیں کیا سر"۔۔وہ اُن کے گھٹنوں پر سر رکھتا خود پر قابو پاتا بولا تھا۔۔

"اِس نالائق کو بولو، مجھے اور شرمندہ نہ کرے"۔۔وہ اُس کے سر پر ہاتھ رکھتے عادل کو دیکھتے بولے تھے۔۔وہ رودیا تھا

"آپ نے اُس دن زین احمد کو توڑ دیا تھا، ایک بار بھی میرا یقین نہیں کیا۔۔آپ تو مجھے اپنا بیٹا کہتے تھے۔۔پانچ سالوں سے میں آپ کے ساتھ تھا۔۔آپ نے مجھے پڑھایا۔۔آج اِس مُقام تک پہنچایا۔۔پھر خود ہی۔۔خود ہی"۔۔وہ اب روتے روتے اُن سے شکوے کر رہا تھا۔۔

"جب آنکھوں پر پٹی بندھی ہو ناں تو بڑے بڑے اندھے ہوجاتے ہیں۔۔سُمیر اور اظہر ایک مہینے سے تمہارے خلاف کوئی ناں کوئی بات میرے دل میں ڈالنے کی کوشش کررہے تھے۔۔کانوں کا کچا نہیں تھا میں۔۔بس پھر اُس دن تمہاری دراز سے پیسے نکلے تو عقل پر پردے ہی پڑ گئے تھے"۔۔وہ شرمندگی سے بولے گئے تھے۔۔

"ابو نے اظہر اور سُمیر دونوں کو فارغ کردیا تھا تمہارے جانے کے بعد اُن کی اصلیت سامنے آتی گئی تھی"۔۔عدیل حیات جو کہ اُن کے بڑے بیٹے تھے، وہ بولے تھے۔۔زین اپنی آنکھیں صاف کرنے لگا تھا جب فیصل حیات نے بازو سے پکڑ کر اُسے اپنے ساتھ صوفے پر بٹھایا تھا۔۔

"ہیرا تو میں نے واقعی کھودیا"۔۔فیصل حیات کی بات پر اُس نے نا سمجھی سے عادل اور عدیل دونوں کو دیکھا تھا جو ہنس دیئے تھے۔۔

"بلکل۔۔کیونکہ اب تم میرے ڈیپارٹمنٹ کے ہیڈ ہو"۔۔عادل حیات نے اُس کے کندھے پر ہاتھ مارا تھا۔۔

"دیکھو عدیل تم نے اور میں نے اِس ہیرے کو پانچ سال تراشا ہے اور یہ مُحترم اچانک آکر ہم سے ہمارا ہیرا چُرا کر بیٹھ گئے"۔۔اُنھوں نے چھوٹے بیٹے کو گھور کر اپنے بڑے بیٹے کو دیکھا تھا وہ دونوں ہی قہقہہ لگا گئے تھے۔۔وہ اب تک بات سمجھنے کی کوشش کر رہا تھا۔۔

"سر۔۔میں۔۔"۔۔اُس نے کچھ بولنا چاہا تھا۔۔

"یار بس کردو اب یہ سر سر چڑِ ہی بنا دو اب تم۔۔مجھ سے اچھے تو میرے بچّے ہیں جو منٹوں میں تمھیں بھائی بنا گئے"۔۔عادل کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

....

فصیل حیات اور اُس کے بابا اسد احمد کا کالج یونیورسٹی کا ساتھ تھا۔۔

اسد احمد کی محدود آمدنی دیکھ کر فیصل حیات نے پہلے تو اُسے BCS کرنے کے بعد انٹرنشپ پر رکھا پھر آہستہ آہستہ اُس کی کام کرنے کی لگن دیکھ کر اُنھوں نے اُسے دس ہزار ماہانہ پر جاب دے دی تھی ساتھ ساتھ اُسے یونیورسٹی جوائن بھی کروائی تھی۔۔پہلے پہل تو وہ اُسے ایک عام سا بچّہ سمجھے تھے لیکن پھر اُس کی صلاحیتیں اُنہیں حیران کرتی گئیں تھیں۔۔اُس کے MCS کا رزلٹ آنے کے بعد اُنھوں نے اُس کی تنخواہ دس سے پندرہ پھر بیس سے تیس ہزار کردی تھی۔۔اِن پانچ سالوں میں وہ اُن کے دل کے قریب آگیا تھا، تو زین احمد اُن کو اپنا مُحسن سمجھ کر اُن سے عقیدت رکھنے لگا تھا۔۔

اور یہ بزنس فیصل حیات اور عدیل حیات اُن کے بڑے بیٹے ہی دیکھتے تھے۔۔عادل حیات اپنی شادی کے بعد سے ہی امریکہ شفٹ ہوگئے تھے۔۔اِس لیے زین احمد کی کبھی اُن سے مُلاقات نہیں ہوئی تھی اور ابھی وہ ہمیشہ کے لیے واپس آئے ہیں تو باپ کے بزنس میں اپنا آئی ٹی کا ڈیپارٹمنٹ سنبھال لیا تھا، جِس کے لیے اُنہوں نے زین احمد کو اپنا ہیڈ ہائر کیا تھا۔۔

کل تک اُنہیں بلکل بھی معلوم نہیں تھا کہ زین اُن کے باپ کے آفیس میں کام کرتا تھا۔۔لیکن رات گیارہ بجے ڈرائیور نے اُنہیں ڈاکیومنٹ کی ایک فائل پکڑائی تھی جو کہ گاڑی کی پچھلی سیٹ سے ملی تھی۔۔مکینک نے وہ فائل ڈرائیور نے حوالے کی تھی۔۔ڈاکیومنٹس میں زین کی سی وی میں اپنے باپ کے آفس کا حوالہ دیکھ کر اُنہوں نے فیصل حیات کو فون کیا تھا۔۔اُن کے بتانے پر عادل حیات بس اتنا بولے تھے۔۔

"ابو جو شخص بغیر کسی غرض کے روزے کی حالت میں کسی کو ہاسپٹل لے جاتا ہے، اُس کو اُن زخمیوں کے پاس سے ملے ساٹھ ہزار کا سیل فون اور ڈیڑھ لاکھ روپے امانت سمجھ کر واپس کردیتا ہے کیا وہ چور ہوسکتا ہے ابو۔۔؟؟"۔۔عادل حیات کے الفاظ فیصل حیات کو شرمندگی کے سمندر میں دھکیل گئے تھے۔۔

....

اُسے کل سے جوائن کرنا تھا وہ وہاں سے سیدھا مسجد چلا گیا تھا، اب ظہر کی نماز پڑھنے کے بعد جائے نماز پر بیٹھے زین احمد کی بند آنکھوں سے آنسو رواں تھے۔۔

"میں اپنے پورے اسٹاف کے سامنے اِسی جگہ پر آپ لوگوں سے کچھ کہنا چاہتا ہوں"۔۔فیصل حیات اُسے بازو کے حلقے میں لیے وہیں اُسی جگہ اپنے اسٹاف کے سامنے لے آئے تھے۔۔سب ہی نے بڑی حیرت سے زین احمد کو اپنے باس فیصل حیات کے شانے سے لگا دیکھا تھا۔۔

"میں نے اُس دن جو کہا وہ الزام تھا زین احمد پر۔۔آپ سب لوگوں کے سامنے حقیقت آگئی ہے کہ اصل گناہگار کون تھے۔۔مجھے آج آپ سب لوگوں کو یہ بتاتے ہوئے خوشی ہورہی ہے زین احمد اب ہماری کمپنی میں آئی ٹی ڈیپارٹ کے ہیڈ ہوں گے"۔۔سب نے ہی تالیہ بجائی تھیں۔۔اِتنی عزتیں پاکر وہ سینے پر ہاتھ رکھتا عاجزی سے اُن کے سامنے جُھکا تھا، اُنہوں نے اُس کا ماتھا چوما تھا، دونوں کی ہی آنکھوں میں نمی تھی۔۔

اور اب وہ اپنے پروردگار کے آگے سجدہ ریز تھا۔۔

ترجُمہ: کہو کہ اے اللہ (اے) بادشاہی کے مالک تو جس کو چاہے بادشاہی بخشے اور جس سے چاہے بادشاہی چھین لے اور جس کو چاہے عزت دے اور جسے چاہے ذلیل کرے ہر طرح کی بھلائی تیرے ہی ہاتھ ہے اور بے شک تو ہر چیز پر قادر ہے۔۔﴿سورہ العمران۲۶﴾

"اے میرے رب تو نے ہمیشہ مجھے حیران ہی کیا ہے۔۔جب کچھ نہیں تھا تو دس ہزار دے دیئے، ابھی اُن دس ہزار کا ہی شُکر نہ کر پایا تھا کہ ایک دم سے میرے بغیر مانگے میرے دامن کو تُو نے تیس ہزار اور بے شُمار عزّتوں سے بھر دیا، پھر تیری مرضی ہوئی تو مجھے اپنے ہی بندوں کے ہاتھوں تُڑوا دیا، پر میری جیب خالی نہ ہونے دی تیس ہزار کے بدلے ایک ہزار سے بھی میری جیب بھری رکھی۔۔پر اِس بار میرے دل کی تڑپ پر تُو نے مجھے اُسی جگہ پر اپنے اُنہیں بندوں کے سامنے عزّت

بخشی، یارب میرے رِزق کو دُگنا کردیا۔۔میں اِس قابل کہاں تھا یا اللہ"۔۔سجدے میں سر رکھے روتے ہوئے اُس نوجوان کو کئیوں نے حیرت سے دیکھا تھا۔۔

....

"مریم یہ سیل کہاں سے آیا تمہارے پاس۔۔؟؟"۔۔نگینہ نے حیرت سے ٹیبل پر پڑے سیم سنگ کے اُس نئے ماڈل موبائل سیٹ کو دیکھ کر اپنے ہاتھ میں اُٹھایا تھا۔۔

"یہ۔۔میں نے آپ کو بتایا تھا ناں"۔۔وہ اُس کو عادل حیات اور دُعا حیات کا بتانے لگی تھی۔۔

"زین نے اُن پر احسان کیا اور اُنہوں نے ایک قیمتی موبائل دے کر احسان اُتار دیا، یہ زین احمد بھی ناں بلکل ہی بیوقوف ہے۔۔ایک سیل پر مان گیا"۔۔وہ اپنے حسد کو چھپا کر ہنسی تھی۔۔لیکن اُس کا لہجہ ہمیشہ کی طرح مریم کو جھنجھوڑ گیا تھا۔۔

"یہ عادل حیات جیسے لوگ۔۔اب دیکھنا کچھ پیسے بھی زین کے ہاتھ پر رکھ دیں گے، ارے اپنی بیٹی کی جان کا صدقہ سمجھ کر"۔۔مریم نے اذیت سے اپنے لب دانتوں میں دبائے تھے۔۔

"کبھی تم نے سوچا ہے مریم، زین نے تمہیں دیا ہی کیا تھا، یہ ایک بچّہ، تمہاری کم عُمری پر بھی رحم نہیں کھایا اُس نے۔۔سچ بتاؤں مریم جب میں سوچتی ہوں راتوں کو اُٹھ اُٹھ کر تم اِس کی نیپیز چینج کرتی ہوگی۔۔اپنی نیند کی قُربانی دے کر اِسے فیڈ کروانا پڑجاتا ہوگا، ظاہر ہے یہ دونوں کام تو تمہیں ہی کرنے پڑتے ہوں گے ناں"۔۔وہ اُس پر ایک افسوس بھری نظر ڈالتی دائیں بائیں سر کو ہلا رہی تھی۔۔مریم کے چہرے کا رنگ اُڑتا جارہا تھا۔۔

"مجھے تو بس اب ایک بات کا خوف آرہا ہے۔۔وہ کہیں تمہیں ایک اور بچّے کا تحفہ نہ دے دے"۔۔ وہ اُس کے سُرخ ہوتے چہرے پر ایک نظر ڈالتی استہزائیہ انداز میں بولی۔۔

"اب دیکھو ناں دن کا ایک ہزار اور یہ صدقے میں دیے گئے موبائل سے تو بچّے نہیں پلتے ناں۔۔۔ اسٹور پر سیلزمین ایک بچّہ ہی پال لے کافی ہے، خیال رکھنا"۔۔اُس کے جانے کے بعد بمُشکل خود پر قابو پاتی مریم آج خود پر سارے ضبط توڑ بیٹھی تھی۔۔جِس پتھر پر اتنے مہینوں سے پانی پڑ رہا تھا آج اُس پتھر میں سوراخ ہو گیا تھا شاید۔۔مریم زین کے دل میں آج زین احمد کے لیے بدگُمانی کی گرد چھائی تھی۔۔وہ نیچے بیٹھتی گھٹنوں پر سر رکھے پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

....

دوپہر کے ساڑھے تین بجے تھے وہ روشن چہرے اور آنکھوں کے ساتھ گھر آیا تھا۔۔مریم چُپ چاپ دروازہ کھول کر علی کو کھانا کِھلانے بیٹھی تھی، جو آج شاید کھانے کے موڈ میں نہیں تھا۔۔اُس نے بغور مریم کے چہرے کو دیکھا تھا، اُسے مریم کا حُلیہ بکھرا بکھرا اور موڈ آف لگا تھا لیکن پھر اُس نے نہا دھو کر اُس کو خوشخبری سُنانے کا سوچا۔۔

"علی میرا دماغ خراب نہیں کرو، چُپ چاپ کھا لو، ورنہ بھوکے رہنا"۔۔اُس کی ڈانٹ کو نہ برداشت کرتے وہ ایک دم بلک کر رونے لگا تھا۔۔کمرے میں داخل ہوتے زین کے قدم رُکے تھے، وہ فوراً واپس باہر آیا تھا۔۔

"مریم کیا کر رہی ہو یار"۔۔وہ ایک دم سے علی کو گود میں اُٹھاتا اُس سے بولا تھا۔۔

"صبح سے مجھے تنگ کیا ہوا ہے اِس نے۔۔انسان ہوں میں۔۔کپڑے بھی دھوئے ہیں آج میں نے، تھک گئی ہوں میں"۔۔بولتے بولتے اُس کی آواز بھرا گئی تھی۔۔

"تم سے کتنی مرتبہ کہا ہے، انتظار کر لیا کرو ساتھ دھو لیا کریں گے"۔۔وہ اُس کے تھکان زدہ چہرے پر نگاہ ڈالتا بولا ساتھ ساتھ علی کو تھپک رہا تھا جو اب سونے کے موڈ میں تھا۔۔

"رات دس بجے آتے ہیں آپ اُس وقت کیا ہم کپڑے دھوئیں گے"۔۔وہ چِڑ کر بولتی صوفے پر بیٹھ گئی تھی۔۔

زین نے ایک نظر اُس کے خراب موڈ کے چہرے پر ڈالی تھی پھر کچھ کہے بغیر علی کو لیے اندر چلا گیا تھا۔۔علی ماں کو اچھا خاصا تنگ کرنے کے بعد اب تھک ہار کر سو چُکا تھا۔۔وہ نہانے چل دیا تھا۔۔

....

افطاری تک اُس کی خاموشی کو دیکھتے وہ بھی خاموش ہی رہا تھا۔۔نماز پڑھ کر وہ واپس آتا دھپ سے اُس کے پاس بیٹھا تھا، علی نیچے بیٹھا کھیل رہا تھا۔۔وہ غیر محسوس طریقے سے دور ہوئی تھی، زین اُس کی حرکت نوٹ کرتے ہوئے مُسکرایا تھا۔۔وہ اپنا چہرہ اُس کے چہرے کے قریب لایا تھا

"یار ایک بچّے میں تمہارا یہ حال ہے، جب ہماری گُڑیا آئے گی تب کیا ہو گا، اور اگر ٹوئنز ہو گئے تو"۔۔پھر اُس کا گال چھوتا اپنی ہی بات پر ہنسا تھا، مریم کو جیسے کرنٹ لگا تھا، وہ ایک دم سے اپنی جگہ سے اُٹھی تھی۔۔

"سوچیئے گا بھی مت زین ایسا"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر بولی تھی۔۔اُس کے بپھرنے پر وہ ایک لمحے کو حیران ہوا تھا لیکن پھر ہنستا چلا گیا تھا

"یار سوچو تو ہمارے ٹوئنز بیبیز"۔۔وہ محبت سے بولا تھا۔۔اُس کے ہنسنے پر وہ سیخ پا ہوئی تھی۔۔

"کیا سمجھتے ہیں آپ ایک ہزار میں آپ تین بچے ایک بیوی پال لیں گے۔۔؟؟"۔۔اب کے وہ چلائی تھی۔۔زین ایک دم چُپ ہوا تھا۔۔

"بچّے صدقے کے پیسوں پر نہیں پلتے زین صاحب"۔۔اُس کے طرزِ تخاطب پر وہ جی بھر کر ٹھٹکا ہوا تھا یہ اُس کی مومی تو نہیں تھی۔۔

"صدقہ۔۔؟؟ تمہیں لگتا ہے میں صدقے کے پیسوں سے تم لوگوں کو پال رہا ہوں۔۔؟؟"۔۔اب کے وہ کھڑا ہوتے ماتھے پر بل ڈالے پوچھ رہا تھا۔۔

"آپ نے حیات فیملی پر احسان کیا، اُنہوں نے اپنی جان کا صدقہ آپ کو دے دیا"۔۔اُس نے سامنے پڑے نئے موبائل سیٹ کی طرف طنزیہ اشارہ کیا تھا۔۔زین نے لب بھینچ کر خود پر قابو پایا تھا۔۔علی کھیلنا بھول کر دونوں کی شکلیں دیکھ رہا تھا

"اب اللہ کا واسطہ ہے میری جان پر رحم کریں، آپ کا دیا گیا یہ ایک تحفہ نہیں سنبھالا جارہا مجھ سے۔۔مجھے ابھی خود بڑا ہونے دیں زین۔۔مجھے نہیں پیدا کرنی آپ کی مزید کوئی اولاد، یہ ایک مجھ پر بھاری۔۔۔"۔۔وہ جوں جوں بولے جارہی تھی زین احمد کا چہرہ مارے ضبط کے سُرخ ہوتا جارہا تھا۔۔مزید نہ برداشت کرتے ہوئے وہ ایک دم دھاڑا تھا۔۔

"بس مریم۔۔خبردار جو تم نے ایک اور لفظ مزید بولا تو مجھ سے بُرا کوئی نہیں ہوگا"۔۔اُس کے زور سے بولنے پر علی نے رونا شروع کیا تھا۔۔وہ خود بھی سہم سی گئی۔۔وہ آج تک اُس پر چِلایا نہیں تھا۔۔

"افسوس ہورہا ہے مجھے تمہاری بات پر مریم۔۔تم جس کی زبان بول رہی ہو ناں ایسا نہ ہو کہ تمہیں پچھتانا پڑے"۔۔ایک تاسُف بھری نظر اُس کے چہرے پر ڈالتا وہ آگے بڑھ کر روتے ہوئے بیٹے کو اُٹھا گیا تھا۔۔جو اُس کی گود میں آنے کے بعد بھی چُپ نہیں ہوا تھا۔۔

"آپ کو ہمیشہ یہ کیوں لگتا ہے کہ آپ ٹھیک ہیں باقی سب غلط۔۔؟؟۔۔سنبھالیں ذرا اپنے بیٹے کو خود بھی، تب آپ کو پتا چلے گا یہ ایک دس پر بھاری۔۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی زین کا ہاتھ اُٹھا تھا۔۔

"مریم"۔۔وہ اپنا ہاتھ اُٹھاتا چیخا تھا لیکن پھر فضا میں ہی قابو کر چُکا تھا۔۔مریم کا دل چھناکے سے ٹوٹا تھا۔۔اُس نے بھیگی آنکھوں سے زین کو دیکھا تھا جو ابھی بھی افسوس سے اُسی کو دیکھ رہا تھا

"مریم کچھ لوگ ہیں اِس دُنیا میں جو اولاد کی نعمت کو ترس رہے ہیں۔۔اُس کی ناشُکری میں اتنی دور نہ چلی جانا کہ تم مجھے بھی نظر آنا بند ہوجاؤ"۔۔اب کے وہ نرمی سے کہتا علی کو اُٹھائے گھر سے باہر نکل گیا تھا۔۔وہ اپنی ساس کے کمرے میں بھاگی تھی پھر بیڈ پر گر کر پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

....

یہ اُن کی زندگی کا بظاہر دوسرا جھگڑا تھا لیکن اِس بار بات بہت بڑی تھی۔۔وہ کمرے میں نہیں آئی تھی۔۔وہ چُپ چاپ سوتے ہوئے علی کو اُس کے پہلو میں لٹا آیا تھا۔۔بہرحال وہ ماں کے دودھ پر تھا اور وہ اُس کے بغیر سوتا بھی نہیں تھا۔۔زین کو مجبوراً اُسے اُس کے حوالے کرنا پڑا تھا۔۔

مریم نے چپ چاپ سحری بنائی تھی۔۔وہ بھی خاموشی سے کھانا کھا کر قرآن پاک پڑھنے لگا تھا۔۔وہ نماز پڑھ کر دوبارہ اپنی ساس کے کمرے میں سونے چلے گئی تھی۔۔اُس کی سوجی آنکھیں ہمیشہ کی طرح زین کے دل کو تکلیف دے گئی تھیں۔۔

زین احمد جانتا تھا یہ سب کچھ جو وہ بول رہی تھی وہ مریم کے الفاظ ہرگز نہیں تھے۔۔زین کے بہت زیادہ ضبط کرنے کے باوجود وہ اپنی بکواس سے اُسے خود پر ہاتھ اُٹھانے پر مجبور کر گئی تھی۔۔

صبح اُسے آفس جوائن کرنا تھا وہ اُسے کچھ بھی بتائے بغیر پہلے کی طرح صبح نو بجے آفس چلا گیا تھا۔۔

....

صبح پونے دس بجے علی نے اُس کی آنکھوں میں ہاتھ مارا تھا۔۔مطلب واضح تھا۔۔

"اُٹھ جاؤ مجھے بھوک لگی ہے"۔۔وہ گہرا سانس لیے علی کو اپنی بانہوں میں بھینچ گئی تھی۔۔

"آئی ایم سوری میلا بچّہ مما بہت بُری ہیں"۔۔وہ اُسے اپنے اُوپر لٹاتے اُس کا چہرہ چومنے لگی تھی۔۔

"مم۔۔مم"۔۔جواباً علی نے دونوں ہاتھوں میں اُس کا چہرہ تھام کر اُس کی ناک کو کاٹنے کی کوشش کرتے اُسے بتایا تھا کہ اُسے بھوک لگی ہے

"اچھا ناں، گندے بچّے پہلے مُنہ تو دھو لو"۔۔وہ کھڑی ہوئی تھی۔۔بے اختیار اُس کی نظر اپنے پہلو پر گئی تھی۔۔اُسے وہاں ہونا بھی نہیں تھا، وہ اُس کی ساس کا کمرا تھا۔۔اُس کا دل اُسے دیکھنے کو بے چین ہوا تھا۔۔

"وہ مجھ پر ہاتھ اُٹھانے لگے تھے۔۔میں دیکھوں گی بھی نہیں اُن کی طرف"۔۔اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔اُسے علی کے کپڑوں کے لیے مجبوراً اپنے کمرے میں آنا پڑا تھا۔۔

لیکن یہ کیا۔۔؟ وہ کمرے کے دروازے پر ہی ایک دم ٹھٹکی تھی۔۔ کھڑکیوں سے پردے ہٹنے کے باعث سارا کمرا روشن تھا۔۔اُس نے کمرے پر طائرانہ نگاہ ڈالی تھی۔۔واشروم کا دروازہ آدھ کُھلا تھا، الماری کا ایک پٹ پورا کا پورا کُھلا ہوا تھا۔۔اُس کی رات کی پہنی شرٹ گول مول ہوئی بیڈ پر پڑی تھی ساتھ میں اُس کا گیلا تولیہ۔۔

"یہ کہاں چلے گئے۔۔اِن کو تو ساڑھے گیارہ بجے جانا ہوتا ہے"۔۔وہ بڑبڑاتی ہوئی آگے بڑھی تھی۔۔

"میری بلا سے۔۔ کہیں بھی جائیں۔۔مجھے بھی اِن کی پرواہ نہیں ہے۔۔ندا اتنے دِنوں سے بُلا رہی ہے، میں گھر چلی جاؤں گی آج ہی"۔۔وہ علی کے کپڑے نکال رہی تھی ساتھ ساتھ بڑبڑاہٹ اور رونا بھی جاری تھی۔۔کل نِدا کی بات پکی کی رسم تھی۔۔

ساڑھے گیارہ بجے اُس نے اپنے بھائی کو فون کیا تھا۔۔

"حانی مجھے لینے آجاؤ"۔۔وہ خود پر قابو پاتی بولی۔۔

"کیوں بھئی ہمیشہ تو تمہیں زین بھائی چھوڑ جاتے ہیں آج میں کِس خوشی میں آؤں"۔۔اُس نے بھی ہری جھنڈی دکھائی تھی۔۔اُسے ایک دم رونا آیا تھا۔۔

"وہ اپنے کام میں مصروف ہیں، میری اکلوتی بہن کی تقریب ہے اور میں یہاں بیٹھی ہوں۔۔تم لوگوں نے میری شادی کردی مطلب سر سے بوجھ اُتار دیا میں جاؤں اب بھا۔۔"۔۔وہ روتے روتے بولتی جارہی تھی جب وہ بوکھلایا تھا۔۔

"ارے ارے۔۔۔میں آرہا ہوں، چُپ ہوجاؤ پلیز، رو کیوں رہی ہو، تم ابھی بھی ہماری بہن ہو اور قیامت تک رہو گی قسم سے، آرہا ہوں میں ریڈی ہوجاؤ"۔۔فرحان کو لینے کے دینے پڑے تھے۔۔

"اماں اور ندا کو مت بتانا میں سرپرائیز دوں گی"۔۔وہ سوں سوں کرتی بولی تھی۔۔وہ پندرہ منٹ کا بول کر فون رکھ گیا تھا۔۔

پورے گھر کی صفائی وہ کر چکی تھی۔۔اُس کے لیے اتنا سالن بنا لیا تھا کہ دو دن چل جاتا دو دن بعد ویسے بھی چاند دیکھنا تھا۔۔

اپنا اور علی کا سامان وہ پیک کر چکی تھی جب اُس کی نظر دُھلے ہوئے کپڑوں کے ڈھیر پر پڑی تھی۔۔

....

بیل بجنے پر جب اُس نے دروازہ کھولا تو فرحان کھڑا تھا۔۔

"تم اِس کو نیچے لے جاؤ پلیز میں ذرا یہ کچھ کپڑے استری کرلوں"۔۔وہ روتے ہوئے علی کو اُسے تھماتی بولی جو ماموں کو دیکھ کر اب ہنس رہا تھا۔۔

"واہ بھئی۔بڑی اچھی بیوی ہو تم تو۔۔۔"۔۔وہ علی کو پیار کرتا اُس پر لطیف سی چوٹ کر کے باہر نکلا تھا۔۔دس بارہ منٹ میں اُس کے سارے کپڑے استری اور ہینگ کر کے اُس نے فرحان کو کال کی تھی۔۔فرحان نے اُسے نیچے آنے کو کہا تھا۔۔

گھر پر الوداعی ناراض سے نظر ڈالتی اُس کی آنکھیں بھرائی تھیں۔۔اُس نے موبائل نہیں اُٹھایا تھا۔۔

"میں آپ سے بہت زیادہ ناراض ہوں"۔۔وہ بھیگے لہجے میں بڑبڑا کر دروازہ لاک کر گئی تھی۔۔ایک چابی اپنے پرس میں رکھی تھی اور دوسری اُس نے خالہ کو دینے کے لیے اپنے ہاتھ میں رکھی تھی۔۔

وہ نیچے اُترنے کو تھی جب ساتھ والے فلیٹ سے آتی آوازوں پر وہ بُری طرح ٹھٹکتی وہیں رُکی تھی۔۔

....

"تم نے مجھے آج تک دیا ہی کیا ہے"۔۔دروازہ کُھلا ہونے کے باعث آواز باہر تک بخوبی سُنی جارہی تھی۔۔

"بڑی ہی کوئی ناشُکری عورت ہے تُو۔۔اتنا عیش کروایا تُجھے۔۔بے حساب روپیہ پیسہ، نہ کوئی روک ٹوک"۔۔اُس کے شوہر کی تیز زہریلی آواز آئی تھی۔۔

"نہ دیتے کاش نہ دیتے"۔۔اب کے وہ روئی تھی۔۔

"تو دو ٹکے کی عورت، رہتی اُسی گندگی کے ڈھیر پر، تو اُسی گندگی کے قابل تھی"۔۔وہ حقارت سے بولا تھا۔۔

"کاش تم مجھے اُسی ایک کمرے کے گندے سے گھر میں رکھتے۔۔کاش تم وہی دس گیارہ ہزار ہی کماتے، کاش تم حرام کا دوزخ نہ بھرتے میرے پیٹ میں۔۔تم نے مجھے تباہ کردیا۔۔میں اللہ رسول کو بھول گئی تیرے چکر میں۔۔"۔۔وہ درد سے چیخی تھی۔۔

"بکواس بند کر کمینی عورت۔۔تجھے تیری اوقات سے زیادہ دے دیا ناں، ہوتا ناں تیرا شوہر اُس مغرور زین احمد جیسا اپنی ایمانداری کا تمغہ سینے پر لگائے ترسا ترسا کر مار دیتا تجھے"۔۔مریم نے بے ساختہ اپنا ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھا تھا۔۔

"کاش میں اتنی خوش قسمت ہوتی ہائے کاش۔۔تم بھی منگل بازار سے میرے لیے سوٹ لاتے، میں اُس کو پہن کر خود کو دنیا کی خوبصورت ترین عورت سمجھتی، کاش تم بھی میرے ساتھ کپڑے دھوتے، کاش تم میرے بالوں کے دیوانے ہوتے میرے بال کٹوانے پر تم مجھ سے لڑ پڑتے کاش۔۔

کاش۔۔"۔۔وہ اب سسکیوں سے رو رہی تھی۔۔مریم لڑکھڑائی تھی۔۔کیا کر بیٹھی تھی وہ، اُس کے دل کو جیسے کسی نے دونوں ہاتھوں سے دبایا تھا۔۔

"ہائے کاش میری گود میں بھی بچّہ ہوتا، وہ راتوں کو مجھے اُٹھاتا تم کہتے، تم سو جاؤ میں سنبھال لوں گا۔۔کاش تم۔۔"۔۔وہ اب ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"لگتا ہے پاگل ہوگئی ہے تو۔۔نفسیاتی عورت"۔۔وہ نفرت سے چیخا تھا۔۔لیکن مریم زین جانتی تھی نگینہ ناصر پاگل نہیں ہوئی وہ اپنے پورے ہوش و حواس میں اپنے دل کا حال سنا رہی تھی۔۔

"میں نے یہ کیا کردیا۔۔زین۔۔"۔۔اُس کے آنکھوں سے آنسو جاری ہوئے تھے۔۔

"کاش تم بھی ایک ہزار کماتے۔۔کاش تم مجھے بتاتے کہ میں دُنیا کی خوبصورت ترین عورت ہوں"۔۔ وہ اب بھی بول رہی تھی جب یک دم وہ دھاڑا تھا۔۔

"بدعائیں دیتی ہے مجھے، دو ٹکے کی عورت۔۔دفعہ ہوجا میری زندگی سے"۔۔اُسے اب نگینہ کے دُکھ نے رُلایا تھا۔۔وہ بُری طرح لڑکھڑاتی تھی اِس سے پہلے کہ وہ گِرتی کِسی نے اُسے تھاما تھا۔۔

"مومی۔۔دیکھ کر ابھی گِر جاتی۔۔کیا بغیر سحری کے روزہ رکھا ہے"۔۔وہ ایک ہاتھ سے اُسے سنبھالتا بولتا ہی گیا تھا۔۔

"ہاں ہاں نہیں رہوں گی میں بھی اِس جہنم میں"۔۔نگینہ کی آواز پر وہ رودی تھی۔۔

"مومی یار سنبھالو خود کو لوگ لڑتے ہیں پھر ٹھیک بھی ہوجاتے ہیں، تم چلو میرے ساتھ۔۔اب دیکھنا تم واپس آؤ گی ناں تب تک یہ دونوں سیٹ ہوگئے ہوں گے"۔۔فرحان اُسے بہلاتا ہوا سیڑھیاں اُترنے لگا تھا۔۔اُس کا دل عجیب سے دُکھ میں مُبتلا ہوا تھا۔۔

کبھی یہ خیال دل کو توڑ جاتا نگینہ اُس کے ساتھ ایسا کیسے کر سکتی ہے۔۔
کبھی یہ سوچ کہ نگینہ خود کِس حال سے گزر رہی تھی۔۔
فرحان نے چابی نیچے خالہ کو پکڑائی تھی پھر اُسے لیتا گھر کے لیے روانہ ہوا تھا۔۔وہ سارے راستے اُس کے کندھے پر سر رکھے اپنی بیوقوفی پر روتی آئی تھی۔۔

....

"ہائے مجھے پہلے ہی بتا دیتی موی میرا شہزادہ آرہا ہے"۔۔نِدا علی کا مُنہ چومتی اُس کے اچانک آنے پر خوشی سے چِلا رہی تھی۔۔
"تمھیں بتا دیتی تو میرا بیٹا اپنی خالہ کو سرپرائیز کیسے دیتا بھلا"۔۔وہ پھیکی سے ہنسی سے بولی تھی۔۔
"اوئے ویسے تو زین بھائی تمھیں ایک دن بھی رُکنے کے لیے بھیج دیں تو گھڑی گھڑی فون کرتے ہیں۔۔یہ کہاں رکھا ہے وہ کہاں رکھا ہے، اب تم اتنا بڑا بیگ اُٹھا کر لے آئی ہو"۔۔مجال ہے جو نِدا سے اُس کی کوئی بات چُھپ جائے۔۔اب بھی وہ آنکھوں کو گول گول گُھماتی اُس سے تفتیش کر رہی تھی۔۔
"توبہ ہے ندو۔۔آؤ تو برابلم۔۔نہ آؤ تو سو سو باتیں۔۔ہٹو یہاں سے"۔۔وہ عجیب موڈ سے کہتی اندر بڑھی تھی۔۔
"بہن کے پیچھے ہی پڑجانا۔۔دیکھو ناراض کر دیا ناں"۔۔اماں کو شادی کے بعد وہ کچھ زیادہ ہی پیاری ہوگئی تھی۔۔

"ارے اماں۔۔اِس کو پتا ہے ناں۔۔یہ اپنے ساتھ میرا دل بھی لے گئی ہے"۔۔وہ پیچھے سے اُسے اپنے حصار میں لیتی اُس کی کندھے پر اپنی ٹھوڑی رکھ گئی۔۔

"میں بھی تمہیں بہت مِس کرتی ہوں"۔۔وہ بھی نم لہجے میں مُحبت سے بولی۔۔

"ہاں پتا ہے کتنا مِس کرتی ہو۔۔میں فون نہ کروں تو میری یاد ہی نہیں آتی مُحترمہ کو"۔۔وہ مُنہ پُھلاتی اب اُس کے سامنے آ بیٹھی تھی۔۔پھر اماں کی گود سے علی کو لیا تھا۔۔

"وجہ تمہاری گود میں ہے"۔۔وہ ہنس کر بولی تھی۔۔

"وجہ اتنی ننھی نہیں ہے مریم زین۔۔وجہ اِن صاحب کے والد مُحترم ہیں"۔۔وہ اُسے معنی خیزی سے دیکھتی بولی۔۔اُس دُشمنِ جاں کا خیال آتے ہی مریم کے حلق میں آنسوؤں کا گولہ پھنسا تھا۔۔

"دیکھا آپ نے مما کیسے جھوٹ بول رہی ہیں۔۔میرے شاتھ فون پر بات کرتے ہوئے بھی مما کو بابا ہی یاد رہتے ہیں"۔۔اُس کے شرارت سے بولنے پر اُسے خود پر قابو پانا مُشکل ہوا تھا جیسے، وہ اچانک اُٹھی تھی۔۔

"اب سنبھالو بھانجے کو میں آرام کروں گی خوب سارا۔۔بلکل بھی سونے نہیں دیتا"۔۔وہ کہتی ہوئی کمرے کی طرف بڑھی تھی۔۔

"کون۔۔یہ یا اِن کے ابا حضور"۔۔ندا انجانے میں ہی اُس زخم کو چھیڑے جارہی تھی جِس سے ابھی خون رس رہا تھا۔۔اُس کا دل رویا تھا جیسے۔۔وہ بیڈ پر گرتی بے آواز رودی تھی۔۔

....

"یہ تم ابھی تک زین بھائی کا پرفیوم یوز کرتی ہو۔۔؟؟"۔۔نِدا نے شرٹ زمین پر پھیلائی تھی۔۔سِلائی اُس کا جنون تھا۔۔اُس کے سلے ہوئے ڈریسز بِلاشُبہ مہنگے بوتیکس کو مات دیتے تھے۔۔اور مریم ہمیشہ کہتی تھی۔۔

"نِدو تم میرے لیے انعام ہو قدرت کا"

"گھر کی مُرغی دال برابر ہوں"۔۔نِدا مُنہ بنا کر کہتی تھی ورنہ اُس کا اکثر کہا گیا جُملہ نِدا کو مُحبتوں سے بھر دیتا تھا۔۔

"مجھے سب سے زیادہ خوشی تمہیں نیا ڈیزائن پہنانے میں ہوتی ہے مومی"۔۔وہ اُس کی مُحبت پر نہال ہی ہوجاتی تھی۔۔

وہ کچھ کہے بغیر اُداسی سے مُسکرائی تھی۔۔ورنہ دِل بےایمان واپس گھر جانے کی ضد کیے ہوئے تھا۔۔

"لو دیکھو میں سمجھا زین بھائی آئے ہیں"۔۔فرحان گھر میں داخل ہوتے بولا تھا۔۔مریم نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

نِدا صبح سے اُس کی غائب دماغی نوٹ کر رہی تھی۔۔

....

وہ کب سے بیل بجا رہا تھا لیکن وہ دروازہ ہی نہیں کھول رہی تھی۔۔اُس نے جیب سے موبائل نکال کر اُس کے نمبر پر کال ملائی تھی۔۔اُسے لگا اندر سے موبائل بجنے کی آواز آرہی ہے۔۔اُس نے موبائل بجنے دیا تھا۔۔لیکن موبائل بج بج کر خاموش ہوا تھا اب اُسے تھوڑی تشویش ہوئی تھی۔۔

"مریم۔۔مومی"۔۔اُس نے دروازے پر دستک دیتے ہوئے اُسے پُکارا تھا۔۔اُسے پتا تھا وہ ناراض ہے لیکن ناراضگی میں وہ دروازہ نہیں کھولے گی وہ مان ہی نہیں سکتا تھا۔۔اُس نے پریشانی سے دروازے کی ناب گُھمائی تھی۔۔

"بھائی۔۔یہ۔۔یہ لیں"۔۔ تبھی ہانپتا ہوا سلمان آیا تھا اُس نے پیچھے مُڑ کر دیکھا تھا۔۔وہ گھٹنوں پر جُھکا ایک ہاتھ میں چابی بڑھائے ہوئے تھا۔۔کیا وہ اتنی ناراض تھی کہ گھر سے بتائے بغیر کہیں باہر چلی گئی تھی۔۔

"کتنی آوازیں دیں میں نے آپ کو۔۔موبائل میرے پاس تھا نہیں بھاگا بھاگا گھر آیا ہوں"۔۔وہ بولتا ہی چلا گیا تھا۔۔زین نے خاموشی سے اُس کے ہاتھ سے چابی لی تھی۔۔

"مریم بھابھی اپنے بھائی کے ساتھ اپنے گھر چلی گئی ہیں"۔۔زین احمد کے اندر کچھ ٹوٹا تھا۔۔

....

عصر کا وقت تھا۔۔وہ ابھی اُٹھا تھا۔۔آج اُس کے ساتھ وہ ننھا وجود نہیں سویا تھا۔۔وہ گہری سانس لیتا اُٹھ بیٹھا تھا۔۔اُس نے تکیہ ذرا سا اُٹھا کر نیم دراز ہونا چاہا تھا جب اُس کے ہاتھ میں نرم سی چیز ٹکرائی تھی۔۔۔وہ اُس کا ڈوپٹہ تھا۔وہ بےاختیار اُسے اپنے چہرے پر رکھ گیا تھا۔۔گہرا سانس لیتا ٹھٹکا تھا۔۔وہ صحیح کہتی تھی کہ اُس کے کپڑوں سے, اُس کی ہر چیز سے زین کی خوشبو آتی تھی پر ایک بات جو زین نے اُسے کبھی نہیں بتائی تھی۔۔

مریم کے وجود سے آتی زین کی اپنی خوشبو اِس لیے اُس کے حواسوں کو معطر کردیتی تھی کیوں کے اُس میں مریم کے وجود کی خوشبو رچی بسی تھی۔۔مریم خود میں صرف زین کی خوشبو محسوس کرپاتی تھی۔۔پر زین احمد کو اپنی خوشبو میں مدگم مریم کے وجود کی خوشبو مودہوش کردیتی تھی۔۔

ابھی وہ وضو کر کے آیا ہی تھا جب بیل بجی تھی۔۔نجانے دلِ نادان کو خوش فہمی ہوئی تھی۔۔دھڑکتے دل کے ساتھ اُس نے دروازہ کھولا تھا۔۔دروازے پر نظر آتے وجود سے زیادہ اُس کا حال اُس کا حُلیہ دیکھ کر وہ بُری طرح ٹھٹکا تھا۔۔

....

"مومی۔۔تم زین بھائی سے لڑ کر آئی ہو۔۔؟؟"۔۔ساری دُنیا سے وہ اپنے آنسو، اپنا خراب موڈ چُھپا سکتی تھی سوائے اُن دو انسانوں کے۔۔ندا کا اتنا پوچھنا تھا کہ وہ پھوٹ پھوٹ کر رودی تھی۔۔

"مریم۔۔مومی۔۔کیا ہوا یار"۔۔وہ ہڑبڑاتی ہوئی اُٹھی تھی۔۔رات کے گیارہ بج رہے تھے۔۔گھر میں سناٹا تھا اُس کی آواز باہر جانے کے ڈر سے نِدا دروازہ بند کرتی اُس کے پاس آئی تھی جو ہچکیوں سے رو رہی تھی۔۔

"مومی"۔۔اُس نے اُس کے کندھے پر ہاتھ رکھا تھا وہ بےساختہ اُس کے سینے سے لگی اور شدّت سے رودی تھی۔۔کیا کیا نہ اُسے رُلائے جارہا تھا۔۔پچھتاوا۔۔زین سے بدتمیزی۔۔جان سے پیارے بیٹے کے بارے میں اپنے کہے الفاظ۔۔۔وہ شرمندگی سے مر جانے کو تھی۔۔

نِدا نے اُسے رونے دیا تھا پھر پاس پڑا لال شربت جو وہ ابھی بنا کر لائی تھی۔۔اُسے خود سے الگ کر کے اُس کے لبوں سے لگایا تھا۔۔

"پیو ناں یار۔۔پھر مجھے ساری بات بتاؤ"۔۔اُس نے بمشکل دو گھونٹ ہی لیے تھے۔۔

"اچھا اب بتاؤ۔۔کیا ہوا ہے۔۔؟۔۔کِس بات پر ہوئی لڑائی۔۔؟؟"۔۔وہ رسان سے پوچھ رہی تھی۔۔

"وہ مجھ۔۔مجھ سے ناراض ہوگئے ہیں نِدو"۔۔اپنی بات کے اختتام پر وہ پھر رونا شروع ہوئی تھی۔۔

"تمہارا رونا بتا رہا ہے کہ غلطی تمہاری ہے"۔۔وہ ہاتھوں میں چہرا چُھپائے پھر سے رودی تھی۔۔جِس سے ثابت ہورہا تھا کہ غلطی واقعی اُسی کی تھی۔۔نِدا نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"کیا زین بھائی نے تمہیں گھر سے نکالا ہے مریم۔۔؟؟"۔۔گو کہ نِدا کی نظر میں ایسا ہونا ناممکنات میں سے تھا پھر بھی وہ پوچھ گئی تھی۔۔مریم نے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"میں۔۔۔میں خود آگئی تھی۔۔پہلے تو غصّے میں آرہی تھی، لیکن پھر جب۔۔میں نے نگینہ جی کی باتیں سُنیں۔۔مجھے لگا۔۔میں کبھی زین کے سامنے سر نہیں اُٹھا سکوں گی"۔۔حلانکہ اُسے اصل بات نہیں پتا تھی لیکن مریم کی آدھی ادھوری بات ہی سے ثابت ہورہا تھا کہ اُس کی بیوقوف بہن بات کو اور اُلجھا کر یہاں نازل ہوئی ہے۔۔

"اچھا مجھے یہ بتاؤ کہ تم کیا جھنڈے گاڑھ کر بیگ اُٹھا کر یہاں آئی ہو۔۔؟؟"۔۔نِدا کے پوچھنے پر وہ سب بتاتی چلی گئی تھی۔۔نگینہ کی اتنے مہینوں کی چالاکی۔۔زین کا ہر بار اُسے پیار سے سمجھانا۔۔نگینہ کے ہر وار پر زین کا اُس کا اور زیادہ خیال رکھنا۔۔زین کی نوکری چلی جانا۔۔اپنے بال کٹوانا، اُس کے باوجود زین کا اُس کو منانا۔۔اور اپنی رات کی گئی بدتمیزی۔۔سب۔۔اُس کی بیوقوفی پر نِدا نے اپنا سر پیٹا تھا۔۔

"کاش مریم تم مجھ سے ایک سال بڑی ہونے کے بجائے چھوٹی ہوتی۔۔تم نے جو بکواس اپنے معصوم بچّے کے لیے کی تھی ناں مریم، اُنھوں نے تو اپنا ہاتھ روک لیا تھا، پر میں ہوتی ناں اُن کی جگہ ایک رکھ کر دیتی تمہیں۔۔"۔۔نِدا کا غصّہ سوا نیزے پر پہنچا تھا۔۔مریم کا رونا جاری تھا۔۔وہ اب کمرے میں ٹہل رہی تھی۔۔

"بیوقوف لڑکی بجائے بات کلئیر کر کے سوری کرنے کے تم بات کو مزید بڑھا کر گھر ہی چھوڑ آئی ہو"۔۔اُس کا بس چلتا ابھی اُس کا بیگ لے کر اُسے واپس چھوڑ آتی۔۔

"میں کیسے اُن کا سامنا کرتی۔۔ویسے بھی میں اُن کے سارے کپڑے استری کر کے آئی ہوں اور دو دن کا سالن بھی بنایا ہے"۔۔وہ سوں سوں کرتی بولی۔۔

"پھر ایک کام کرتے ہیں ناں۔۔زین بھائی کو جاپان بھیج دیتے ہیں تمہیں ہر مہینے پیسے بھیج دیا کریں گے، کیا ضرورت ہے ساتھ رہنے کی"۔۔اُس کی بات پر مریم نے تڑپ کر سر اُٹھایا تھا۔۔

"میری عقل مند بہن زین بھائی کو تم ملی ہو ایسے ہی وہ ڈائیریکٹ جنت میں جائیں گے، لیکن پھر بھی اُن پر اب مزید ستم نہیں کرنا چاہیۓ"۔۔اُس کی بات پر مریم نے اُسے تھپڑ مارا تھا۔۔

"کل صبح فوراً روانہ ہو جاؤ تم۔۔حلانکہ میرا بلکہ بھی دِل نہیں چاہ رہا اپنے بے بی کو واپس بھیجنے کا لیکن اِس کی ماں بیوقوف ہے اِس میں میرے بے بی اور اُس کے بابا کا کیا قصور"۔۔وہ سوئے ہوئے علی کے چہرے پر پیار کرتی بولی جب اُس کے پشت پر دھموکا پڑا تھا۔۔

"ہائے ظالم۔۔کیا زین بھائی کو بھی ایسے ہی پیار کرتی ہو"۔۔وہ اپنی پشت سہلاتی بولی تھی۔۔

"نہیں جیسے پیار کرتے ہیں ویسے ہی کرتی ہوں۔۔اور ابھی میں بلکل بھی نہیں جا رہی خبردار جو تم نے گھر میں کسی کو کچھ بتایا ہے"۔۔وہ کہتی ہوئی واشروم میں بند ہوئی تھی۔۔

کچھ سوچ کر نِدا نے اپنا موبائل اُٹھایا تھا۔۔

....

آج نیند اُس کی آنکھوں سے کوسوں دور تھی۔۔علی کی معصوم شرارتیں۔۔اُس رگِ جاں کا دلکش وجود۔۔ساڑھے گیارہ بجنے کو تھے اور وہ بیڈ پر کروٹے بدلنے پر مجبور تھا۔۔اچانک اُس کی ذہنی رو بہکی تھی۔۔عصر میں جب وہ وضو کر کے آیا تو بیل بجنے پر اُس نے جب دروازہ کھولا ایک لمحے کے لیے وہ ٹھٹکا تھا۔۔

اُلجھے بکھرے بال۔۔سلوٹ زدہ کپڑے۔۔ڈوپٹہ ایک کندھے پر جھولتا زمین پر جھاڑو دے رہا تھا۔۔ سوجی ہوئی آنکھیں۔۔کپکپاتے لب۔۔بےرونق چہرہ۔۔اُس کا اُجڑا روپ زین احمد کو ٹھٹکنے پر مجبور کر گیا تھا۔۔

یہ کوئی اور نہیں ہمیشہ نِک سُک سی رہنے والی نگینہ تھی۔۔

"مریم۔۔مریم تو اپنے گھر گئی ہے"۔۔وہ خود پر قابو پاتا بولا۔۔جب وہ اچانک اُس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"یہ۔۔یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔وہ ہڑبڑاتے ہوئے پیچھے ہوا تھا۔۔

"میں اِسی قابل ہوں زین احمد۔۔"۔۔وہ خود پر ایک نظر ڈالتی بولی۔۔

"میں نے چاہا تھا جب میں خوش نہیں ہوں تو وہ کیوں خوش رہے۔۔جب میرے پاس شوہر کا سُکھ نہیں ہے تو اُس کو زین کیوں چاہے۔۔جب میرے پاس اولاد کی خوشی نہیں ہے تو اُس کو بھی اولاد کو بوجھ سمجھنا چاہیئے ناں"۔۔وہ اُس کے چہرے پر نظر جمائے بول رہی تھی۔۔پر زین کو اندازہ تھا وہ اِس وقت اپنی خواہشوں کے بھنور میں گھوم رہی تھی۔۔

"اُس نے کہا زین کو میرے بال بہت پسند ہیں۔۔میں نے زبردستی اُس کے بال کٹوانے چاہے، میں نے سوچا اب زین اُس سے لڑے گا، دوسرے دن اُس نے بتایا زین اُس کے بالوں پر فدا ہوگیا ہے"۔۔زین نے نمکین پانی کا گولہ اپنے اندر نگلا تھا۔۔

"میں نے اُسے احساس دلانا چاہا اُس کے پاس کام زیادہ ہے۔۔بچّہ بھی تنگ کرتا ہوگا، اگلے دن اُس نے پھر مجھے میری ہار سُنائی۔۔زین اُس کے ساتھ کپڑے دھلواتا ہے۔۔زین ساری رات علی کو لیے لیے پھرتا ہے تاکہ وہ اپنی نیند پوری کرسکے۔۔"۔۔وہ رُکی تھی۔۔وہ اپنے ہوش میں نہیں تھی، زین کو اندازہ تھا۔۔

"وہ زین کے منگل بازار کے سستے کپڑوں میں بھی حسین لگتی۔۔چمک جاتی تھی۔۔اور میں مشہور برانڈ کا پانچ چھ ہزار کا کرتا پہن کر بھی اُس کے آگے کچھ بھی نہ لگتی۔۔"۔۔وہ اب بڑبڑا رہی تھی۔۔

"زین کے حلال ایک ہزار میں وہ سکون سے رہتی تھی۔۔میں حرام کے ایک لاکھ میں اپنی اندر کی آگ میں جلتی گئی تھی۔۔"۔۔وہ اب رونے لگی تھی۔۔

"میرے پاس بچّہ نہیں تھا۔۔میرے میاں کو بچّے زنجیر لگتے ہیں۔۔میں نے مریم سے کہا مزید بچّے پیدا نہیں کرنا کیونکہ میرے پاس تو ایک علی بھی نہیں تھا"۔۔وہ اب علی کے چابی والے بندر کو دیکھ رہی تھی۔۔

"اب آکے آپ جیت گئیں"۔۔زین دھیرے سے بولا تھا۔۔اُس نے چونک کر زین کو دیکھا تھا۔۔

"وہ کل رات اپنے گھر چلی گئی ہے۔۔"۔۔وہ بے تاثر لہجے میں بولا تھا۔۔

"مجھے معاف کردو۔۔میں معافی کے لائق بھی نہیں ہوں زین احمد۔۔وہ بہت معصوم ہے۔۔مجھ کمینی عورت کی باتوں میں آگئی۔۔میرا حسد تم دونوں کی خوشیاں برباد کرنے لگا تھا۔۔"۔۔وہ دوبارہ سے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"اللہ کے نزدیک سب سے ناپسندیدہ عمل میاں بیوی میں جُدائی کروانا ہے۔۔میں نے جیتے جی ہی اپنے لیے دوزخ خرید لی ہے زین تم اُسے منا کر لے آؤ۔۔بہت شفاف دل ہے اُس کا سونے جیسا"۔۔وہ روتے میں مُسکرائی تھی۔۔

"زین احمد کی وفاؤں میں، اُس کی مُحبت میں اگر اتنی طاقت ہوئی تو وہ خود آئے گی۔۔"۔۔وہ مضبوط لہجے میں بول کر مُسکرایا تھا۔۔اُس کی آنکھوں میں مریم کی مُحبت دیکھ کر نگینہ کی آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو برسے تھے۔۔

"میں شاید اب زندگی بھر اُس کا سامنا نہ کر پاؤں۔۔مجھ میں اتنی ہمت نہیں ہے۔۔اُس سے کہنا۔۔نگینہ بہت بدنصیب اور کمبخت تھی جو تمہارے پاک اور معصوم دل سے کھیل گئی، ہو سکے تو اِس کم

نصیب نگینہ کو اِسی دُنیا میں معاف کر دینا، قیامت کے دن مجھ سے حساب نہیں مانگنا نہیں سہہ پاؤں گی"۔۔وہ پھوٹ پھوٹ کر رو دی تھی۔۔اُس کی باتوں پر زین کا دل دُکھا تھا۔۔

"آپ کہیں جا رہی ہیں کیا۔۔؟؟"۔۔وہ دھیرے سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کہتا ہے میں نفسیاتی ہوں۔۔اُسے حلال کمانے کا کہا تو کہتا ہے میں اُسے بد دعا دے رہی ہوں۔۔طلاق دے دی ہے اُس نے مجھے۔۔"۔۔زین نے کرب سے آنکھیں موندی تھیں۔۔اور وہ کچھ بھی کہے بغیر ایک الوداعی نظر گھر پر ڈالتی وہاں سے چلی گئی تھی۔۔

کون جانے شاید نگینہ اور مریم کا سامنا اِسی دُنیا میں ہو جاتا۔۔

....

سوچتے سوچتے میسج ٹون سے وہ جیسے اچانک ہوش میں آیا تھا۔۔اسکرین پر چمکتے نام کو دیکھتے اُس کے لب مُسکرائے تھے۔۔

"ایک ننھی سی بیوی نہیں سنبھالی گئی زین بھائی"۔۔میسج پڑھ کر وہ پورے دل سے مُسکرایا تھا۔۔بدگمانی کی دھند چھٹی تو ہر چیز ہی خوبصورت لگنے لگتی ہے۔۔

"وہ ننھی سی جان اچھا خاصا زور لگا کر گئی ہے مجھ پر"۔۔وہ بھی شرارتاً بولا۔۔

"اور اب یہاں جو شرمندگی کا دریائے نیل بہہ رہا ہے اُس پر کیسے بند باندھوں۔۔؟؟"۔۔اُس سوال پر اُس کی مُسکراہٹ مزید گہری ہوئی تھی۔۔

"اُس سیلاب کو بہہ جانے دو، مجھ معصوم کی جان پر احسان ہو جائے گا"۔۔اُس کی بات پر نِدا نے بمشکل اپنا قہقہہ روک کر اُسے دیکھا تھا۔۔پھر خاموشی سے فلیش بند کر کے اُس کی تصویر لے کر

اُسے سینڈ کی تھی۔۔زین نے تصویر کو کھول کر زوم کیا تھا۔۔وہ کروٹ لیے آنکھیں بند کیے ہوئے لیٹی تھی۔۔آنکھوں سے بے تحاشہ آنسو بہہ رہے تھے۔۔تصویر کے نیچے لکھا تھا۔۔

"کنٹرول کر سکیں گے دل کو؟؟"۔۔وہ ایک دم تڑپ کر اُٹھ بیٹھا تھا۔۔

"میں ابھی آجاؤں۔۔؟؟"۔۔سوال پر بے تابی سے سوال ہی آیا تھا۔۔وہ کھکھلائی تھی۔۔مریم نے آنکھیں کھول کر حیرت سے اُسے دیکھا تھا۔۔

"ویڈیو یار۔۔فنی ویڈیو دیکھ رہی ہوں"۔۔وہ اپنے مُنہ پر ہاتھ رکھتی بولی تھی۔۔نِدا نے دُکھ سے بہن کی بھیگی آنکھوں کو دیکھا تھا۔۔

"اعلان ہوچکا ہے۔۔مارے شرمندگی کے وہ مزید دو تین دن آپ کا سامنا کرنے سے قاصر ہیں، اِس لیے بیٹھے رہیں اپنے گھر۔۔ویسے بھی میری بہن نے مجھے اپنا کارنامہ بتا دیا ہے کہ وہ آپ کے لیے دو تین دن کا سالن فریز اور آپ کے سارے کپڑے استری کر کے آئی ہے"۔۔اُس کی بات پر وہ خوشگوار حیرت سے اُٹھا تھا۔۔

فریج کے اوپر خانے میں سالن بنا ہوا تھا۔۔جبکہ الماری میں اُس کے سارے کپڑے ترتیب سے استری ہوئے پڑے تھے۔۔زین احمد کی رگوں میں مریم زین کی مُحبت کا سکون سرائیت کر گیا تھا۔۔

"ایک کام کرو گی میرا۔۔اچھی بہن ہو ناں میری"۔۔وہ اب اُسے مسکہ لگاتے بول رہا تھا۔۔

"اوکے آپ کا کام ہوجائے گا لیکن ایک شرط ہے۔۔میری شاپنگ پر آپ میرے ساتھ چلیں گے"۔۔مریم کے کپڑے دیکھ دیکھ کر نِدا دیوانی ہوجاتی تھی، زین کی چوائس مریم نِدا دونوں کو ہی پسند تھی۔۔

"اوکے ڈیل ڈن"۔۔وہ اب سکون سے سو سکتا تھا۔۔اُس کی تصویر پر آنکھوں کی جگہ لب رکھتا وہ لیٹا تھا۔۔

"آئی مِس یو جاناں"۔۔وہ بڑبڑاتا ہوا آنکھیں بند کر گیا تھا۔۔

....

"ارے نِدو یہ سوٹ۔۔یہ تو وہی ہے میرے فیورٹ برانڈ کا، ابھی کچھ دن پہلے جِس کی پِک دکھائی تھی تمہیں"۔۔وہ نہا کر آئی سامنے زمین پر پھیلا سوٹ دیکھ کر سب کچھ بھولی تھی۔۔اُس کی آنکھوں میں ستاروں کی چمک دیکھ کر نِدا نے اپنی بہن کی خوشیوں کی لاتعداد دُعائیں مانگ ڈالی تھیں اُس سے۔۔

"ہاں وہ دو گھر چھوڑ کر جو نادیہ رہتی ہے وہ دے کر گئی ہے"۔۔وہ اُس کی شرٹ سے ناپتے بولی۔۔

"لیکن تم میری شرٹ کا ناپ کیوں لے رہی ہو۔۔پاگل تو نہیں ہو۔۔؟؟"۔۔وہ اچھنبے سے پوچھ رہی تھی۔۔

"ارے یار وہ بیوقوف نادیہ۔۔ کبھی کبھی تو دل چاہتا ہے اُس کو بہت ماروں پر کیا کروں ایک تو بڑی ہے دوسرا پرائی ہوگئی ہے ناں اب، تو ہاتھ رُوک لیتی ہوں"۔۔وہ اُس کے چہرے کو دیکھتی بولتے بولتے ہنسی روکتی نیچے دیکھ کر جُملہ پورا کر گئی تھی۔۔

"اُس کے پرائے ہونے سے میری شرٹ کا کیا تعلق۔۔؟؟"۔۔وہ اپنے بالوں سے پانی جھاڑتی بولی تھی۔۔

"بیوقوفی سے تو ہے ناں"۔۔اُس کی بات پر مریم نے اُسے آنکھیں دکھائی تھیں پھر ایک جھٹکے سے اُس کے ہاتھ سے اپنی شرٹ چھینی تھی۔۔

"ارے یار سنو تو۔۔اُس کا اور تمہارا ناپ ایک جتنا ہی رہا ہے، تمہیں پتا تو ہے"۔۔وہ اُس کے ہاتھ سے شرٹ لیتی منت سے بولی تھی۔۔

"وہ شادی سے پہلے کی بات تھی۔۔اب میں ایک بچّے کی ماں ہوں"۔۔وہ شیشے کے سامنے کھڑی تھوڑا سا دائیں بائیں ہوتی خود کو دیکھ کر بولی۔۔

"ماشاءاللہ۔۔اِس ایک بچّے کی ماں کا کوئی فِگر تو دیکھے۔۔ائے ہئے۔۔"۔۔وہ کھڑی ہوتی شیشے میں نظر آتے اُس کے متناسب دلکش وجود کو دیکھ کر بولی تھی۔۔

"بکو مت"۔۔وہ ایک دم جھینپی تھی۔۔

"یار میں لڑکی ہوکر کہہ رہی ہوں کہ تمہارا فِگر۔۔زین بھائی پر کیا قیامت ڈھاتی ہوگی تم"۔۔وہ تمہارا فِگر کہتی ٹپوریوں کی طرح اُسے گھورتی ایک آنکھ مِیچ گئی تھی۔۔وہ ایک دم سُرخ ہوئی تھی۔۔اُس کے تیور دیکھتی وہ کمرے سے باہر بھاگی تھی

"ایک منٹ رُک جاؤ تم ذرا۔۔بچ جاؤ اب مجھ سے"۔۔دل کی مُنتشر دھڑکنوں کو سنبھالتی وہ اُس کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

"یار مومی میں سیریس ہوں۔۔وہ نادیہ کی بچّی اپنا ناپ نہیں دے کر گئی، اُس کو چاہیئے بھی ارجنٹ، یار پہن کر آجاؤ پلیز مجھے فائنل ٹچ دینا ہے"۔۔وہ اب منتوں پر اُتر آئی تھی۔۔

"تم پاگل تو نہیں ہو نِدا"۔۔وہ بُدکی تھی۔۔لیکن نِدا کے سامنے اُس کی چلی تھی بھلا۔۔

"میرے خیال میں یہاں سے ٹائیٹ کر دیتی ہوں۔۔اور سلیوز کوارٹر"۔۔نِدا اُس کے گِرد گھومتی شرٹ کی فٹنگ مُختلف انداز سے دیکھ رہی تھی۔۔

"نہیں یار، دیکھو آج کل لوز شرٹس کا فیشن ہے اور سلیوز کھلی کھلی، بلکل کرتا اسٹائل۔۔اور اُس کی ہائیٹ بھی تقریباً میرے جتنی ہے ناں تو نی لینتھ (گھٹنوں تک لمبائی) اسٹریٹ ٹراوٗذر کے ساتھ زبردست لگے گی۔۔"۔۔وہ شرٹ پہنے شیشے کے سامنے کھڑی ایسے مشورے دے رہی تھی جیسے وہ سوٹ واقعی اُسی کا ہو۔۔نِدا اُس کی ہر بات کو غور سے سُنتی سر ہلا رہی تھی۔۔

"اور دیکھو گلے پر تم یہ اسٹون رکھ لو۔۔جو اِس کے کیٹالاگ میں اِس بندی نے لگوائے ہیں بلکل ایسے۔۔حانی کی منتیں کرو لادے گا اِسٹونز"۔۔وہ تصویر میں چھائی ماڈل اُس کے سامنے لاتی بولی۔۔نِدا واپس سِلائی مشین کی طرف آئی تھی۔۔نیچے بیٹھ کر اُس نے بِلا ارادہ اُوپر نگاہ اُٹھائی تھی۔۔وہ شیشے میں کھڑی اپنے تن پر سجی شرٹ کو غور سے دیکھ رہی تھی۔۔بِلاشُبہ وہ ادھ سِلی سفید رنگ کی شرٹ اُس کے گلابی رنگ کو مزید نکھارتی اُسے حُسن بخش رہی تھی۔۔

"میں اب چینج کرلیتی ہوں۔۔میں بھی بلکل پاگل ہوں تمہاری باتوں میں آجاتی ہوں"۔۔اپنے عکس سے نگاہ چُراتی وہ بےساختہ بولتی واش روم میں گُھسی تھی۔۔نِدا دل سے مُسکرائی تھی۔۔

....

سحری میں اُس نے ابھی سالن گرم کیا ہی تھا کہ بیل بجی تھی۔۔

"بھائی یہ پراٹھے۔۔"۔۔سلمان جمائیاں لیتا بولا تھا۔۔

"لیکن یار میں چاول بنا رہا تھا"۔۔وہ چاول اُس کے سامنے لاتا بولا۔۔

"بھائی اماں نے بولا ہے، زین کو بولنا سحری میں پراٹھے اور افطاری کی فِکر نہ کرے"۔۔اُس کا مطلب تھا وہ خالہ کو اپنے سالن بنانے کا کہہ گئی تھی۔۔وہ مُسکرایا تھا۔۔

اور اب دوپہر کے تین بجے وہ آفس سے اُٹھ ہی رہا تھا جب دُعا کی کال آئی تھی، وہ دُعا کے دیئے موبائل میں اپنی سِم ڈال چُکا تھا کہ کہیں عادل حیات کو بُرا نہ لگ جائے۔۔

وہ اُسے اور مریم کو افطاری پر بُلا رہی تھی۔۔

اُس کے بتانے پر دُعا نے مُنہ بنایا تھا۔۔اُسے مریم سے زیادہ اپنے بھتیجے کو دیکھنے کا شوق تھا۔۔اُس کی بے تابی پر وہ ہنسا تھا۔۔

پھر اُس سے عید کا وعدہ کرتا بمُشکل اپنی جان چھُڑائی تھی۔۔

آج دوسرا دن تھا۔۔اُن دونوں کے بغیر زین احمد کو جیسے گھر کاٹنے کو آرہا تھا۔۔پر وہ دل پر قابو پائے بیٹھا تھا۔۔

وہ چاہتا تھا مریم خود آئے یہ زین احمد کی ضد نہیں اُس کی مُحبت تھی جو چاہتی تھی کہ مریم یہ اعتراف کرتی دوڑی چلی آئے کہ مریم زین کا گُزارہ بھی زین احمد کے بغیر نہیں ہوتا۔۔

....

"سُنو اپنی شکل دیکھی ہے۔۔؟؟"۔۔شام کو نِدا نے اچانک بیٹھے بیٹھے اُس کے اُداس چہرے کو دیکھ کر کہا تھا وہ ایک دم اُٹھ کر شیشے کے پاس آئی تھی۔۔

"کیا ہوا ہے ٹھیک تو ہے۔۔؟؟"۔۔وہ خود کو بغور دیکھ کر بولی۔۔

دیکھا نہیں وہ چاند سا چہرا کئی دن سے،

تاریک نظر آتی ہے دنیا کئی دن سے۔۔

وہ شعر پڑھ گئی تھی، پھر اُس کے گھورنے پر

وہ کھکھلائی تھی۔۔یہ شعر اُس کو زین نے بھیجا تھا، تب نِدا نے ہنستے ہوئے زین کو مریم کی چوری سے تصویر بھیجی تھی۔۔

"وہ تو صرف ٹھیک نہیں سبحان اللہ ہے ماشاءاللہ سے۔۔پر تمہارا یہ جو چہرہ ہے ناں اب تو چیخ چیخ کر کہہ رہا ہے کہ"۔۔وہ رُکی تھی۔۔مریم نے پلٹ کر سوالیہ نظروں سے اُسے دیکھا تھا جو اب اُس سوٹ کا ٹراؤزر سی رہی تھی۔۔

"میں خود پر زین احمد کی نظروں کے لیے ترس رہا ہوں، اُس کے لمس کے لیے تڑپ رہا ہوں"۔۔

حلانکہ نِدا کے لہجے میں محسوس کی جانے والی معنی خیزی تھی پر اُس کی بات مریم کے دل پر لگی تھی۔۔وہ دونوں ہاتھوں میں اپنا چہرہ چھپاتی رودی تھی۔۔

"اوو مومی۔۔"۔۔وہ اُٹھ کر اُس کے پاس آئی تھی پھر مُحبت سے اُسے خود سے لگا گئی تھی۔۔

"جب اتنا مِس بھی کررہی ہو تو چلی کیوں نہیں جاتی واپس اُن کے پاس۔۔؟؟"۔۔۔وہ مُحبت سے پوچھ رہی تھی۔۔

"وہ خود کیوں نہیں آتے لینے۔۔ایک بار بھی اُنھوں نے مجھ سے بات نہیں کرنی چاہی۔۔اُن کو تو اپنے بیٹے تک کی بھی یاد نہیں آئی۔۔میں بھی نہیں جاؤں گی"۔۔وہ اُس کے شانے میں مُنہ چُھپائے سوں سوں کرتی شکوے کیے گئی۔۔وہ بمُشکل اپنی ہنسی ضبط کرتی لب دانتوں میں دبا گئی تھی۔۔اب وہ

اُسے کیا بتاتی دن میں اُس کی پتا نہیں کتنی تصویریں وہ زین کو بھیجتی رہتی تھی۔۔اور رہی بات علی کی تو حانی روز ویڈیو کال پر اُس کا دیدار کروا دیتا تھا زین کو۔۔

....

آج اُنتیسواں روزہ افطار ہوا تھا۔۔اُسے آئے آج تیسرہ دن تھا۔۔زین نے کوئی رابطہ نہیں کیا تھا۔۔نِدا اُسے زبردستی چاند دیکھنے کے لیے چھت پر لے آئی تھی۔۔

"ایک تو وہ سچّے دن تھے، جب ہم عام لوگوں کو بھی چاند دِکھ جاتا تھا، اب تو یار مُفتی مُنیب انکل کو چاند صاحب تنگ کر جاتے ہیں ہم کیا چیز ہیں"۔۔فرحان کے کہنے پر وہ دونوں ہی ہنسی تھیں۔۔نِدا نے اُس کا اُداس روپ اپنے موبائل کے کیمرہ میں مُقید کیا تھا۔۔مریم نے آنکھیں دیکھائی تھیں۔۔

"چلو نیچے۔۔ہمارے نصیب میں ٹی والا چاند ہی ہے"۔۔فرحان کے کہنے پر وہ نیچے اُترے تھے

....

وہ سلمان اور ریحان کے ساتھ مسجد کے باہر کھڑا باتیں کر رہا تھا۔۔جب چاند نکلنے کا شور اُٹھا۔۔وہ سب ایک دوسرے کے گلے لگتے ایک دوسرے کو مُبارک باد دے رہے تھے، اُس کے موبائل کی میسج ٹون بجی تھی۔۔اُس نے فوراً سے میسج کھولا تھا۔۔

سر پر ڈوپٹہ لیے وہ اُداس آنکھوں سے مُسکرا رہی تھی۔۔پیلے ڈوپٹے کے ہالے میں اُس کا اُداس چہرہ زین کے دل کو مزید بے ایمان کر گیا تھا۔۔اُسے جب پہلی بار غور سے دیکھا تب بھی وہ پیلے لباس میں ہی تھی۔۔جبکہ تصویر کے نیچے لکھا تھا۔۔

"آپ کا چاند اُداس ہے"

ایک پل کو تو زین کا دل کیا ابھی بائیک اسٹارٹ کرتا اُسے لے آئے پر دل کو سمجھاتے ہوئے اُس نے دل سے ایک رات کی مُہلت مزید مانگی تھی۔۔کل عید کی نماز پڑھ کر وہ اُسے لے آنے کا ارادہ کرتا واپس گھر کی طرف آیا تھا۔۔

....

"کیا ہے نِدو مجھے کچھ نہیں کرنا"۔۔وہ اُس کے ہاتھ خود پر سے ہٹاتی بیزاری سے بولی تھی۔۔لیکن آج وہ اُس کی کچھ بھی سُننے کے موڈ میں نہیں تھی۔۔

سب سے پہلے نِدا نے اُسے زبردستی پکڑ کر اُس کا فیشل کیا تھا۔۔پھر اُس کا پیڈی کیور، مینی کیور۔۔ سب سے آخر میں وہ اُس کے آگے کون لے کر بیٹھ گئی تھی۔۔ارے آپ لوگ کیا سمجھے نِدا اُس کو مہندی لگائے گی، جی نہیں آپ لوگ غلط سمجھے ہیں ہر فن مولا نِدا اگر سِلائی، کڑھائی، کوکنگ، میک اپ کرنے میں ماہر تھی تو مہندی لگانے میں زیرو تھی۔۔

اور وہ یہ ایک کام زبردست کرتی تھی۔۔

"میں نہیں لگا رہی"۔۔مریم نے نخرے دکھائے تھے۔۔

"کل رات میرے ہونے والے وہ بھی آئیں گے۔۔کچھ تو خیال کرو خود کو تو زین بھائی مِل گئے ہیں ناں"۔۔وہ مصنوعی ناراضگی سے بولی تھی۔۔مریم نے گھورتے ہوئے اُس کے ہاتھ سے کون لے لی تھی۔۔

اُس کے ہاتھوں پر چاروں سائیڈ پر مہندی لگاتے اُنہیں گیارہ بج گئے تھے۔۔

"اچھا بدلہ لیا ہے تم نے مجھ سے نِدو"۔۔اُس نے اپنی اکڑی کمر ابھی سیدھی کی ہی تھی جب فرحان ہاتھوں میں کچھ لیے اندر آیا تھا۔۔

"یہ کیا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کے ہاتھوں میں مہندی کے ڈیزائن کے اسٹیکرز تھے۔۔

"بس دیکھتی جاؤ"۔۔فرحان نے اُس کے ہاتھ پر احتیاط سے ایک اسٹیکر چپکایا تھا۔۔

"کیا ہے کیا کررہے ہو۔۔؟؟"۔۔وہ احتجاجاً چیخی تھی۔۔

"شش میری بات سُنو اگر تمہارے بچّے کا باجا بجا ناں موی تو نہ میں نہ بھائی نے مدد کرنی ہے، سنبھالنا خود ہی"۔۔نِدا کے خودغرضی سے کہنے پر اُس نے اُن دونوں کو گھور کر سوتے ہوئے بیٹے کو دیکھا تھا جِس کو دیکھ کر اُسے اپنی آواز کم کرنی پڑی تھی۔۔

"لیکن تم لوگ آخر کرنا کیا چاہ رہے ہو۔۔؟؟"۔۔وہ اب جھنجھلائی تھی جب فرحان کو اُس اسٹیکر پر کون سے مہندی لگاتے دیکھتی وہ چیخی تھی۔۔

"حانی کے بچّے میرا ہاتھ۔۔"۔۔ فرحان نے اُس کے مُنہ پر اپنا ہاتھ رکھا تھا۔۔

"شش بلکل چُپ"۔۔وہ مجبوراً چُپ ہوئی تھی۔۔چاروں سائیڈ پر خوبصورت ڈیزائن کے اسٹیکر لگا کر فرحان نے اُن پر مہندی لگائی تھی۔۔پھر احتیاط سے ایک ایک اسٹیکر اُتارا تھا۔۔اُس کی آنکھیں حیرت سے پھٹی تھیں۔۔اُس کے ہاتھوں پر ماہرانہ ہاتھوں کا ڈیزائن بہار دکھا رہا تھا۔۔

"مُنہ بند کرو۔۔کل عیدی دے دینا شکریے میں"۔۔وہ اُس کا کُھلا مُنہ بند کرتا بولا۔۔

"مُنہ تو تم بند کروا لو گے۔۔پر اِس ٹنکی کا کیا کریں جو اِن تین دِنوں میں اوور فلو ہونے لگی ہے اب تو"۔۔نِدا نے اُس کی بھیگی آنکھوں کی طرف اشارہ کیا تھا، جو بہنے کو بے تاب تھیں۔۔

"سوری اِس کا علاج صرف زین بھائی کے پاس ہے۔۔اب یہ دونوں خود اپنا جھگڑا نبٹائیں۔۔ہم تو چلے سونے"۔۔وہ انگڑائی لیتا بولا۔۔وہ اِس عرصے میں چُپ چاپ آنسو بہاتی رہی تھی۔۔

....

کروٹ پر کروٹ بدلتے بِلا آخر وہ اُٹھ بیٹھی تھی۔۔۔رات بڑی منتوں سے اُس نے فرحان سے چھوہارے اور سویاں منگوائی تھیں۔۔جِن سے بنا میٹھا زین کا پسندیدہ تھا۔۔

ابھی رات کے دو بج رہے تھے۔۔اُس نے خاموشی سے کچن میں جاکر میٹھا بنا کر دو ڈونگوں میں الگ الگ نکال کر باہر ہی رکھ دیا تھا کہ گرم تھا۔۔

ٹائم دیکھا تو ڈھائی بج رہے تھے۔۔

ایک پل کو اُس کا دل کیا فرحان سے کہے اُسے ابھی اُسے وقت چھوڑ آئے۔۔دل پر قابو پائے وہ روہانسی ہوتی کمرے میں آئی تھی۔۔

"تمہارے جیسے لوگوں کے ساتھ ایسا ہی ہوتا ہے مریم زین"۔۔چادر کے اندر سے نِدا کی طنز میں ڈوبی آواز آئی تھی۔۔

"نِدو میں حانی کو کہتی ہوں مجھے ابھی چھوڑ آئے، میں ایسا کرتی ہوں علی کو چینج کرواتی ہوں تم تب تک حانی کو اُٹھاؤ۔۔"۔۔بولتے بولتے اُس کی نظر نِدا کے چہرے پر پڑی تھی جو سر سے چادر ہٹائے اُسے خشمگین نظروں سے گھور رہی تھی۔۔

"یہ دیکھو۔۔سو جاؤ میری دیوانی بہن۔۔عید کی نماز کے بعد بھائی تمہیں چھوڑ آئیں گے"۔۔وہ اُس کے سامنے موبائل لاتی بولی جہاں دو پینتیس کے ہندسے چمک رہے تھے۔۔

"سو جاؤ۔۔شاباش"۔۔نِدا نے کُہنی پر ٹکتے اُس کا ہاتھ پکڑ کر اُسے لٹایا تھا درمیان میں سوئے علی کو ایک نظر دیکھتی وہ کروٹ بدل گئی تھی۔۔نجانے کتنے ہی آنسو اُس دُشمن جاں کو یاد کرتے تکیے میں جذب ہوئے تھے۔۔

پھر ایک دم اُٹھ کر وہ وضو کرنے چل دی تھی۔۔

....

تہجُد کے بعد بھی اُسے نیند نہیں آئی تھی۔۔

فجر کی نماز پڑھنے کے بعد وہ کچھ پل لیٹا تھا آج تیسری رات تھی جو کروٹیں بدل کر گُزری تھی۔۔

"بہت اچھا بدلہ لیا ہے جاناں تم نے مجھ سے"۔۔وہ اُس کے ڈوپٹے کو اپنے چہرے پر رکھتا بولا۔۔جب کچھ سمجھ نہیں آیا تو نہانے کا سوچا۔۔

"اگر آپ نے پچھلی عید والے شلوار قمیض پہنے تو میں بھی نئے کپڑے نہیں پہنوں گی"۔۔وہ ناراضگی سے رُخ موڑ گئی تھی۔۔

"اچھا اور جو میں نیا سوٹ لایا ہوں وہ۔۔وہ کہاں جائے گا"۔۔زین نے اُسے شانوں سے تھامے اُس کا رُخ اپنی طرف موڑا تھا۔۔

"وہ میں پہنوں گی ضرور پہنوں گی پر عید پر ہرگز نہیں"۔۔وہ سینے پر بازو باندھتی دھونس سے بولی تھی وہ زور سے ہنسا تھا۔۔

اور اب بھی وہ ہنستے ہوئے وہی پچھلی عید والا سوٹ نکال رہا تھا۔۔

"زین آپ کے پاس بلیک کلر کا شلوار سوٹ نہیں ہے ناں"۔۔وہ اُس کے گنتی کے تین چار جوڑوں کو اُوپر نیچے کرتی دیکھ رہی تھی۔۔

"نہیں کبھی اتفاق ہی نہیں ہوا بنوانے کا"۔۔اُس نے علی سے کھیلتے ہوئے کہا تھا۔۔

"اِس عید پر آپ بلیک پہننا"۔۔اُس کی فرمائش پر وہ مُسکرایا تھا۔۔اُس کی باتوں کو یاد کر کے اُس نے کریم کلر کا شلوار سوٹ بیڈ پر رکھا تھا۔۔پھر تولیا اُٹھا کر نہانے گُھسا تھا۔۔

••••••••

"حانی۔۔اُٹھو حانی!"۔۔وہ صبح چھ بج کر دس منٹ پر اُس کے سر پر کھڑی اُسے اُٹھا رہی تھی۔۔

"کیا ہے یار۔۔ساڑھے چھ بج گئے کیا۔۔؟؟"۔۔وہ ہڑبڑا کر اُٹھا تھا، پر سامنے لگی گھڑی چھ دس بجا رہی تھی وہ بھنا اُٹھا تھا۔۔

"مومی کی بچّی میں اِس وقت اُٹھ کر بھنگڑے ڈالوں گا کیا۔۔سونے دو یار"۔۔وہ دوبارہ ڈھیر ہوا تھا۔۔

"تم اُٹھ کر نہاؤ، پھر مجھے چھوڑ آؤ۔۔جلدی کرو"۔۔وہ اُسے دوبارہ اُٹھاتی بولی۔۔

"پاگل ہو کیا۔۔؟؟۔۔عید کی نماز پڑھ کر چھوڑ آؤں گا، ابھی سو جاؤ تم بھی"۔۔وہ کروٹ بدل گیا تھا۔۔

"حانی۔۔ابھی۔۔ابھی جانا ہے مجھے۔۔تم نہیں چھوڑ آؤ گے تو میں علی کو لے کر خود ہی چلی جاؤں گی"۔۔اُس نے بھیگی آواز میں جیسے دھمکی دی تھی۔۔وہ ایک دم اُٹھ بیٹھا تھا

"اوئے!۔۔اب رونے مت بیٹھ جانا۔۔لڑنا نہیں تھا ناں جو اتنا مِس کررہی ہو اُن کو"۔۔وہ اُس کے سر پر ہاتھ پھیرتا بولا تھا۔۔اُس کی بات پر اُسے مزید رونے کے لیے تیار دیکھ کر وہ ایک دم اُٹھ کھڑا ہوا تھا۔۔

"چلو اب تیار ہوجاؤ۔۔میں دس منٹ میں نہا کر آیا"۔۔وہ سوں سوں کرتی مُسکراتی ہوئی باہر نکلی تھی۔۔اُس کی آنکھوں کی چمک دیکھ کر وہ مُسکراتے ہوئے نہانے گیا تھا۔۔

وہ خوشی خوشی کمرے میں آئی تو نِدا جاگ رہی تھی۔۔

"پیا ملن کی رُت آئی"۔۔وہ گُنگنائی تھی۔۔وہ اُس کے گیلے بال اور نہائے دھوئے روپ کو دیکھتی بولی

"بکو مت، یہ لو ڈائپر۔۔اپنے بھانجے کو تیار کرو، پھر میرا میک اپ بھی کرنا ہے۔۔اُٹھو ناں"۔۔اُس نے نِدا کی طرف ڈائپر پھینکا تھا لیکن پھر اُسے ویسے ہی اپنی طرف معنی خیز نظروں سے دیکھتی وہ علی کے کپڑے رکھنے کے بہانے رُخ پھیر گئی تھی۔۔

"علی جانی آپ کے بابا جانی کی آج خیر نہیں میں بتا رہی ہوں آپ کو"۔۔وہ علی کو گُدگُدی کرتی بولی وہ کھکھلایا تھا۔۔

"نِدا کی بچّی اُٹھو مجھے نماز کے ختم ہونے سے پہلے گھر پہنچنا ہے"۔۔مریم نے زور سے علی کا لوشن اُسے دے مارا تھا۔۔

"نِدو زین کو میک اپ نہیں پسند، بس تم آئی لائیز مسکارا لگا دو۔۔بلش آن رہنے دو۔۔اور لپ اسٹک بھی میں گھر جا کر لگاؤں گی"۔۔نِدا نے علی کے ساتھ ساتھ اُس کو بھی تیار کردیا تھا

"اب جاتے ہی مجھے اچھی سے سیلفی بھیجنا زین بھائی کے ساتھ"۔۔نِدا کی بات پر وہ مُسکرائی تھی۔۔

"میں جلدی آؤں گی، ناراض مت ہونا نِدو"۔۔وہ اُس کے گلے لگی تھی پھر اُس کا گال چوم کر بولی تھی۔۔

"اماں میں جارہی ہوں۔۔شام میں ان شاءاللہ آؤں گی زین کے ساتھ"۔۔وہ ماں کے گلے لگی تھی۔۔

"جُگ جُگ آؤ۔۔اور اب کے ناراض ہونے سے پہلے سوچنا بہت پیارا بچّہ ہے، قدر کرو اُس کی"۔۔اُس نے آنکھیں پھاڑ کر نِدا کو دیکھا تھا۔۔نِدا نے نفی میں سر ہلایا تھا

"اِدھر دیکھو میری طرف۔۔ماں ہوں تمہاری۔۔ماں کو پتا چل جاتا ہے بیٹی خوشی سے آئی ہے یا میاں سے لڑ کر"۔۔اُنہوں نے اُس کے سر پر چپت ماری تھی۔۔

"اماں"۔۔وہ اُن کے گلے لگی تھی۔۔

"آجاؤ یار، میری نماز نکل جائے گی"۔۔فرحان کی آواز پر وہ نِدا سے علی کو لیتی بھاگی تھی۔۔

....

دس منٹ بعد جب وہ نکلا تو ساڑھے چھ ہورہے تھے۔۔سات بجے نماز کا ٹائم تھا۔۔جبھی بیل بجی تھی۔۔وہ چونکا تھا

"یہ اِس وقت کون آگیا"۔۔ایک لمحے کو اُس کے دل نے خوش فہمیوں میں غوطہ لگایا تھا۔۔مُتواتر بجتی بیل پر وہ تولیے میں ہی باہر بھاگا تھا۔۔

"کون ہے بھئی۔۔؟؟"۔۔اُس نے جھنجھلاتے ہوئے دروازہ کھولا تھا پر خود دروازے کی اوٹ ہوا تھا۔۔

"زین بھائی بھابھی کو لے آئیں آپ، میری دوڑیں لگوا دی ہیں اُنہوں نے اِن تین چار دِنوں میں"۔۔سلمان اُس سے زیادہ جھنجھلایا ہوا تھا۔۔تین دنوں سے وہ بیچارا کبھی سحری کے ٹائم آدھا سویا آدھا جاگا

اُس کے لیے پراٹھے لا رہا تھا تو کبھی روزے کی حالت سے بے ہوش ہوتا افطاری۔۔سلمان اُسے بتا چُکا تھا ہر سحری اور افطاری سے پہلے وہ اُسے قریباً دس فون کر دیتی تھی دے آئے دے آئے پوچھنے کے لیے۔۔

"اب کیا کہہ دیا تمہاری بھابھی نے، آج تو کوئی سحری نہیں کرنی"۔۔وہ اب سامنے آیا تھا۔۔سلمان نے سر سے پیر تک اُسے دیکھا تھا جو بڑی شان سے نہایا ہوا صرف تولیے میں ملبوس تھا

"واہ بھائی کیا ٹائمنگز ہیں بھابھی کی بھی۔۔"

"اپنی بھابھی کو بتاؤ بھائی نہا چکے ہیں چلو جاؤ شاباش"۔۔وہ بولتا دروازہ بند کرنے لگا تھا۔۔

"ارے رُکیں رُکیں کیا کر رہے ہیں۔۔؟۔۔یہ تو پکڑیں۔۔جِس کام کے لیے آیا تھا وہ بھول گیا آپ نے مجھے اپنی باڈی میں لگا دیا"۔۔وہ اُس کے مضبوط شانے پر ہاتھ رکھتا بولا تھا۔۔زین نے اپنی مُسکراہٹ روکی تھی۔۔

"ہو گیا۔۔؟؟ اب جاؤ مجھے کپڑے پہننے دو۔۔ عید کی نماز پڑھنی ہے"۔۔وہ پھر سے دروازہ بند کرتا بولا۔۔اب کے سلمان ناراض ہوا تھا۔۔

"یہ لیں پکڑیں جا رہا ہوں میں"۔۔وہ اُس کے ہاتھ میں ایک شاپر پکڑاتا مُڑا تھا۔۔

"اوئے روکو۔۔یہ کیا ہے۔۔؟؟"۔۔وہ ایک نظر شاپر کو دیکھ کر پوچھ رہا تھا۔۔

"اُفف یہ میاں بیوی کے سرپرائز میں مجھ معصوم کی جان پھنس گئی"۔۔اُس نے دُہائی دی تھی۔۔اب کے زین نے اُس کی گردن پر ہاتھ رکھا تھا۔۔

"اچھا اچھا سُن لیں اب۔۔رمضان سے پہلے بھابھی نے ریحان بھائی سے کہا تھا کہ آپ کے لیے عید کا شلوار سوٹ بنانا ہے۔۔اُن کے بوتیک کا سب سے بیسٹ ڈیزائن۔۔آپ کا ناپ تو ریحان بھائی کے پاس پہلے سے ہی تھا اور بھائی نے کہا ہے معذرت کام زیادہ تھا اِس لیے دیر ہوگئی"۔۔وہ اُس کے چوڑے شانوں پر ہاتھ پھیرتا بولتا گیا تھا، پھر بے ساختہ اپنی شرٹ سے جھانکتے پتلے بازو پر ہاتھ پھیر کر مُنہ بنایا تھا۔۔اُس کی حرکت پر زین بے ساختہ ہنسا تھا۔۔

"اچھا پیسے بتاؤ کتنے ہوئے"۔۔وہ شاپر کے اندر دیکھتا بولا۔۔

"پیسے وہ دے چکی ہیں۔۔بھائی لے نہیں رہے تھے۔۔بڑی مُشکلوں نے اِس دھمکی پر منایا کہ ورنہ وہ کسی اور سے سلوا لیں گی۔۔اور بھائی بھی اِس شرط پر مانے کے آدھے پیسے لیں گے۔۔"۔۔وہ اب اپنے ہاتھ کی کُہنی موڑ کر اپنے مسلز چیک کرنے لگا تھا۔۔

"اچھا ٹھیک ہے، چلو جلدی سے تیار ہوجاؤ۔۔نیچے ملتے ہیں پھر"۔۔وہ اثبات میں سر ہلا کر مُڑا تھا۔۔ لیکن پھر اچانک پلٹا تھا۔۔

"کیا ہوا۔۔؟؟؟"۔۔وہ دروازہ بند کرتے کرتے رُکا تھا۔۔

"بھائی آپ کی باڈی"۔۔وہ ایک آنکھ میچ کر انگوٹھا دکھاتا نیچے بھاگا تھا۔۔اُس نے قہقہہ لگاتے دروازہ بند کیا تھا۔۔

"اچھا تو میری پیاری بیوی نے آخر کار اپنی مرضی کر ہی لی۔۔"۔۔اُس کے سامنے نئے ڈیزائن کا خوبصورت سا بلیک کُرتا شلوار پڑا تھا۔۔

ہونٹوں پر بڑی خوبصورت مُسکان سجائے وہ الماری کی طرف بڑھا تھا، ترتیب سے رکھی بنیانوں میں سے اُس نے بلیک بنیان نکالی تھی۔۔

....

فرحان اُسے چھوڑ کر چلا گیا تھا۔۔اُس نے دروازہ کھولا تو فضا میں اُس کی خوشبو مہک رہی تھی۔۔اُس نے گہرا سانس لیے اُس مہک کو اپنے اندر لیا تھا، دروازہ بند کرتی وہ مُڑی تھی جب سامنے نظر پڑتے ہی وہ چونکی تھی۔۔

سامنے جانا پہچانا شاپر رکھا تھا۔۔

"یہ تو نِدو کے پاس تھا"۔۔اُس نے علی کو صوفے پر بٹھایا پھر خود بھی اُس کے ساتھ بیٹھ کر اُس نے شاپر اُٹھا کر ایک ایک کر کے ساری چیزیں باہر نکالی تھیں۔۔اُس نے اپنے دونوں ہاتھ اپنے ہونٹوں پر رکھے تھے۔۔اُس کی آنکھیں یکلخت بھیگی تھیں۔۔

"زین۔۔آپ اِس دُنیا کے سب سے اچھے شوہر ہیں"۔۔وہ زیرِلب بولی تھی کتنے ہی آنسوؤں نے اُس کے رخساروں کو بوسہ دیتے نیچے گرتے چلے گئے تھے۔۔

اُس کے سامنے وہی سوٹ تھا جو نِدا نے نادیہ کا کہہ کر اُسے ٹرائی کروایا تھا۔۔

نِدا کے ماہرانہ ہاتھوں سے سِلا وہ شیفون کا پورے کا پورے سفید لباس تھا۔۔گلے اور آستین پر نازک سا سِلور اور گولڈن کام کیا ہوا تھا۔۔کُرتا اسٹائل شرٹ جِس کے گلے پر اُس نے خود گولڈن اور سِلور نگ لگوائے تھے۔۔

سفید اسٹریٹ ٹراوزر جِس کے پائنچوں پر ویسے ہی نگ لگے ہوئے تھے۔۔

اُس نے جلدی سے کپڑے اُٹھائے تھے۔۔

"میرے پاس صرف دس منٹ ہیں"۔۔ایک بازو پر کپڑے دوسرے پر علی کو اُٹھائے وہ کمرے میں بھاگی تھی۔۔

....

"عید مبارک"۔۔نماز پڑھ کر سب ایک دوسرے سے عید ملنے لگے تھے۔۔

"یار چلو گھر۔۔شیر خورمہ بنایا ہے رابعہ نے"۔۔ریحان نے اُسے اپنے گھر آنے کو کہا۔۔

"معذرت ریحان بھائی۔۔مجھے ابھی مریم کو لینے جانا ہے۔۔خالہ سے بولیے گا شام کو آؤں گا اُسے لے کر"۔۔وہ سہولت سے منا کرتا اُوپر سیڑھیاں چڑھ گیا تھا۔۔سچ تو یہ تھا اُس کا دل اُداسی میں گھرا ہوا تھا۔۔اُسے جیسے یقین تھا کہ وہ آئے گی۔۔

وہ بجھے دل سے دروازہ کھول کر اندر آیا تھا۔۔لیکن کمرے سے آتی آوازیں۔۔زین احمد کو اپنے اندر زندگی کی لہر دوڑتی محسوس ہوئی تھی۔۔

....

"مما کا بیٹا ہے علی احمد تو"۔۔علی کے قہقہے پر اُس نے سیلفی لی تھی۔۔وہ کمرے کے دروازے پر آ رُکا تھا۔۔مریم کی اُس کی طرف پُشت تھی وہ علی کو گود میں اُٹھائے اُسی سیم سنگ کے موبائل سے سیلفیز لے رہی تھی۔۔وہ اب اطمینان سے دروازے سے ٹیک لگائے سینے پر بازو باندھے دونوں کو دیکھ رہا تھا۔۔

اُس کا لختِ جِگر علی احمد بلکل اُسی کے جیسے بلیک شلوار قمیض، پیروں میں ننھے سے مردانہ کُھسے پہنے ننھا گُڈا لگ رہا تھا وہ مُسکرایا تھا۔۔

اب زین کا سارا دھیان اُس پر تھا۔۔

سفید کُرتا، اسٹریٹ ٹراؤزر، لمبے سیدھے سلکی بال پُشت پر کُھلے ہوئے تھے۔۔سامنے ہی بیڈ پر اُس کا ڈوپٹہ پھیلا پڑا تھا۔۔جِس پر چھوٹے چھوٹے سِلور اور گولڈن نگ تھے، وہ ابھی تک اُس کا چہرہ دیکھ نہیں پایا تھا۔۔

"آپ کے پاپا کب آئیں گے۔؟؟"۔۔بے تابی سے بیٹے سے پوچھتی اُسے بیڈ پر بٹھایا تھا۔۔وہ اب جیسے خود پر ضبط نہ کر پایا تھا۔۔پیچھے سے آتی اُس کی آواز پر وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

جانے کب تک تیری تصویر نگاہوں میں رہی،
ہوگئی رات تیرے عکس کو تکتے تکتے،
میں نے پھر تیرے تصّور کے کِسی لمحے میں،
تیری تصویر پر لب رکھ دیئے آہستہ سے۔

زین نے جیسے اُسے باور کروایا تھا کہ یہ تین دن اُس کے لیے آسان نہیں تھے۔۔اُس کی آنکھیں پانیوں سے بھری تھیں۔۔

علی نے باپ کو دیکھ کر خوشی سے چیختے ہوئے اپنی ننھی بانہیں اُٹھائیں تھیں۔۔وہ جذبات سے مغلوب ہوکر اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔اُس نے علی کو گود میں اُٹھایا تھا۔۔آٹھ ماہ کا علی زور سے باپ کے گلے لگا تھا پھر اُس کا چہرہ دیکھا تھا۔۔پھر اپنا سر اُس کے کندھے پر رکھا تھا۔۔اُس سمے علی احمد نے زین

احمد کو محسوس کروایا تھا کہ اُس نے باپ کو بہت مِس کیا تھا۔۔آہستہ سے شعر پڑھتا اُس نے علی کے گالوں پر پیار کیا تھا۔۔

مریم کا دل اِس سمے بھر آیا تھا جیسے۔۔گہرے گہرے سانس لیتی وہ کب سے خود پر ضبط کیے کھڑی تھی۔۔زین نے علی کو بیڈ پر بٹھا کر پاس پڑا موبائل اُسے تھمایا تھا۔۔وہ ایک دم آگے بڑھنے کو تھی جب اُس کا ہاتھ زین کی پُر حِدت گرفت میں آیا تھا۔۔

ہے عید کا دن آج تو لگ جاؤ گلے سے

جاتے ہو کہاں جان میری آ کے مقابل

دھیما آنچ دیتا لہجہ۔۔مریم زین کے ضبط کے سارے بندھن جیسے ٹوٹے تھے، وہ ٹوٹی ہوئی ڈال کی طرح اُس کے سینے سے لگتی سِسک اُٹھی تھی۔۔

زین نے کِسی قیمتی متاع کی طرح اُسے اپنی مہربان بانہوں میں سمیٹا تھا۔۔یہ شادی کے بعد پہلی بار تھا کہ اُن کے درمیان تین دن کی جُدائی آئی تھی وہ بھی فون پر بھی بات کیے بغیر۔۔

وہ بے تحاشہ رو رہی تھی جب کہ وہ بھی خود کو روک نہ پایا تھا اپنے ہونٹوں سے اُس کے آنکھوں اور گالوں پر بہہ جانے والے آنسو چُن رہا تھا۔۔دونوں کے درمیان خاموشی اور آنکھوں سے بہتے آنسو بیان کررہے تھے کہ دونوں نے ایک دوسرے کو شِدت سے یاد کیا تھا۔۔

"بس میری جان۔۔"۔۔زین نے اُس کی پیشانی چُومتے اُسے خود میں سمویا تھا۔۔

"میں۔۔بُہت بُری۔۔زین۔۔میں بہت بُری۔۔ہوں۔۔آئی ایم۔۔سوری۔۔"۔۔وہ سِسکیاں لیتی بول رہی تھی۔۔

"نہیں میری جان"۔۔اُس کے بالوں پر لب رکھتے زین نے بے اختیار اُس کی پُشت سہلائی تھی۔۔

"میں تم پر۔۔اپنی مومی پر ہاتھ اُٹھانے لگا تھا۔۔میں ایسا کیسے کر سکتا ہوں، مومی، میں بہت ڈر گیا تھا اُس لمحے، میں ڈر گیا تھا کہ تم کوئی ایسا جُملہ نہ بول دو کہ وہ رب تم سے ناراض ہوجائے"۔۔وہ اُسے خود سے الگ کرتا اُس کا چہرہ دونوں ہاتھوں میں تھامے بھیگے لہجے میں بول رہا تھا۔۔

"میری غلطی تھی۔۔ندِو۔۔ندِو کہہ رہی۔۔ تھی۔۔اگر وہ آپ کی جگہ ہوتی۔۔وہ مجھے مار۔۔چکی ہوت۔۔"۔۔اُس سے پہلے کہ وہ جُملہ پورا کرتی زین نے اُس کے ہونٹوں پر ہاتھ رکھا تھا

"جس جگہ کو میں نرمی سے چُھوتا ہوں وہاں نہ میں خود کبھی ہلکے سے بھی مارنے کی ہمت کر سکتا ہوں اور نہ ہی کبھی کسی کو اجازت دے سکتا ہوں"۔۔وہ بول کر باری باری اُس کے گال چُوم رہا تھا۔۔کسی خیال کے تحت اُس کی آنکھیں پھر بھرائی تھیں۔۔

"وہ۔۔وہ میرے ساتھ۔۔ایسا کیسے۔۔کیسے۔۔کر سکتی ہیں۔۔زین؟؟"۔۔بھیگی آنکھوں سے زین کی آنکھوں میں دیکھتی سِسکیوں کے درمیان پوچھ رہی تھی۔۔کیا نہیں تھا اُس کی آنکھوں میں اُس سے۔۔اپنے مان کے ٹوٹنے کا درد۔۔اپنی سادگی کا مذاق بنائے جانے کی تکلیف۔۔زین نے اُسے خود میں بھینچا تھا۔۔

"معاف کردو مومی اُن کو۔۔بعض لوگ اپنی تکلیف کا مداوا دوسروں سے انتقام لے کر کرتے ہیں"۔۔ وہ اُس کی پُشت سہلا رہا تھا۔۔وہ اُس کے سینے سے لگی ہولے ہولے لرز رہی تھی۔۔

"یقین کرو وہ تم سے زیادہ تکلیف میں ہیں"

"میں اُن سے۔۔اب۔۔دوبارہ کبھی ملنا۔۔۔نہیں چاہوں گی"۔۔اُس کے سینے پر ہی سر رکھے اُس نے نفی میں ہلایا تھا۔۔

"وہ چلی گئی ہیں یہاں سے"۔۔زین نے اپنے ہاتھوں سے اُس کے بکھرے بال سنوارتے سرگوشی کی تھی۔۔ایک لمحے کو وہ ساکت ہوئی تھی۔۔

"بھول جاؤ سب مومی"۔۔وہ اب آہستہ آہستہ اُسے سمجھا رہا تھا۔۔وہ اثبات میں سر ہلاتی اُس سے الگ ہو کر اپنی آنکھیں صاف کر رہی تھی۔۔

"عید نہیں مِلو گی"۔۔زین نے اپنی دونوں بانہیں پھیلائی تھیں۔۔مریم نے اُسے گھورا تھا جیسے کہنا چارہی تھی اب تک کیا تھا۔۔؟؟

"ارے یار وہ تو شکوے شکایتوں کا دور تھا، اب تو عید ملو یار ترس گیا ہوں میں"۔۔وہ ہنوز بانہیں پھیلا کر کھڑا معصومیت سے کہہ رہا تھا۔۔مریم کے چہرے پر آسودہ مُسکراہٹ نمودار ہوئی تھی۔۔وہ دھیرے سے اُس کی بانہوں میں آسمائی تھی۔۔

زین نے طمانیت سے اُسے خود میں بھینچا تھا، تبھی علی احمد صاحب کو نظر آیا تھا کہ اُس کا باپ اُس کی ماں کو اپنے قبضے میں کیے ہوئے ہے، وہ حسبِ عادت چِلایا تھا۔۔

"یہ اچھا تم نے ننھا فوجی رکھا ہے میرے خلاف۔۔ابھی تو میں نے تمہیں عیدی بھی نہیں دی تھی۔۔"۔۔وہ مُنہ بناتے ہوئے کہتا اُسے چھوڑ گیا تھا، وہ شرمیلی سی ہنسی ہنس دی تھی۔۔زین نے آگے بڑھ کر علی کو گود میں اُٹھایا تھا۔۔

"اور یہ۔۔یہ کب کیا محترمہ آپ نے۔۔؟؟"۔۔وہ علی اور اپنے کپڑے دیکھتا اُس سے پوچھ رہا تھا۔۔

"جیسے آپ نے کیا"۔۔وہ خود پر نظر ڈالتی شرارت سے بولی تھی۔۔

"اور آپ کے پاس پیسے کہاں سے آئے۔۔؟؟"۔۔وہ اب مصنوعی سنجیدگی سے پوچھ رہا تھا۔۔

"کیوں آپ کیا سمجھتے ہیں میرا شوہر مجھے پیسے نہیں دیتا۔۔؟؟"۔۔اُس نے کمر پر دونوں ہاتھ رکھے اُسے گھورا تھا۔۔

"کیا پتا"۔۔علی کا گال چُوم کر اُس نے کندھے اُچکائے تھے۔۔

"میں اپنے شوہر کے بارے میں ایک لفظ نہیں سُنوں گی"۔۔وہ اُنگلی اُٹھا کر بولی تھی۔۔وہ ہنسا تھا۔۔

"وہ جو ہر مہینے مجھے پاکٹ منی دیتے ہیں میں نے خالہ کے پاس کمیٹی ڈالی تھی پانچ ہزار کی"۔۔اُس کی بات پر وہ ایک دم سنجیدہ ہوا تھا۔۔

"مومی وہ تمہارے پیسے تھے"۔۔زین نے آگے بڑھ کر اُسے اپنے بائیں حصار میں لیا تھا۔دائیں طرف علی تھا۔۔

"جی تبھی خود پر ہی خرچ کیے ہیں"۔۔وہ سر کو اُوپر اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھتی دھونس سے بولی تھی۔۔زین نے ہنستے ہوئے اُسے خود سے لگایا تھا۔۔

"ویسے تمہارا میاں کِسی کام کا نہیں ہے"۔۔وہ اپنے کندھے پر ٹکے اُس کے سر کو دیکھتا بولا۔۔

"آپ سے تو اچھے ہی ہیں، میں اتنے دن آپ سے دور رہی ایک فون تک نہیں کیا"۔۔وہ اچانک سے بولتے بولتے رودی تھی۔۔

"ارے مومی۔۔"۔۔وہ بوکھلایا تھا۔۔

"نہ مجھے منانے آئے۔۔یہ محبت تھی آپ کی۔۔میں آج بھی نہ آتی آپ بھی بیٹھے رہتے"۔۔اب کی بار وہ اُس کا حصار توڑتی روتے ہوئے خفگی سے بولی تھی۔۔

"ایسے ہی نہیں آتا۔۔میں ابھی تمہیں ہی لینے آرہا تھا۔۔میں کیسے رہا اتنے دن کوئی میرے دل سے پوچھے۔۔میں اتنے دن جان بوجھ کر نہیں آیا۔۔میرے دِل نے کہا تم خود آؤ گی۔۔اور دیکھ لو میری مُحبت۔۔کچی ڈور سے سرکار بندھے آئے ہیں"۔۔وہ اُسے اپنی طرف کھینچ کر بولا تھا۔۔

"اب چلو مُنہ دھو کر آؤ تا کہ میری بھی عید ہو۔۔ویسے بھی تم نے میری چاند رات خراب کی ہے اُس کا جواب بھی لوں گا"۔۔وہ اُس کے کان میں سرگوشی کرتا بولا، مریم کے دِل نے شور مچایا تھا۔۔ جبھی علی نے اُس کے سر پر ہاتھ رکھے اُسے باپ سے دور کرنے کی کوشش کی تھی۔۔وہ جو پہلے ہی بھاگنے کو پرتول رہی تھی ایک دم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"میرا جیلس شہزادہ"۔۔زین نے اُس کا گال چُوما تھا۔۔

....

وہ فریش ہو کر اب ڈریسنگ ٹیبل کے سامنے کھڑی ہیئر اسٹائل بنا رہی تھی۔۔وہ بیڈ پر لیٹا تھا اور علی اُس کے سینے پر بیٹھا اُس کے موبائل سے کھیل رہا تھا۔۔زین کی نظریں اُسی کا طواف کر رہی تھیں۔۔ سائیڈ کی مانگ نکال کر اُس نے آگے کے بالوں کو موڑ کر دائیں بائیں پنز لگا کر باقی کے بال پُشت پر چھوڑے تھے۔۔ تبھی وہ علی کو بیڈ پر بٹھاتا اُس کے پاس آیا تھا۔۔مریم نے بظاہر شیشے میں نظر آتے اُس کے عکس کو کن اکھیوں سے دیکھا تھا لیکن وہ اپنے کام میں ہی مصروف رہی تھی۔۔جُھک کر جیولری باکس نکال کر اُس نے کانوں اور ہاتھوں میں پہننے کے لیے میچنگ کچھ نکالنا چاہا تھا۔۔

اُس کے پاس بہت سارے رنگوں کی کانچ کی چوڑیاں، چھوٹے چھوٹے ٹاپس، ائیر رنگز، جُھمکے تھے۔۔جو وہ نِدا کے ساتھ جا کر اتوار بازار سے لیتی رہتی تھی۔۔

وہ اُس کے پیچھے جا کھڑا ہوا تھا۔۔

"نہ کوئی ائیر رنگ میچ ہورہی ہیں نہ ہی چوڑیاں"۔۔اُس نے جیولری باکس بند کرتے مایوسی سے کہا تھا۔۔تبھی زین نے دھیرے سے اُس کا رُخ اپنی طرف موڑا تھا۔۔اُس سے پہلے کہ وہ کچھ سمجھتی اُس نے نرمی سے اُس کے کُھلے بالوں کو کان کے پیچھے اڑسا تھا، پھر اُس کے کانوں میں باری باری درمیانی سائز کے بہت ہی خوبصورت گولڈن جُھمکے جِس پر چھوٹے چھوٹے سفید نگ جگمگا رہے تھے، ڈالے تھے۔۔خوشی اور حیرت کے ملے جُلے اثرات کے زیرِ اثر اُس کی زبان گنگ ہوئی تھی۔۔

"زین یہ۔۔یہ"۔۔اُس سے کچھ بولا ہی نہیں گیا تھا۔۔

اب وہ اُس کی کلائی تھامے گولڈن اور سِلور امتزاج کا نازک نفیس سا بریسلٹ اُس کی کلائی کی زینت بنا رہا تھا۔۔

"یہ۔۔"۔۔اُس نے بھیگی آنکھوں سے زین کو دیکھا تھا۔۔

"یہ گولڈ نہیں ہے مومی"۔۔وہ بریسلٹ کا ہُک لگاتا بولا۔۔وہ ساری چیزیں بھلے ہی گولڈ کی نہیں تھیں لیکن وہ خوبصورت سی آرٹیفیشل جیولری خود اپنی قیمت بھی بتا رہی تھی کہ اُنہیں کِسی اچھی جگہ سے خریدہ گیا ہے۔۔

"یہ بُہت خوبصورت ہیں"۔۔وہ فرطِ مُسرت سے کہتی شیشے میں اپنے جُھمکے دیکھنے لگی تھی

"میں سچ بتا رہی ہوں یہ بہت پیارے ہیں، گولڈ سے بھی زیادہ"۔۔وہ دوبارہ سے اُس کا رُخ اپنی طرف موڑ کر اب جیب سے کانچ کی سِلور اور گولڈن چوڑیاں نکال کر احتیاط سے اُس کے دوسرے ہاتھ میں پہنا رہا تھا۔۔وہ بھیگی آنکھوں سے اُسے دیکھ رہی تھی۔۔

"یہ ساری۔۔ساری چیزیں بہت خوبصورت ہیں"۔۔وہ اپنی دونوں کلائیاں آگے کرتی خوشی سے بول رہی تھی، اُس کے چہرے سے پھوٹتی روشنی زین احمد کو بے خود کر رہی تھی۔۔

"ہاں پر تم سے زیادہ نہیں"۔۔اُس نے بھاری سرگوشی نُما آواز میں کہتے اُس کی دونوں کلائیاں تھام کر اُس کے حنائی ہاتھوں کی خوشبو کو اپنی سانسوں میں اُتارا تھا۔۔مریم نے سر اُٹھایا تھا۔۔اب وہ اُس کی ہتھیلیاں چُوم رہا تھا۔۔مریم نے پلکیں جُھکائیں تھیں۔۔

"مریم۔۔"۔۔جذبات سے بھرپور لہجہ، اُس نے بڑی مُشکلوں سے اپنی پلکیں اُٹھا کر اُس کی آنکھوں میں دیکھنے کی کوشش کی تھی۔۔

"آئی مِسڈ یو"۔۔زین کے آنکھوں کے تاثرات ہمیشہ کی طرح اُس کی دھڑکنیں مُنتشر کر گئے تھے۔۔ تب ہی پیچھے سے اُن کے بیٹے کی چیخنے کی آواز پر ٹرانس ٹوٹا تھا۔۔

"یار یہ۔۔اِس کو کیسے پتا چل جاتا ہے"۔۔وہ بدمزہ ہوتا اُس سے دور ہوا تھا۔۔مریم اپنے دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھتی کِھلکھلائی تھی۔۔

....

"دیکھو کیسی عید میری، اِس عید پر تو میٹھا بھی نہیں ہے"۔۔زین نے ہاتھوں کو اُونچا کر کے علی کو اپنے سر کے اوپر کر کے مصنوعی اُداسی سے کہا۔۔

"ایسا ہوسکتا ہے بھلا کیا"۔۔وہ مُسکراتے ہوئے کمرے سے باہر نکلی تھی ایک دو منٹ میں واپس آئی تو ہاتھ میں چھوٹی سی پیالی تھی۔۔وہ خوبصورتی سے مُسکرایا تھا۔۔

"آپ کو پتا ہے، حانی سے چھوہارے، سوّیاں اور دودھ منگوایا تھا۔۔پھر رات دو بجے اُٹھ کر بنایا ہے"۔۔وہ بیڈ پر بیٹھا تو وہ بھی اُس کے پاس جا کر بیٹھی تھی اُس کی بات پر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"آپ کو ایسا نہ لگے کہ ہمارے گھر میں اِس بار میٹھا نہیں بنا اِس لیے اپنے پیسوں سے منگوایا تھا سب"۔۔اُس کے اپنے پیسے کہنے پر وہ خوش ہوا تھا۔۔

"اچھا اب چکھیں ناں کیسا بنا ہے۔۔؟؟"۔۔اُس کے کپڑے خراب ہونے کے خیال سے وہ پیالی اُس کے مُنہ کے پاس لے گئی پھر چمچ بھر کر اُس کو کھلانا چاہا تھا۔۔زین نے نفی میں سر ہلاتے اُس کا چمچ والا ہاتھ تھاما تھا۔۔

"پہلے میں یہ تو کنفرم کرلوں کہ اِس کا ٹیسٹ میٹھا ہے یا نہیں۔۔؟؟"۔۔پھر اُس کے ہاتھ سے اُسی کے مُنہ میں چمچ ڈال گیا تھا۔۔

"ارے ارے۔۔پھر آپ کو کیسے پتا چلے گا کہ میٹھا ہے یا نہیں۔۔؟؟"۔۔وہ گڑبڑاتے ہوئے مُنہ میں ہونے کے باعث بمُشکل بولی تھی۔۔

"رُکو اب چکھنے دو"۔۔وہ شرارت سے اُس کی جانب جُھکا تھا۔۔

"پرفیکٹ"۔۔وہ اُسی شرارت سے بولا تھا۔۔

"زین۔۔"۔۔اُڑے اُڑے حواسوں کے ساتھ وہ اتنا ہی بول پائی تھی۔۔وہ شرارت سے ہنسا تھا اور اب آرام سے اُس کے ہاتھ سے پیالی لے کے کھانے لگا تھا۔۔وہ ایک دم اُس کے پاس سے اُٹھنے کو تھی جب اُس نے ہاتھ سے تھام کر رُوکا۔۔

"سُنو تیار ہو جاؤ، تھوڑی دیر تک چلنا ہے حیات فیملی۔۔دُعا نے اِن تین دِنوں میں میری ناک میں دم کر دیا ہے"۔۔وہ مزے سے میٹھے سے انصاف کر رہا تھا۔۔زین کے پاس بیٹھا علی جو کب سے موبائل سے کھیل رہا تھا اُس کی آستین تھامی تھی کھلانے کے لیے۔۔

"اِس کو مت کھلایئے گا، آپ نے اِس کے کپڑے خراب کر دینے ہیں"۔۔وہ علی کو وہیں سے اپنی گود میں لیتی بولی۔۔زین نے ہاتھ روک کر اُسے گھورنا چاہا پر وہ مُتوجہ نہیں تھی۔۔

"اور ہاں میں نے دُعا کے لیے بھی میٹھا بنایا ہے"۔۔وہ اب علی کا ڈائیپر چیک کر رہی تھی۔۔زین نے سائیڈ ٹیبل پر پیالی رکھی تھی

"ارے پھر جلدی سے وہ والا بھی لاؤ میں چیک کرلوں کہ یہ والا زیادہ میٹھا تھا یا وہ"

"زین۔۔"۔۔وہ چیختے ہوئے اُس کے پاس سے اُٹھی تھی۔۔زین اُس کے چہرے پر اپنی بات کے بکھرے رنگ دیکھ کر قہقہہ لگا گیا تھا۔۔

"پکڑیں اِس کو۔۔میں اِس کا بیگ تیار کر دوں"۔۔اُس کی نظروں کو مزید نہ برداشت کرتے ہوئے وہ علی کو اُس کی گود میں دیتی وہاں سے غائب ہوئی تھی۔۔

....

"پاپا دادو نے زین بھائی کو اپنا بیٹا بنایا تھا اور آپ نے اِن کو اپنا بھائی بنایا ہے۔۔پر سُن لیں سب یہ میرے اور دائم کے بھی بھائی ہیں اور شی از اوَر پریٹی بھابھی اینڈ دِس لٹل جینٹل مین از اوَر نیفیو (یہ ہماری خوبصورت سی بھابھی ہیں اور یہ ننھے مُحترم ہمارے بھتیجے)"۔۔دُعا مریم سے جُڑ کر بیٹھی تھی اُس کی بات پر سب کے قہقہے بُلند ہوئے تھے۔۔اُس کی بلکہ اُن دونوں کے ہی ایک ہی بات کو انگلش اردو میں مُکمل کرنے پر مریم اور زین مُسکرا رہے تھے۔۔

اُس کا ہاتھ ابھی بھی ٹھیک نہیں ہوا تھا، اِس لیے وہ علی کو گود میں اُٹھانے سے قاصر تھی پر مریم کی گود میں بیٹھے علی سے چھیڑ چھاڑ جاری تھی۔۔

"ہاں بھئی بیٹا میرے پوتے پوتی کا بھائی بننا قبول ہے تمہیں"۔۔فیصل حیات کے اچانک پوچھنے پر وہ ہنسا تھا۔۔

"جی جان سے قبول ہے"۔۔وہ مُسکراتے ہوئے سر کو جُھکا کر بولا تھا۔۔اُس کی بات پر سب ہی مُسکرائے تھے۔۔

"ہیلو لٹل بوائے آئی ایم یور چاچو"

(ننھے سے لڑکے میں تمہارا چاچو ہوں)

دائم نے آگے بڑھ کر علی کو گود میں اٹھاتے اُسے ذرا سا ہوا میں اُچھالا تھا۔۔

"آنی کو ٹھیک ہونے دو۔۔پھر دیکھو یہ اپنے چاچو کو مِل جائے بس"۔۔دُعا نے دائم کو دیکھتے وہیں سے دانت کچکچائے تھے۔۔

"او ہیلو رہنے دو یہ میرا پارٹنر بنے گا۔۔یو جسٹ ویٹ اینڈ واچ (تم انتظار کرو اور دیکھو)۔۔ہے ناں علی۔۔؟؟"۔۔وہ اُس سے لاڈ کرتا بولا تھا علی کِھلکھلایا تھا۔۔مریم اور زین اُس پوری فیملی کا اپنے لیے پیار، عزت محسوس کرتے مُسکرا رہے تھے۔۔

....

یہ تو رب کا وعدہ ہے وہ آزمائشیں دیتا ہے پر آزمائشوں میں کبھی اکیلا نہیں چھوڑتا۔۔اور وہ اپنی اِن آزمائشوں کے لیے اپنے سب سے مضبوط سپاہیوں (ایمان والے بندوں) کو چُنتا ہے۔۔جو جتنا ثابت قدم رہ کر اِن آزمائشوں کو سہہ لیتا ہے اُس کا وعدہ ہے اُس کا انعام بھی اُتنا ہی عظیم ہوتا ہے۔۔
زین احمد نے عادل حیات کا آئی ٹی ڈیپارٹمنٹ مینیجمنٹ ہیڈ کے طور پر بخوبی سنبھالا۔۔لیکن اُس سے پہلے فیصل حیات نے اُسے کے حوالے اُس کی امانت کی تھی۔۔اُس کی بیس دِنوں کی تنخواہ۔۔پروجیکٹ کی کامیابی کا بونس۔۔عیدی۔۔اور اُس نے اُنہی پیسوں سے مریم کی عید کی شاپنگ کی تھی۔۔
ایک سال بعد عادل حیات نے اپنا بزنس اسٹارٹ کیا اور اُس کو اپنے ساتھ ہی رکھا تھا، عادل حیات نے واقعی اُسے اپنا چھوٹا بھائی ہی سمجھا تھا۔۔
اِن ساڑھے پانچ سالوں میں زین احمد پر رب نے اُس کے صبر اُس کے بے انتہا شُکر پر اپنے کرم کی بارشیں کی تھیں۔۔وہ ترقی کی منزلیں طے کرتا گیا تھا لیکن ایک چیز جو زین احمد کی گھٹی میں تھی وہ تھی عاجزی، اپنے رب کی مُحبت۔۔وہ آج بھی اپنے رب کا شُکر گزار بندہ تھا۔۔آج بھی وہ شُکر و صبر کی اُنگلی تھامے ہوئے تھا۔۔اور مریم زین اُس کی بے پناہ مُحبتوں کے باعث اُس کے رنگ میں رنگتی چلی گئی تھی۔۔

....

وہ چابی سے دروازہ کھول کر علی کے ساتھ اندر آیا تھا۔۔وہ دونوں مسجد سے عشاء پڑھ کر آئے تھے۔۔

سامنے کے منظر نے زین احمد کے ہونٹوں پر مسرور سی مُسکراہٹ بکھیری تھی۔۔

مریم نماز پڑھ رہی تھی اُس کے ساتھ ہی اُس کی دو سالہ بیٹی ایہا زین اپنی ننھی سی جائے نماز پر دونوں ہاتھ زمین پر ٹکائے گھٹنے موڑے بغیر، سیدھا سر کو زمین پر رکھ کر سجدہ کر رہی تھی۔۔جب اُس کی نظر باپ پر پڑی تھی وہ وہیں سے اُٹھ کر بھاگتی اُس کی طرف دوڑی تھی۔۔

"با آنی"۔۔زین نے مُسکراتے ہوئے تھوڑا جُھک کر اُسے اپنی گود میں اُٹھا کر اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔ اُس کی بیٹی نے اپنے دونوں ہاتھوں سے باپ کا چہرہ تھام کر باری باری اُس کے گال چومے تھے۔۔ مریم نے سلام پھیرا تو چھ سال کے علی نے مُحبت سے ماں کا گال چوما تھا۔۔وہ جائے نماز تہہ کرتی مُسکراتی ہوئی اُٹھی تھی، جب وہ بیٹی کو گود میں اُٹھائے اُس کی طرف آیا تھا۔۔پھر بڑی مُحبت سے مریم کا گال چوما تھا۔۔آج پانچ سال چھ ماہ بعد بھی وہ اپنی عادت پر قائم تھا۔۔

"با آنی"۔۔جب ایہا نے اپنے گال پر اُنگلی رکھ کر اُس کے آگے اپنا چہرہ کیا تھا اُس نے ہنستے ہوئے اُس کا گال چوما تھا۔۔باپ کی دیوانی ایہا کی کوشش ہوتی تھی کہ زین گھر آئے تو سب سے پہلے وہ زین سے مِلے۔۔

"ایہا بابا جانی آلویز کِسس مما فرسٹ"

(ایہا بابا جانی ہمیشہ مما کو پہلے بوسہ دیتے ہیں)

علی کی بات پر مریم جھینپی تھی، وہ مُسکرایا تھا۔۔زین احمد کے کہے کے مُطابق اُس کے بچّوں نے اُس سے محبت کرنی سیکھی تھی۔۔

علی ڈائینگ ٹیبل پر رکھے اپنے کلرز اور کارڈز کی طرف مُتوجہ ہوا تو ایہا نے بھی بھائی کے پاس جانے کی فرمائش کی تھی۔۔زین نے آرام سے اُسے نیچے اُتارا تھا۔۔

گھٹنوں تک آتا فراک اُس پر نماز پڑھنے کے لیے اوڑھا گیا اسکارف جو اب آدھا چہرے پر آرہا تھا وہ اپنی دو سالہ بیٹی کو دیکھ کر مُحبت سے مُسکرا رہا تھا جب اُس کی آواز پر چونکا تھا۔۔

"زین یہ آپ کے بچّے ہیں۔۔آپ اب بھی سب سے پہلے میرے پاس آتے ہیں"۔۔وہ بہت بار پوچھا جانے والا سوال آج پھر کررہی تھی۔۔اور آج پھر ہمیشہ کی طرح وہ اُس کی بات پر مُسکرایا تھا۔۔

شفاف مُسکراہٹ۔۔جو آج بھی اُسے کہیں اور دیکھنے نہیں دیتا تھا۔۔مریم کو وہ اِن ساڑھے پانچ سالوں میں اور زیادہ خوبصورت لگنے لگا تھا۔۔ویسے بھی اُس کی عُمر ہی کیا تھا تیس سال۔۔

"لُک بابا جانی۔۔مما۔۔آنی اور چاچو کے لیے کارڈ بنایا ہے میں نے"۔۔علی نے دونوں کو ایک ساتھ اپنی طرف مُتوجہ کیا تھا۔۔وہ مُسکراتے ہوئے بچّوں کی طرف بڑھا تھا ساتھ میں وہ بھی تھی۔۔

"اپنی اولاد تو سب کو پیاری ہوتی ہے مومی، پر میرے لیے پہلے میرا دل ہے"۔۔اُس نے اُس کے ماتھے پر بوسہ دیا۔۔اُس کی آنکھیں بھیگی تھیں۔۔

"پھر میرے وجود کے حصّے"۔۔پھر اُس نے علی اور ایہا کی ننھی سی پیشانیاں چومی تھیں۔۔

"دل دھڑکے گا تب ہی تو وجود کے حصّے کام کریں گے ناں"۔۔اور اُس پیارے شخص کو دیکھتی وہ کھڑے ہی کھڑے اپنے رب کے آگے نجانے کتنے شُکرانے کے سجدے کر گئی تھی۔۔

"بابا جانی۔۔آئی ہیو ٹو بائے گفٹ فار دیم (مجھے اُن کے لیے تُحفہ لینا ہے)۔۔ہم کب جائیں گے مال۔۔؟"۔۔علی نے ہمیشہ کی طرح آدھی اردو آدھی انگلش بولی تھی۔۔وہ ہمیشہ کی طرح ہنسی تھی۔۔ دُعا اور دائم کے دیکھا دیکھی علی بھی اُنہی کی طرح بولتا تھا۔۔پہلے پہل تو وہ بہت سمجھاتی تھی اُسے یا تو اردو بولے یا انگلش پر علی احمد پر اپنے آنی اور چاچو کا زیادہ اثر تھا۔۔

....

"آپ میرے ساتھ یہ چیٹنگ نہیں کرسکتے"۔۔وہ ٹائی باندھنے لگا تھا جب وہ اُس کے پاس آئی تھی، پھر اُس کے ہاتھ ہٹاتی خود سے باندھنے لگی تھی۔۔اُس کے خفا خفا چہرے کو دیکھ کر وہ مُسکرایا تھا۔۔

"یار مریم مجھے دیر ہورہی ہے جلدی کرو"۔۔وہ اُس کے سر کو دیکھ کر بولا۔۔روز یہی ہوتا تھا۔۔زین کی ٹائی مریم نے باندھنی ہوتی تھی، اُس کی ضد پر زین نے اُسے خود سکھائی تھی۔۔اُس کے لاکھ منع کرنے کے باوجود صبح اُس کے جوتے بھی وہی لا کر اُس کے پیروں کے پاس رکھتی تھی۔۔اور اِس ساری کاروائی میں وہ اکثر لیٹ ہوجاتا تھا۔۔

"یار میرے جوتے لاؤ، جلدی کرو میٹنگ ہے عادل بھائی کے فون آنے لگ جائیں گے ابھی"۔۔وہ اب جلدی جلدی بالوں میں برش پھیرتا بولا تھا۔۔

"کہاں گئے یہیں تو رکھے تھے"۔۔مریم کی پریشان سی آواز پر اُس نے مُڑ کر دیکھا تھا اور سامنے کے منظر پر وہ ٹھٹکا تھا۔۔مریم کا پہلے تو مُنہ کُھلا تھا پر پھر بے ساختہ آئی مُسکراہٹ کو روکنے کے لیے وہ دونوں ہاتھ ہونٹوں پر رکھ گئی تھی۔۔

ایہا زین اُس کا جوتا سینے سے لگائے اُس کی طرف بڑھ رہی تھی۔۔ایک جوتا وہ راستے میں گرا آئی تھی۔۔وہ ایک دم آگے بڑھا تھا۔۔

"نہیں میرا بچّہ بیٹیاں باپ کے جوتے نہیں اُٹھاتیں"۔۔اُس نے ایہا کے ہاتھ سے جوتا نیچے پھینکا تھا پھر اُسے اپنے سینے سے لگایا تھا۔۔اُسے ہر وہ کام کرنا تھا جو وہ اپنی ماں کو اپنے باپ کا کرتے دیکھتی تھی۔۔چھ مہینے کی عُمر سے ہی وہ اپنے باپ کی دیوانی تھی۔۔

"مریم بہت غلط بات ہے"۔۔اُس نے مصنوعی خفگی سے اُسے گھورا تھا۔۔

"ارے اِس میں میری کیا غلطی۔۔ماں کی طرح بیٹی بھی باپ کی دیوانی ہے تو"۔۔وہ ایہا کے لیے وہی الفاظ دہراتی تھی جو وہ علی کے لیے دُہراتا تھا۔۔اور ہمیشہ کی طرح وہ ہنس دیا تھا

"اچھا اب میں چلتا ہوں، ان شاء اللہ شام میں جلدی آؤں گا پھر مال چلیں گے اُن دونوں کا گفٹ لینے"۔۔وہ والٹ اور موبائل جیب میں رکھتا بولا پھر گاڑی کی چابی ہاتھ میں لی تھی۔۔اُس کا گال چوما ساتھ میں اُس کی گود میں چڑھی ایہا کا گال چوما تھا پر ہمیشہ کی طرح ایہا نے اُس کا چہرا اپنے ننھے ہاتھوں میں تھام کر اُس کے دونوں گال چومے تھے۔

"کچھ سیکھو میری بیٹی سے پیار کا جواب کیسے دیتے ہیں"۔۔وہ شکایتی انداز میں کہہ کر سوئے ہوئے علی کو پیار کرتا باہر نکلا تھا۔۔اُس نے ہنس کر حسبِ عادت اُس پر آیۃ الکرسی کا حصار کر کے اُسے رُخصت کیا تھا۔۔

....

علی کو اپنے آنی اور چاچو کے لیے گفٹس لینے تھے، جس کے لیے وہ ہمیشہ کی طرح اپنی بڑی مما (عادل حیات کی بیوی) سے مشورہ لے چکا تھا۔۔

اِس وقت وہ مال میں موجود تھے۔۔

"پاپا پرفیوم لینا ہے چاچو کے لیے اینڈ شرٹ فور آنی (اور آنی کے لیے کُرتی)"۔۔وہ زین کا ہاتھ کھینچتے پرفیوم شاپ کی طرف بڑھا تھا۔۔وہ ایہا کا ہاتھ تھامے اُن کے پیچھے پیچھے تھی۔۔

"مما۔۔با آنی"۔۔ایہا اُس کا ہاتھ چھوڑتی زین کی طرف بھاگی تھی۔۔

"زین اِسے دیکھیں"۔۔وہ زور سے بولی تھی زین نے پیچھے مُڑ کر ایہا کو گود میں اُٹھایا تھا۔۔تبھی مریم کو کِسی نے پُکارا تھا۔۔

"مریم"۔۔آواز پر وہ مُڑی تھی۔۔کوئی عبایا اور نقاب میں ملبوس خاتون اُس کے سامنے آ کھڑی ہوئی تھی۔۔

"سوری میں نے آپ کو پہچانا نہیں"۔۔وہ اُلجھن بھرے انداز میں کہہ رہی تھی جب اُس خاتون کی اگلی حرکت پر وہ گڑبڑائی تھی۔۔وہ اُس کے سامنے اپنے دونوں ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔

"ارے یہ کیا کر رہی ہیں آپ۔۔؟؟"۔۔وہ دو قدم پیچھے ہٹی تھی۔۔

"میں اِسی قابل ہوں مریم۔۔آج دُنیا کے سامنے تم سے معافی مانگ رہی ہوں"۔۔کہنے کے ساتھ ہی اُس نے اپنے چہرے سے نقاب ہٹایا تھا۔۔اُس آنسوؤں بھرے چہرے پر نظر پڑتے ہی وہ حق دق رہ گئی تھی۔۔

"تمہارا سُکون میرے اندر کی آگ کو بھڑکا دیتا تھا۔۔جب میں خوش نہیں تھی تو تمہیں بھی تو خوش نہیں ہونا چاہیئے تھا ناں، جب میرا شوہر مجھے خوش نہیں رکھتا تو تم سے وہ مُحبت کیسے کر سکتا تھا جبکہ اُس کی جیب بھی خالی تھی تمہیں تو اُس سے لڑنا چاہیئے تھا ناں روز روز"۔۔وہ اب زار و قطار رو رہی تھی۔۔وہ ساکت سی کھڑی رہی تھی۔۔

"میری کوئی چال کامیاب نہ ہو سکی، میں نے تمہارے خلاف جب جب کوئی چال چلی، زین کے لیے تمہاری مُحبت کو اور بڑھتا ہوا پایا۔۔تم پر اللہ کا خاص کرم تھا۔۔تم پر اللہ کا خاص کرم ہے مریم۔۔اُس نے تمہیں زین کو سونپا۔۔وہ بہت پیارا انسان ہے"۔۔خود پر قابو پاتے وہ اب سر کو جُھکا گئی تھی۔۔

"مجھے معاف کردو اللہ کا واسطہ۔۔میں ساڑھے پانچ سالوں سے سوئی نہیں ہوں مریم۔۔تمہیں زین کی مُحبت کا واسطہ۔۔"۔۔وہ دوبارہ اُس کے سامنے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔وہ جیسے ایک دم ہوش میں آئی تھی۔۔اُس نے ایک قدم آگے بڑھ کر اُس کے جُڑے ہاتھوں کو اپنے ہاتھوں میں تھاما تھا

"میرے دل میں آپ کے لیے کوئی میل نہیں ہے۔۔زین کے کہنے پر میں اُسی وقت آپ کو معاف کر چکی تھی۔۔پر ہاں میرے دِل کو تھوڑی سی تکلیف ہوئی تھی"۔۔اب کے اُس کی آواز بھیگی تھی۔۔ وہ چُپ ہوئی تھی۔۔

"تمہارے اِسی معصوم دِل نے مجھے اتنے سال بے چین رکھا ہے"۔۔وہ مریم کا چہرہ دیکھتی بولی جو آج بھی اُتنا ہی معصوم پُرنور تھا۔۔تبھی ایک دو ڈھائی سالہ بچّہ بھاگتا آیا تھا۔۔

"ماما"۔۔نگینہ نے اُسے گود میں اُٹھایا تھا۔۔۔

"یہ۔۔یہ آپ کا۔۔"۔۔وہ حیرت سے بچّے کو دیکھتی جُملہ مُکمل نہیں کر پائی تھی۔۔اُس نے اثبات میں سر ہلایا تھا

"دو بچّے ہیں میرا۔۔وہ میرا بڑا بیٹا ساڑھے تین سال کا ہے"۔۔وہ سامنے اشارہ کرتی بولی جہاں ایک بچّہ ایک آدمی کا ہاتھ پکڑے کچھ لینے کی ضد کر رہا تھا اور ساتھ میں ایک چودہ پندرہ سالہ بچّی کھڑی تھی۔۔

"اور ساتھ میں میرا شوہر۔۔ علیم حُسین اور میری بیٹی"۔۔وہ اُس آدمی پر نگاہیں جمائے بولی۔۔

"آپ کے ہسبینڈ تو نا۔۔ناصر۔۔"۔۔وہ چُپ ہوئی تھی۔۔نگینہ نے گہرا سانس لیا تھا۔۔

"تمہیں زین نے کچھ نہیں بتایا۔۔؟؟"۔۔مریم نے زین کے نام پر اُلجھن سے نفی میں سر ہلایا تھا۔۔

"اُس دن زین سے مُلاقات نہ ہوئی ہوتی تو شاید میں کِسی غلط ہاتھوں میں چلی گئی ہوتی۔۔اگر زین مجھ سے میری کم ظرفی کا بدلہ لیتا تو شاید نہیں یقیناً آج میں تمہارے سامنے اپنی جنت کے ساتھ کھڑی نہ ہوتی"۔۔وہ نم لہجے میں بولتی قریب رکھی کُرسی پر بیٹھی تھی تو مریم بھی اُس کے ساتھ بیٹھ گئی تھی۔۔

....

ناصر سے طلاق کے بعد وہ اپنے گھر واپس گئی تھی۔۔خالی ہاتھ نگینہ کو دیکھ کر بھائیوں نے بھابیوں کے کہنے پر آنکھیں ماتھے پر رکھ لی تھیں۔۔ورنہ پہلے وہ اپنے بھابیوں کے لیے بھی مہنگے تُحفے لے جاتی تھی۔۔بمُشکل عدت گزارنے کے بعد اُسے اپنا خرچہ خود اُٹھانے کو کہا گیا۔۔نوکری کی تلاش

میں روز آتے جاتے اوباش لوگوں نے اُس پر جُملے کسنے شروع کر دیئے۔۔بھابھیوں نے بھائیوں کی غیرت کو للکارا نوبت بڑی بہن پر ہاتھ اُٹھانے کی آگئی۔۔

یہ کوئی اُس واقعے کے آٹھ مہینوں بعد کی بات تھی جب نوکری نہ ملنے پر وہ مایوس سی سڑک پر بیٹھی بےبسی سے رودی تھی۔۔جب ایک گاڑی اُس کے آگے آرکی تھی۔۔اُس میں بیٹھے بندوں نے اُسے اپنے ساتھ چلنے کو کہا تھا اُس کے منع کرنے پر وہ اُس کا ہاتھ پکڑے اُسے زبردستی گاڑی میں بٹھانے کو تھے جب قریب کسی اور گاڑی کے ٹائر چرچرائے تھے۔۔وہ آدمی گاڑی میں بیٹھ کر بھاگ گئے تھے

وہ زین احمد تھا۔۔

اُسے ایسی دگرگوں حالت میں دیکھ کر زین کو دُکھ ہوا تھا۔۔زین کے آفس میں چالیس سالہ علیم حُسین نہایت ہی شریف آدمی جو کہ مُتوسط طبقے سے تعلق رکھتا تھا۔۔جِس کی بیوی کی ابھی کچھ مہینے پہلے ہی وفات ہوئی تھی۔۔ایک نو دس سالہ بیٹی تھی۔۔زین نے نگینہ کی رضامندی سے دونوں کا نکاح کروادیا تھا۔۔وہ اُسے لے کر اپنے شہر فیصل آباد چلا گیا تھا۔۔

نگینہ نے پھر زین سے بھی کوئی رابطہ نہیں رکھا تھا۔۔اور اب وہ کسی رشتہ دار کی شادی میں کراچی آئے تھے۔۔

"لگتا ہے تم نے مجھے دِل سے معاف کردیا تھا مریم"۔۔وہ پیچھے مُڑ کر اپنے شوہر اور بچّوں کو دیکھتی نم لہجے میں بولی تھی۔۔

"ماما اِدھر آئیں جلدی"۔۔اُس کے شوہر کی بیٹی نے اُسے آواز دی تھی۔۔

"آتی ہوں"۔۔وہ مُسکرا کر بولتی کھڑی ہوئی تھی۔۔

"قیامت کے دن میرا گریبان مت تھامنا مریم۔۔ہوسکے تو مجھے ایسے معاف کردینا کہ اُس دن تمہارا حِساب نہ دینا پڑے مجھے"۔۔وہ پھر سے ہاتھ جوڑ گئی تھی۔۔مریم نے کھڑے ہوتے ہوئے اُس کے ہاتھ تھامے تھے۔۔

"یقیناً اللہ نے ہم جیسے لوگوں سے پناہ مانگنے کے لیے یہ آیت اُتاری تھی"۔۔وہ مریم کو نہیں دیکھ رہی تھی۔۔

ترجُمہ: (میں پناہ مانگتی ہوں) اور حسد کرنے والے کی برائی سے جب حسد کرنے لگے۔۔﴿سورۃ الفلق ۵﴾

وہ اپنے چہرے پر نقاب ڈالتی واپسی کے لیے مُڑی تھی۔۔

"نگینہ جی"۔۔وہ بے اختیار اُسے پُکار بیٹھی تھی۔۔

"نہیں مریم۔۔مجھے جانے دو۔۔تم سے کوئی تعلق نہیں رکھنا چاہوں گی۔۔میں نہیں چاہتی میرا سایہ بھی تمہاری ہنستی بستی زندگی پر پڑے۔۔اللہ تم دونوں کو اپنے بچّوں کے ساتھ ہمیشہ خوش رکھے آمین۔۔اللہ حافظ"۔۔وہ بغیر مُڑے بولتی آگے بڑھ گئی تھی۔۔

....

وہ حرم کے فرش پر بیٹھی تھی۔۔اُس کے گھٹنے پر سر رکھے ابیہا لیٹی ہوئی تھی۔۔

اُس کی نظریں سامنے خانہ کعبہ سے ہوتی زین احمد پر تھیں جو علی کو کندھے پر بٹھائے طواف کر رہا تھا۔۔

وہ ابھی ابھی اُن کے ساتھ طواف کر چکی تھی اور ساتھ میں زین نے اپنی پناہوں میں اُسے حطیم میں نفل بھی پڑھوایا تھا۔۔ایہا کا موڈ دیکھ کر وہ واپس بیٹھ گئی تھی جبکہ وہ دونوں دوسرا طواف کر رہے تھے۔۔

اُس نے بہت سال پہلے عُمیرا احمد کی تحریر شہرذات میں پڑھا تھا کہ مرد عورت کے لیے دروازہ ہوتا ہے اور دروازے کا کام یا تو راستہ دینا ہوتا ہے یا راستہ روکنا۔۔

اُس وقت اُس کی عُمر پندرہ سولہ سال تھی وہ تب یہ بات سمجھ نہیں پائی تھی پر آج اُسے یہ بات سمجھ آئی تھی۔۔

زین احمد مریم زین کے لیے وہ دروازہ تھا جو اللہ کی رضا کے لیے کُھلتا تھا۔۔جِس کو پار کر کے اُسے جنت ملنی تھی اور مریم زین کے لیے وہ دروازہ کھولنے والا خود زین احمد ہی تو تھا۔۔جِس کا ہاتھ تھامے اُسے اللہ کا قُرب حاصل ہوا تھا۔۔

وہ بھیگی آنکھوں سے دونوں باپ بیٹے کو اپنے پاس آتا دیکھ رہی تھی۔۔

دونوں پہلے زم زم پینے رُکے تھے۔۔ایہا اُن کو دیکھ کر اُن کی طرف بڑھی تھی وہ وہیں بیٹھی اُنہیں تک رہی تھی۔۔زین دور سے اُسے دیکھ کر مُسکرایا تھا۔۔مریم نے جواباً مُسکراتے ہوئے آنکھیں جھپکی تھیں دو قطرے اُس کی آنکھوں سے ہوتے گالوں پر پھسلے تھے۔۔ہنوز اُسی پر نظریں جمائے اُس نے اپنی آنکھیں صاف کی تھیں۔۔ایہا کو علی گلاس میں پانی ڈال کر دے رہا تھا۔۔زین اپنا بچا آدھا گلاس لیے اُس کی طرف بڑھا تھا۔۔اُس نے اپنی نگاہیں نہیں ہٹائی تھیں۔۔دونوں ہی ایک دوسرے کو دیکھ

رہے تھے۔۔اُس کے قریب بیٹھ کر زین نے اُس کے لبوں سے گلاس لگایا تھا۔ سِسکی روک کر اُس نے پانی پیا تھا۔۔پانی پیتے بھی اُس کی نظریں زین پر تھیں۔۔

ترجُمہ: اور تم اپنے پرورد گار کی کون کون سی نعمتوں کو جُھٹلاؤ گے۔۔(سورۃ الرحمٰن)

وہ زیرِلب پڑھتی اُس کے گھٹنے پر سر رکھتی رودی تھی۔۔وہ سمجھ گیا تھا کہ وہ کیوں رو رہی ہے۔۔

"تم اکثر مجھ سے پوچھتی ہو ناں میں اتنا اچھا کیسے ہوں تو اِس کی وجہ بھی تم ہو"۔۔وہ اُس کا سر اُوپر اٹھاتے اُس کی آنکھیں چُومتا بولا۔۔

"میں بھلا کیسے۔۔؟؟"۔۔وہ معصومیت سے پوچھ رہی تھی۔۔زین مُسکرایا تھا۔۔

"مرد کی زندگی میں تین عورتیں بڑی اہمیت کی حامل ہوتی ہیں۔۔ایک اُس کی ماں، جو اُس کی تربیت کرتی ہے۔۔دوسری اُس کی بیوی۔۔اُس کی ماں کی تربیت کا امتحان اُس کی بیوی لیتی ہے۔۔یہ بیوی پر مُنحصر ہے کہ وہ بندے کو جنت کے قریب کرتی ہے جا دوزخ میں پہنچا آتی ہے۔۔ کبھی کبھی بیوی کی بے جا ضدیں مرد کو تباہی کے دہانے پر لا کر کھڑا کردیتی ہیں۔۔مریم زین زین احمد سے راضی ہے تبھی زین احمد کا رب زین احمد سے راضی ہے"۔۔وہ اپنی طرف بھاگ کر آتی ایہا کے لیے بانہیں وا کر گیا تھا۔۔

"اور تیسری عورت اُس کی بیٹی"۔۔وہ اُس کے سینے سے آلگی تھی، اُس نے اُس کی ننھی سے پیشانی چومی تھی۔۔علی نے چُپ کے سے آکر اُسے اپنے بازوؤں میں لیا تھا پھر مُحبت سے اُس کا گال چُوما تھا۔۔مریم نے اُسے اپنی سامنے لا کر اُس کی پیشانی پر پڑے پسینے میں بھیگے بال ہٹا کر اُس کی پسینے سے تر پیشانی چومی تھی۔۔

خوشخبری رائٹرز متوجہ ہوں

ہر لکھاری کا خواب ہوتا ہے کہ اس کی تحریر کتابی صورت میں بھی شائع ہو اور انکی کتاب بک شیلف کی زینت بنے۔ آپ بھی ایک لکھاری ہیں اور اپنی تحریر کو کتابی شکل میں لانا چاہتے ہیں تو ہم سے رابطہ کریں۔ ہم آپ کی تحریر کو بہت کم ٹائم اور بہت مناسب قیمت میں آپ کی خواہش کے مطابق بہت عمدہ اور معیاری کوالٹی میں کتابی صورت میں شائع کرنے میں آپ کی مدد کریں گے۔
مزید معلومات کے لئے نیچے دئے گئے ایڈریس پر ابھی رابطہ کریں۔

Prime Urdu Novels Publications

Whatsapp : 03335586927
Email : aatish2kx@gmail.com

"ایک مرد کے لیے بیٹی اللہ کی رحمت ہوتی ہے۔۔ایک بیٹی اپنی پیدائش سے ایمان والے مرد کا دل نرم کردیتی ہے"۔۔ علی اُس کی گود میں سر رکھ کر لیٹ گیا تھا۔۔وہ چُپ چاپ زین کو دیکھ رہی تھی۔۔جِس نے ایہا کو اپنی گود میں بھرا تھا۔۔

"بیشک اللہ مُحبت ہے اور مُحبت کو پسند کرتا ہے"۔۔وہ کہتے ہوئے جُھکا تھا پھر بڑی نرمی سے اُس کی ہتھیلیوں کو عقیدت سے چوما تھا۔۔

"لیکن میں نے مُحبت مانگی، اُس نے عشق عطا کیا"۔۔وہ اُس کے جُھکے سر کو دیکھتے نم لہجے میں بولتی مُسکرائی تھی۔۔

....

اللہ پر بھروسہ رکھنے والوں کے لیے وہ اپنے راستے ضرور کھولتا ہے یہ اُس کا وعدہ ہے اور بیشک وہ اپنے وعدے کے خلاف نہیں کرتا۔۔

یہ کہانی اُس بابرکت نام پر بھروسے کی ہے جو زندگی کی ضمانت ہے۔۔

❤ختم شُد❤

زین احمد کا کردار شاید صرف افسانوں، ناولز میں ملتا ہو، لیکن میں نے زین احمد کا کردار مُحبت سے اپنے لیے صدقہ جاریہ کے طور پر لکھا ہے۔۔

کِسی ایک نے بھی اگر زین احمد کی ایک بھی خوبی، ایک بھی عادت کو اپنی زندگی کا حصّہ بنا لیا تو میرے لیے یہ صدقہ جاریہ ہو گا۔۔

میری دُعا ہے۔۔

اللہ ہمیں زین احمد جیسا صبر شُکر عطا کرے۔ آمین۔۔

اللہ ہر مرد کو زین احمد جیسا اپنی ماں، بیوی اور بیٹی سے مُحبت عزت کرنے والا کرے۔ آمین

اللہ ہر لڑکی کو زین احمد جیسا شریکِ سفر عطا کرے آمین۔۔ ثم آمین۔

جزاکم اللہ خیراً کثیرا۔۔❤

آخر میں رابیل جہانگیر آپ کے بغیر میری تحریر ادھوری ہے۔۔بہت ساری مُحبت اور دُعائیں۔۔جزاک اللہ خیر 🤍❤🤍

(ناول میں دی گئی آیات کے ترجمے کے ساتھ سورۃ اور آیات نمبر بھی لکھے گئے ہیں۔۔

آیات نمبر سے آپ قرآن مجید یا گوگل سے آیات نکال سکتے ہیں)

الحمداللہ رب العالمین رب کے کرم سے میں اپنے دل و دماغ میں موجود اُس کی امانت، جو کہ اُس کا علم ہے اُس کے بندوں تک پہنچا پائی۔

****